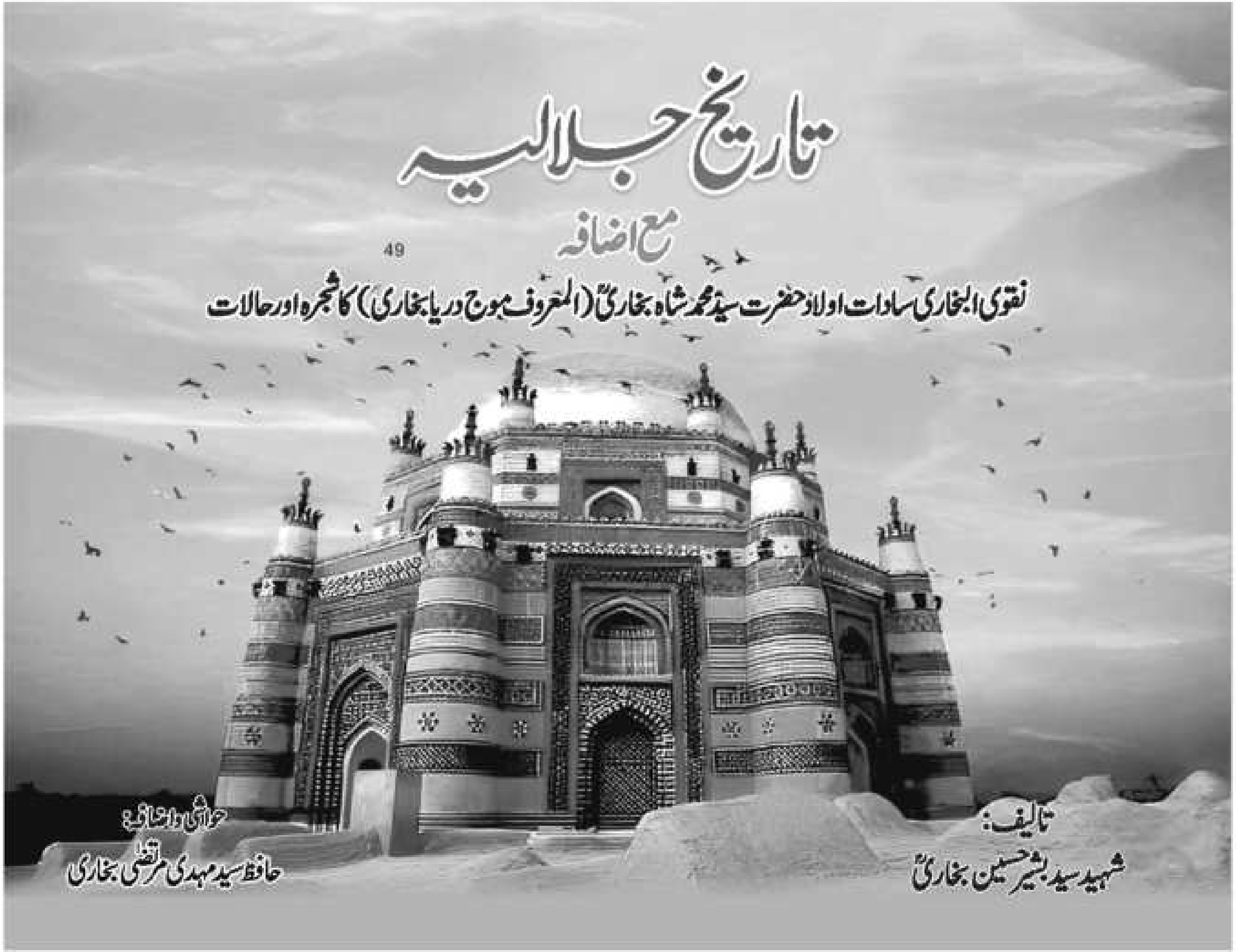

تاریخ جلالیہ

مع اضافہ

49

نقوی البخاری سادات اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ (المعروف موج دریا بخاری) کا شجرہ اور حالات

تالیف:
شہید سید بشیر حسین بخاریؒ

حواشی و اضافہ:
حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری

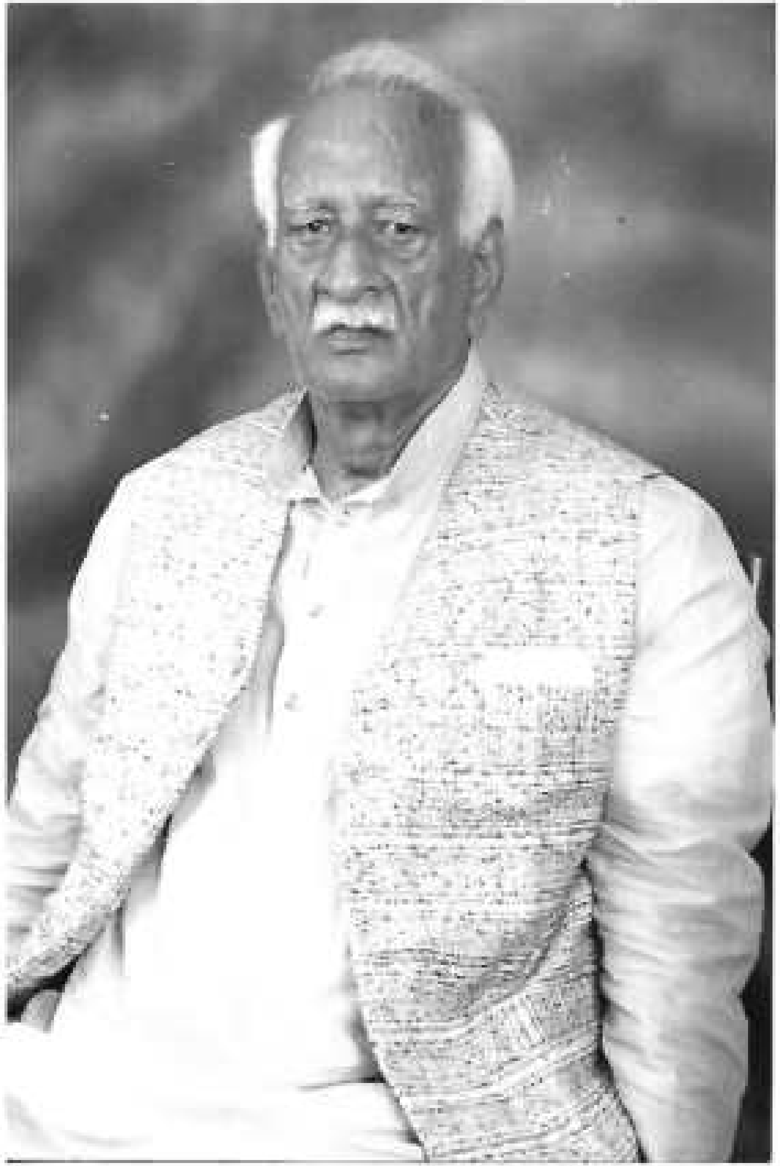

مؤلف تاریخ جلالیہ

شہید سید بشیر حسین بخاری

سید بشیر حسین بخاری 1975ء میں درگاہ عالیہ سید محمد شاہ موج دریا بخاری پر تاریخ جلالیہ کی تدوین کے سلسلہ میں خطاب کر رہے ہیں۔

تاریخ جلالیہ

مع اضافہ

نقوی البخاری سادات اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ (المعروف موج دریا بخاری) کا شجرہ اور حالات

تالیف:

شہید سید بشیر حسین بخاریؒ

حواشی واضافہ:

حافظ سید مہدی مرتضٰی بخاری

اشتہار

واجب الاظہار یہ ہے کہ یہ کتاب
اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ شیعہ اثنا عشریہ کے لیے خاص ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

لکھو! اور اپنا علم اپنے دینی بھائیوں میں پھیلاؤ اور جب مرنے لگو تو اپنی کتابوں کا وارث اپنی اولاد کو بناؤ کیونکہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ وہ انہیں کتابوں سے مانوس ہوں گے۔ اور آپؑ نے فرمایا: اپنی کتابوں کی حفاظت کرو کہ تمہیں عنقریب ان کی ضرورت پیش آئے گی۔"

(حر العاملی، وسائل الشیعہ، ج 18، ص 60)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 1

اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ و عجل فرجھم واھلک عدوھم من الجن و الانس من الاولین و الآخرین 2

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین ولی اللہ 3

1۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کو کسی بھی حال میں ترک مت کرو، اگرچہ "بسم اللہ" کے بعد ایک شعر ہی کیوں نہ لکھنا ہو، پھر فرمایا: "بسم اللہ" کو بہترین خط سے لکھو اور "ب" کو اتنا نہ بڑھاؤ کہ "س" پڑھی جائے۔ (الکلینی، الشافی ترجمہ اصول الکافی، ج5، ص371)

2۔ مستحب ہے کہ جمعرات کے دن صلاۃ عصر کے بعد سے لے کر جمعہ کے دن کے آخر وقت تک نبی اکرم ﷺ پر صلوات بھیجو۔ (جیسا کہ اوپر صلوات نقل کی گئی ہے)۔ (مجلسی، بحار الانوار، ج87، ص341)

3۔ قاسم بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ لوگ (مخالفین) رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو معراج پر لے جایا گیا تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ عرش پر لکھا ہوا ہے: "لا الہ الا اللہ محمد رسول ابو بکر صدیق"۔ پس امام صادقؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! تمام چیزوں کو انہوں نے تبدیل کر دیا، یہاں تک کہ اس حدیث کو بھی تبدیل کر دیا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس وقت آپؑ نے فرمایا: جب اللہ نے عرش کو خلق کیا تو اس پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے پانی کو خلق کیا تو اس کے جریان پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے کرسی کو خلق کیا تو اس کے پایوں پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے لوح کو خلق کیا تو اس میں لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے اسرافیل کو خلق کیا تو اس کی پیشانی پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے جبرائیل کو خلق کیا تو اس کے دونوں پروں پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے آسمانوں کو خلق کیا تو اس کے کناروں پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے زمینوں کو خلق کیا تو اس کے طبقوں پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب باللہ نے پہاڑوں کو خلق کیا تو ان کی چوٹیوں پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے سورج کو خلق کیا تو اس پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور جب اللہ نے چاند کو خلق کیا تو اس پر لکھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور وہ سیاہی جو چاند میں نظر آتی ہے وہ یہی ہے اور جب تم میں سے جو بھی کہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پس اس پر واجب ہے کہ کہے "علی امیر المومنین ولی اللہ"۔

(احتجاج طبرسی، ج1، ص231 / بحار الانوار، ج27)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	عرض ناشر	۷
۲	شجرہ کے نئے قارئین!	۸
۳	ماخذ	۱۳
۴	وجہ تالیف	۱۴
۵	انتساب	۱۶
۶	بٹالہ ہمارا آبائی وطن	۱۸
۷	محلہ بخاری سادات	۲۰
۸	سیاسی اور مذہبی حیثیت	۲۱
۹	نسب کی اہمیت	۲۶
۱۰	نسبی اہمیت کے مخالف	۲۹
۱۱	انساب جلالی	۳۱
۱۲	قصیدہ جلالیہ	۳۲
۱۳	مشاہیر بخاری سادات	۳۳
۱۴	حضرت سید جلال الدین بخاریؒ سرخ پوش	۳۴
۱۵	حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ	۳۴
۱۶	حضرت سید صدر الدین بخاریؒ	۳۵
۱۷	حضرت سید جلال مجرد بخاریؒ	۳۶
۱۸	حضرت سید ناصر الدین محمود بخاریؒ	۳۶
۱۹	حضرت سید برہان الدین بخاریؒ	۳۷
۲۰	خاندانی رسم و رواج	۳۹
۲۱	اوچ شریف	۴۴
۲۲	موج دریا بخاریؒ پر مضامین	۴۷
۲۳	شجرہ نسب	۴۷
۲۴	ذکر اولاد سید حیدر شاہ بخاریؒ	۵۱
۲۵	ذکر اولاد سید حیات شاہ بخاریؒ	۵۸
۲۶	ذکر اولاد سید باغ شاہ بخاریؒ	۶۳
۲۷	ذکر اولاد سید خوشحال شاہ بخاریؒ	۶۴
۲۸	ذکر اولاد سید رسول شاہ بخاریؒ	۶۵
۲۹	ذکر اولاد سید امام شاہ بخاریؒ ابن سید طلعہ بخاریؒ	۶۶
۳۰	ذکر اولاد سید رحمت اللہ شاہ موالی بخاریؒ ابن سید طلعہ بخاریؒ	۶۹
۳۱	حضرت سید موج دریا بخاریؒ	۹۱
۳۲	حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ	۹۲
۳۳	حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ	۹۳
۳۴	حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ	۹۳
۳۵	برادران کا شکریہ	۹۵
۳۶	تاریخ جلالیہ چند آراء	۹۷
۳۷	آخری گزارش	۱۰۳

فہرست مع اضافہ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	ابتدائیہ	۱۰۵
۲	شجرہ میں خواتین کے نام کیوں؟	۱۰۵
۳	خلیفہ بلافصل کی حقیقت	۱۰۷
۴	حسن البصری	۱۰۸
۵	فقر اور فقرا	۱۰۹
۶	عبدالقادر جیلانی	۱۰۹
۷	صوفیوں کے متعلق آئمہ اہل بیتؑ کے فرامین	۱۱۰
۸	اجداد میں غیر شیعہ نظریات	۱۱۳
۹	اجداد کے واقعات پر ایک نظر	۱۱۴
۱۰	سلسلہ جلالیہ	۱۱۵
۱۱	بیعت	۱۱۶
۱۲	مرشد کون؟	۱۱۷
۱۳	سیدزادی کا نکاح غیر سید سے؟	۱۱۸
۱۴	متعہ رحمت ہے!	۱۲۶
۱۵	انساب جلالی کی فارسی عبارت کا ترجمہ	۱۲۷
۱۶	شجرہ خاتم اور علامہ کا اختلاف، علامہ خاندان	۱۲۸
۱۷	سید المناظرین علامہ سید زین العابدین نقوی البخاریؒ	۱۲۸
۱۸	پروفیسر علامہ سید فقیر حسین بخاریؒ	۱۳۰
۱۹	پروفیسر علامہ سید صفدر علی شاہ نقوی البخاریؒ	۱۳۰
۲۰	مولوی سید ایوب حسین بخاریؒ اور دیگر علما خاندان	۱۳۱
۲۱	شہید سید بشیر حسین بخاریؒ	۱۳۱
۲۲	شہدائے خاندان	۱۳۲
۲۳	نخا شہید سید عارف حسین الحسینی	۱۳۳
۲۴	شہید سید انور عباس بخاری	۱۳۴
۲۵	شہید سید مسرت حسین بخاری، شہید سید ثقلین شاہ بخاری	۱۳۵
۲۶	شہید سید جہانگیر عباس بخاری	۱۳۶
۲۷	مشاہیر خاندان	۱۳۷
۲۸	سید فاضل شاہ بخاری	۱۳۷
۲۹	سید فتح دریا شاہی بخاری	۱۳۸
۳۰	سید انور شاہ بخاری	۱۳۹
۳۱	سید علی شاہ بخاری	۱۳۹
۳۲	سید امیر حسین شاہ مجاہد	۱۴۰
۳۳	تاریخ جلالیہ مع اضافہ چند آراء	۱۴۱
۳۴	سید جاوید مرتضیٰ بخاری	۱۴۱
۳۵	سید ذیشان مرتضیٰ بخاری	۱۴۲
۳۶	سید زین مرتضیٰ بخاری	۱۴۲
۳۷	سید صفدر رضا بخاری	۱۴۳
۳۸	قبرستان اور زیارت قبور	۱۴۴
۳۹	احباب کا شکریہ	۱۴۶
۴۰	آخری گزارش، اعلان اور مآخذ	۱۴۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صلی علی محمدؐ و آل محمدؐ

عرض ناشر

شہید سید بشیر حسین بخاریؒ کی خواہش تھی کہ اس خاندانی شجرہ نسب پر مشتمل کتاب کو کوئی برادر بہتر طریقے سے دوبارہ مرتب کرے (اس خواہش کو بخاری صاحب نے اپنی اس کتاب کے آخر میں بھی پیش کیا ہے)۔ مجھ سے پہلے جناب سید علی طاہر بخاری صاحب مرحوم کرنل ریٹائرڈ نے اسے 2007ء میں اپنے انداز میں مرتب کیا، جس میں چند تصاویر کا اضافہ بھی کیا، گو کہ انہوں نے اصل کتاب جو کہ شہید سید بشیر حسین بخاری صاحبؒ نے 1975ء میں شائع کی تھی، کے بہت سے مندرجات کو اپنی اشاعت میں شامل نہیں کیا۔ شہید بخاری صاحب کے بڑے پوتے سید ذیشان مرتضیٰ بخاری صاحب کی خواہش پر اس کتاب کو شائع کرنے کے لیے اصل کتاب کو مدنظر رکھا گیا۔ اس میں موجود تمام مواد کو ویسے ہی رکھا، ہماری طرف سے جس جس جگہ وضاحت ضروری تھی ادھر حاشیہ لگا دیا اور جو چیزیں زیادہ طویل تھیں انہیں مع اضافہ کے عنوان سے کتاب کے آخری حصہ میں شامل کر دیا ہے۔

سادات ڈیرہ اسماعیل خان اولاد حضرت ہمت اللہ شاہ مواقیؒ کی معاونت بھی قابل ذکر ہے۔ ان سادات کی جانب سے بھی کچھ مواد شامل کتاب کیا گیا ہے۔ جو کہ انہیں کے خاندان کے افراد نے تحریر کیا ہے۔ جتنی محنت بشیر بخاری صاحبؒ نے کی، وہ تو مجھ سے نہیں ہو سکی۔ اس لیے میں نے قرآن و احادیث اور خاندان کے بزرگ علما کی تحقیقات جو کہ قرآن و حدیث پر مشتمل ہیں کو شامل کیا ہے۔ اس کتاب میں میرے اجداد کے متعلق جن تاریخی واقعات کا ذکر ہے یا جو القاب اور دیگر واقعات ان کے متعلق بیان کی گئے ہیں، میرا ان سب سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ چونکہ تقریر و تحریر انسان کے اعتقادات کی عکاسی کرتی ہے۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ یہ کتاب شہید سید بشیر حسین بخاریؒ کی تصنیف کردہ ہے اس لیے اسے من و عن شائع کیا جا رہا ہے۔ جہاں جو چیز قرآن و فرامین معصومؑ سے وضاحت رکھتی ہے اس کی وضاحت الگ سے بیان کر دی ہے۔ معلومات کی کمی کی وجہ سے سب سے خطا ہوتی ہے۔ لیکن جب حق معلوم ہو جائے اور انسان پھر بھی باطل کی مخالفت نہ کرے تو یہ بالکل بھی درست نہیں۔ ایسے واقعات کرامات کہ جن کو اگر غور و فکر سے پڑھیں تو بجائے فضیلت کے ان میں سے نقص نکل آتا ہے۔ ہم نے ان واقعات کو طوالت سے بچنے کے لیے درگزر کیا ہے۔

ویسے بھی یہ تمام واقعات اہل سنت کی ان کتب سے لیے گئے ہیں کہ جو ہمارے لیے ہرگز حجت نہیں۔ اس کتاب میں جگہ جگہ تصوف کا رنگ موجود ہے۔ سلسلہ طریقت سلسلہ فقر یہ سب اصطلاحات اگر ایک لفظ میں بیان کریں تو اسے صرف تصوف کہیں گے۔ جبکہ شیعہ اثنا عشریہ ہونے کی حیثیت سے ہمیں تصوف کو فرامین معصومؑ کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ اولیاء کا نظریہ، علما و سادات کا تقیہ کرنا، اس سب کو بھی ذہن میں رکھیں۔ ہمارا مقصد کسی کی توہین یا دل آزاری کرنا ہرگز نہیں ہے۔ اس لیے تصوف اور دیگر موضوعات سے متعلق مع اضافہ میں الگ سے مختصر عنوانات قائم کیے ہیں۔ جس کے بارے میں احادیث معصومینؑ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ قارئین اسے پڑھ کر اپنے مولا و آقا سے متمسک ہو جائیں۔

شجرہ نسب کے نئے قارئین !!!

امام علی نقیؒ کی طرف نسبت کی وجہ سے سادات کی ایک بڑی جماعت نقوی سادات کہلاتی ہے۔ نقوی، تقوی، زیدی، ترمذی شیرازی، کاظمی وغیرہ سادات کی ان ناموں سے جو تقسیم ہے وہ محض پہچان کے واسطے ہے۔ اس پہچان میں بعض سادات نے شہروں کے ناموں کا بھی استعمال کیا۔ جیسا کہ امام علی النقیؑ کی اولاد میں جلال الدینؒ کی اولاد بخارا شہر کی نسبت کی وجہ سے "نقوی بخاری" کہلانا شروع ہوئی۔ آگے چل کر ہندوستان کے شہر بٹالہ میں آباد ہمارے اجداد نے اپنا تعارف "بٹالہ کے بخاری سادات" کہہ کر کروانا شروع کیا۔ اسی طرح نسبتیں جڑتی گئیں۔

خاندان کے بزرگ عالم دین علامہ سید زین العابدینؒ اپنے نام کے ساتھ "نقوی البخاری، الاچوی ثم بٹالوی ثم لاہوری" لکھوایا کرتے تھے۔ یہ سب محض پہچان اور جائے پیدائش و سکونت سے محبت کی وجہ تھی۔

شجرہ نسب کے نئے قارئین کے لیے ہماری جانب سے ایک نقشہ پیش کیا جا رہا ہے کہ جس سے عموماً نقوی البخاری سادات کی تقسیم کے ساتھ ساتھ خصوصاً اولاد حضرت محمد شاہ بخاریؒ کی تقسیم بھی واضح کی گئی ہے۔

اس نقشہ کو ترتیب دینے کے لیے ہم نے کتاب "ریاض الانساب" سے مدد حاصل کی ہے اور جو معلومات درج کی ہیں وہاں کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے۔

" تاریخ جلالیہ" جو کہ میرے دادا شہید سید بشیر حسین بخاریؒ کی تالیف کردہ کتاب ہے ۔ جس کے تمام مواد کو اصل حالت میں ویسے ہی رہنے دیا گیا ہے۔ جن لوگوں سے میرا رابطہ ہو پایا اور جن کے شجرہ جات مجھ تک پہنچے ان کو میں نے مکمل کر دیا ہے۔ شجرہ جات کے ماخذ کے طور پر 1975 اور 2007 کے نسخہ کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔ اگلے صفحہ پر نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

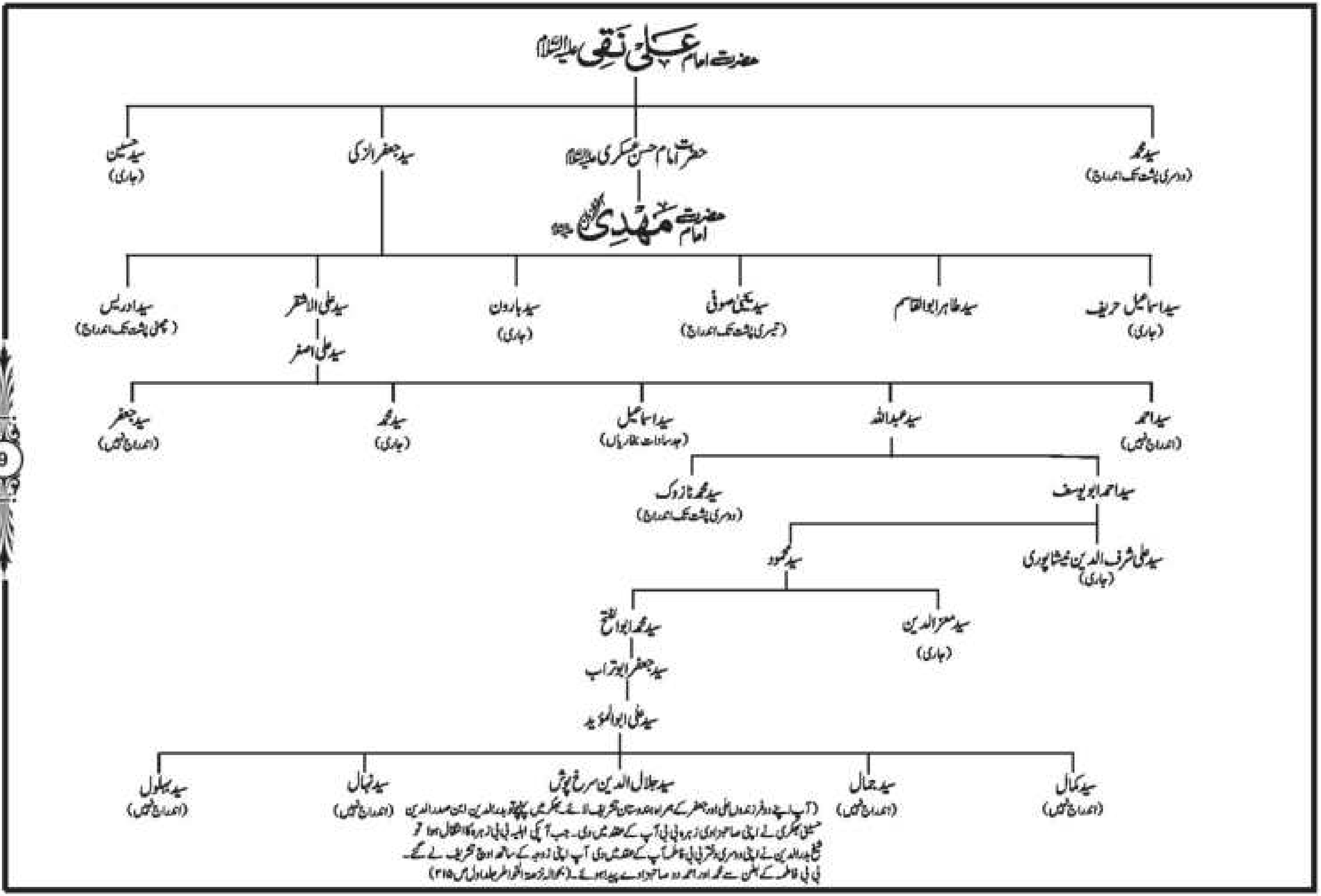
حضرت امام علی نقی علیہ السلام
سید محمد
(دوسری پشت تک اندراج)
حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام
حضرت امام مہدی علیہ السلام
سید جعفر الزکی
سید حسین
(جاری)
سید اسماعیل حریف
(جاری)
سید طاہر ابوالقاسم
سید یحیٰی صوفی
(تیسری پشت تک اندراج)
سید ہارون
(جاری)
سید علی الاشقر
سید علی اصغر
سید ادریس
(پہلی پشت تک اندراج)
سید احمد
(اندراج نہیں)
سید عبداللہ
سید اسماعیل
(جد سادات نقاریاں)
سید محمد
(جاری)
سید جعفر
(اندراج نہیں)
سید احمد ابو یوسف
سید محمد نازوک
(دوسری پشت تک اندراج)
سید علی شرف الدین نیشاپوری
(جاری)
سید محمود
سید معز الدین
(جاری)
سید محمد ابوالفتح
سید جعفر ابوتراب
سید علی ابوالموید
سید کمال
(اندراج نہیں)
سید جمال
(اندراج نہیں)
سید جلال الدین سرخ پوش
(آپ اپنے دو فرزند سید علی اور جعفر کے ہمراہ ہندوستان تشریف لائے۔ بھکر میں پہنچ کر بدر الدین ابن صدر الدین حسینی بھکری نے اپنی صاحبزادی زہرہ بی بی آپ کے عقد میں دی۔ جب آپ کی اہلیہ بی بی زہرہ کا انتقال ہوا تو شیخ بدر الدین نے اپنی دوسری دختر بی بی فاطمہ آپ کے عقد میں دی آپ اپنی زوجہ کے ساتھ اوچ تشریف لے گئے۔ بی بی فاطمہ کے بطن سے محمد اور احمد دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔ (بحوالہ ترجمہ انوار اطہر جلد اول ص ۲۱۵)
سید نہال
(اندراج نہیں)
سید بہلول
(اندراج نہیں)

سید جلال الدین سرخ پوش

- سید علی سرمست (جاری)
- سلطان سید احمد کبیر
  - سید صدر الدین راجن قتال (جاری)
  - سید جلال الدین حسین (مخدوم جہانیاں جہاں گشت)
    - سید محمد رکن الدین
    - سید ناصر الدین محمود
      (ان کی چار ازواج تھیں جن سے ۲۵ فرزند ہوئے، ۱۳ سے نسل چلی بحوالہ بحر الطالب ص ۱۹۲ ریاض الانساب ص ۱۱۴ میں ۲۹ فرزندان کے نام درج ہیں جن میں سے ۱۳ سے نسل جاری ہے۔ ان کے چوتھے فرزند سید علم الدین سے دو محمد شاہ موج دریا بخاری کا شجرہ ہے۔)
      - سید علم الدین ابن سید ناصر الدین
        - سید جلال الدین
          - حاجی عبدالعزیز لاولد
          - سید منور (چوتھی پشت تک انقراض)
          - سید موسیٰ (دوسری پشت تک انقراض)
          - سید علم الدین
            - سید نظام الدین
              - سید صفی الدین (آپ کی والدہ علم الدین بن مخدوم صدر الدین محمد غوث کی بیٹی تھیں۔ آپ کی دو دختران اور تین فرزند تھے۔ بحوالہ بحر الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۱۹۹)
                - سید جلال الدین حیدر (اولاد موجود محمد گیلانی لاہور بحوالہ ریاض الانساب ص ۱۲۹ آپ کی تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے تھے۔ بحوالہ بحر الطالب ص ۱۹۷)
                - سید محمد شاہ المعروف موج دریا
                  بحوالہ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۱۲۹ آپ کی زوجہ کا نام بی بی فاطمہ عالی المعروف بی بی لاڈاں (بی بی واڑی صاحب) تھا جو کہ عبدالقادر ثالث گیلانی کی دختر تھیں (جو کہ محمد غوث بندگی اوچی کی نسل سے ہیں) کتاب تحقیقات چشتی ص ۲۹۲ کے مطابق تین فرزند ہوئے۔ دو فرزند ازبطن بی بی واڑی صاحب سے سید صفی الدین اور سید بہاؤ الدین اور دوسری زوجہ بی بی لونگ صاحب سے سید شہاب الدین المعروف سید احمد ہوئے۔ آپ کی ایک دختر بھی تھیں۔
                - سید راجو لاولد
            - سید فرید ابو الفتح لاولد
            - سید میراں (جاری)
        - سید جمال (انقراض نسل)
        - سید ابو الخیر (انقراض نسل)
        - سید کبیر الدین (جاری)
    - سید شاہ عبداللہ قتال
- سید جعفر (لاولد)
- سید شاہ محمد غوث
  (ان کے ۳ بیٹے تھے بحوالہ ریاض الانساب ص ۱۱۴ اور ایک بیٹی بی بی ہاجرہ جن کا نکاح مخدوم جہانیاں جہاں گشت سے ہوا بحوالہ بحر الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۱۹۱)

حضرت سید محمد شاہ بخاری المعروف موج دریا بخاری

حضرت محمد شاہ بخاری المعروف موج دریا بخاری کے تین بیٹے ہوئے ہیں۔

۱۔ صفی الدین	۲۔ بہاؤالدین	۳۔ شہاب الدین
(ان کی اولاد ۱۸۲۲ء میں منقطع ہوگئی)	(ان کی اولاد ۱۶۴۰ء میں منقطع ہوگئی)	ان کی اولاد کا سلسلہ بفضل باری تعالیٰ جاری وساری ہے۔
شجرہ صفحہ 49 پر درج ہے	شجرہ صفحہ 49 پر درج ہے	انہیں سے نسل آگے بڑھی، اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو ایمان کے ساتھ برکت عطا کیے رکھے۔(آمین)

حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ کے دو(۲) بیٹے ہوئے:

۱۔ حضرت سید محسن بخاری	۲۔ حضرت سید مصطفیٰ بخاری
لاولد	ان سے اولاد کا سلسلہ آگے بڑھا ہے۔

بخاری سادات بٹالہ وڈیرہ اسماعیل خان کی تقسیم کیا اور کیسے ہے؟

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت موج دریا بخاریؒ کی نسل ان کے تیسرے فرزند سے چلی جن کا نام شہاب الدین تھا۔ ان کے دو فرزند ہوئے جن میں سے ایک لاولد ہوا اور دوسرے سید مصطفیٰ سے نسل آگے بڑھی۔ سید مصطفیٰ کے ایک فرزند ہوا جن کا نام سید فتح علی شاہ بخاری تھا۔ ان کے دو فرزند ہوئے۔ حضرت سید مشک علی شاہ بخاری اور حضرت سید طلعہ بخاری۔

یہاں سے اولاد بٹالہ اور ڈیرہ اسماعیل خان الگ ہوتی ہے۔ مشک علی شاہ کی تمام اولاد بٹالہ والی بخاری سادات کہلاتی ہے جو کہ وقت گزرنے اور آزادی کے بعد ملک پاکستان کے کئی علاقوں میں جا کر آباد ہو چکی ہیں۔ جن میں لاہور اور سرگودہا اہم علاقے ہیں۔

جبکہ سید طلعہ بخاری کی دو شادیاں تھیں ایک بیوی سے اولاد بٹالہ رہی اور حضرت طلعہ بخاریؒ بٹالہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے۔ وہاں جو اولاد پھلی پھولی وہ ڈیرہ اسماعیل خان کے بخاری سادات کہلائے۔

امید کرتا ہوں کہ اس شجرہ کے نئے معزز قارئین کافی حد تک شجرہ کو سمجھ چکے ہوں گے۔

خاک پائے اسپ حسینؑ
حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری
نبیرہ شہید سید بشیر حسین بخاری

تعلّموا انسابکم لتصلوا ارحامکم

تاریخ جلالیہ

بخاری سادات اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ

کے حالات

سید بشیر حسین بخاری

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : تاریخ جلالیہ (مع اضافہ)
تصنیف : سید بشیر حسین بخاری
کمپوزنگ : سجاد حیدر ردیوال (خوشاب) 0302-8067005
ناشر : انٹرنیشنل مرکز تحقیقات اسلامیہ (سرگودھا)
ایڈیشن اول: ۳۰ اپریل ۱۹۷۵ء بر موقعہ سالانہ عرس مبارک قدوۃ السالکین
زبدۃ العارفین حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ،
۱۷ ربیع الآخر ۱۳۹۵ ہجری المقدس
ایڈیشن دوم: ۳۰ جون ۲۰۰۷ء سید علی طاہر بخاری (کرنل ریٹائرڈ)
ایڈیشن سوم: مارچ ۲۰۲۳ء (سید مہدی مرتضیٰ بخاری سرگودھا)

ماخذ

۱۔ انساب جلالی	حضرت سید صفی الدین بخاریؒ
۲۔ مجالس المومنین	قاضی سید نور اللہ شوستریؒ
۳۔ خزینۃ الاصفیاء	شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ
۴۔ اعانت السادات	علامہ سید زین العابدین بخاریؒ
۵۔ ڈسٹرکٹ ملتان	لارڈ ایمرسن
۶۔ ہسٹری آف لاہور	جسٹس عبدالطیف
۷۔ تاریخ لاہور	رائے بہادر لالہ کنہیا لال
۸۔ تحقیقات چشتی	مولوی نور احمد چشتی
۹۔ تذکرۃ العلماء شیعہ	مطبوعہ نولکشور لکھنؤ
۱۰۔ اولیائے سُہروردیہ	محبوب ارشد (قلمی نسخہ)
۱۱۔ مہر منیر	سوانح پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف
۱۲۔ خطہ پاک اُوچ	مسعود حسن شہاب
۱۳۔ تاریخ اُوچ	مولوی حفیظ الرحمٰن
۱۴۔ گیزیٹر	ضلع گورداسپور
۱۵۔ گیزیٹر	ریاست بہاولپور
۱۶۔ قلمی شجرہ	مرشد طریقت جلالیہ مخدوم سیدنا علی شاہ بخاری
۱۷۔ تاریخ مغول	افضل عباس

قطب الاقطاب

حضرت سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ

کی اولاد میں

اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت اور کثرت عطا فرمائی

جو برصغیر پاک و ہند

کے گوشہ گوشہ میں آباد ہے

اسی سے ایک شاخ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت موج دریا بخاری کی اولاد ہے

اللہ تعالیٰ بحق محمد و آلِ محمد علیہم السلام

انہیں قائم و دائم اور معزز و محتشم رکھے

وجہ تالیف

منظور ہے گذارش احوال واقعی

ہجرت خاندانِ نبوت کا ورثہ ہے اگرچہ دشمنانِ خدا اور رسولؐ نے داعیانِ حق پر مختلف مصائب توڑ کر انہیں ترک سکونت پر مجبور کیا۔ مگر ان کی یہ ہجرت اشاعتِ دینِ اسلام کا باعث ثابت ہوئی۔ خانوادہ رسالت کے یہ افراد جس خطۂ ارض پر آباد ہوئے وہاں ان کی تبلیغ سے توحید خداوندی، رسالتِ سرور کائناتؐ اور ولایت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالبؑ کے ڈنکے بجے۔ اگرچہ بعض بزرگ شوقِ تبلیغ کی خاطر خود بخود مختلف دیار و امصار میں آباد ہو گئے، بہر حال ہجرت ان کے لئے کوئی مسئلہ نہ ہوئی۔

خاندانِ بخاری بٹالہ کے بزرگ مدینۃ الرسولؐ سے سرزمین عراق میں تشریف لائے۔ حضرت امام النقی علیہ السلام پیغمبر اسلامؐ کے دسویں جانشین کا روضہ مبارک بمقام سامرہ اس پر شاہد ہے۔ انہی حضرت کی آٹھویں پشت سے حضرت سید علی المویدؒ سلطان محمد خدا کے عہد میں مدینہ سے بخارا تشریف فرما ہوئے جن کے صاحبزادہ حضرت سیّد جلال قطب کمال رحمۃ اللہ علیہ، شمس الدین التمش کے عہد میں بخارا سے اُوچ وارد ہوا۔ انہی کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں بخاری سادات کے نام سے مشہور ہوئی۔ انہی حضرت کی نوویں پشت سے حضرت سیّد محمد شاہ موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ مورثِ اعلیٰ بخاری سادات بٹالہ ۱۵۶۸ عیسوی میں در عہد مغل شہنشاہ اکبر اعظم اُوچ شریف سے لاہور آباد ہوئے جنکے صاحبزادے حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ نے والدِ بزرگوار کے ارشاد گرامی کے مطابق بٹالہ اپنی جاگیر میں سکونت اختیار کی۔ اگست ۱۹۴۷ء عیسوی پاکستان معرض وجود میں آنے تک آپ کی اولاد بٹالہ ہی آباد رہی اور اب پاکستان کے مختلف مقامات مثلاً لاہور، سرگودہا، لائل پور، سرائے سدھو، حویلی کورنگا (ضلع ملتان) چک ٹوڑیانوالہ، ناصر نگر، موضع دھروڑ (ضلع لائلپور) کوٹ امیر شاہ (ضلع جھنگ) چک نمبر ۴۶ جنوبی (ضلع سرگودہا) وغیرہ میں آباد ہے۔ جبکہ بٹالہ سے ۱۱۲۲ھ میں ایک شاخ ڈیرہ اسمٰعیل خان آباد

ہوگئی۔

چونکہ بٹالہ ایک مرکزی حیثیت رکھتا تھا لہٰذا افرادِ خاندان اگرچہ قبل تقسیمِ ملک بٹالہ سے کسی دوسرے علاقہ مثلاً ڈیرہ اسمٰعیل خان، کپورتھلہ، بھولانہ، کرنال وغیرہ بھی آباد ہوئے تو سیادت کی سند کیلئے صرف یہی کہا جانا کافی ہوتا کہ

"ہم بٹالہ کے سیّد بخاری ہیں"

اب چونکہ خاندان کا شیرازہ بکھر گیا، مرکزی حیثیت ختم ہوگئی ہر فردِ خاندان کے پاس کوئی دستاویز نہیں اگرچہ کتبِ تاریخ اور گورنمنٹ گزیٹئر میں خاندانی حالات موجود ہیں خود حضرت سیّد صفی الدین بخاری بن حضرت سیّد موج دریا بخاریؒ کی تصنیف شدہ "انساب جلالی" اور پھر ہسٹری ڈسٹرکٹ ملتان مصنفہ لارڈ ایمرسن کے علاوہ تذکرہ اولیاء ہند یا اولیائے لاہور سے کسی بھی کتاب کا مطالعہ کیا جائے تو بخاری سادات کے اولیاء عظام کے تذکروں سے خالی نہ ہوگی۔ تاریخ فیروز شاہی سے لیکر مولوی حفیظ الرحمٰن کی تاریخ اُوچ بلکہ اُردو اکیڈمی بہاولپور کی شائع کردہ خطہ پاک اُوچ از مسعود حسن شہاب کے علاوہ لاہور کے مورخین جسٹس عبداللطیف کی ہسٹری آف لاہور، رائے بہادر لالہ کنہیا لال کی تاریخ لاہور جسے بھی مطالعہ کیا جائے ان سب میں ہی بخاری سادات کے حالات پائے جاتے ہیں۔ اور خاص طور پر بزرگ خاندان مخدوم سیّد اصغر علی شاہ بخاریؒ بن حضرت سیّد عبداللہ شاہ نوریؒ کا بیان جو مولوی نور احمد صاحب چشتی نے ۱۲۸۰ ہجری المقدس میں اپنی مشہور و معروف کتاب "تحقیقاتِ چشتی" میں تحریر کیا ہے خاندان کے حالات پر ایک مدلل دستاویز ہے۔ اس میں علاوہ دیگر حالات کے اس دور تک کے خاندان بخاری سادات بٹالہ کا شجرہ نسب بھی موجود ہے۔ یہ کتاب پنجابی ادبی اکادمی کے زیرِ اہتمام ۱۹۶۴ء میں اب دوبارہ شائع ہوچکی ہے۔ تاہم راقم الحروف نے ۱۹۵۶ عیسوی میں اس امر کی کوشش کی کہ صرف خاندانی شجرہ نسب ایک چارٹ کی صورت میں طبع کر کے برادران کی خدمت میں پیش کروں تاکہ حسب ضرورت مفید بھی ثابت ہو اور آپس میں خاندانی روابط کا سلسلہ بھی استوار رہے۔ اگرچہ اس کیلئے برادران ساکنان ڈیرہ اسماعیل خان سے بھی رابطہ پیدا کیا گیا تاکہ شجرہ نسب حقیقی معنوں میں مکمل ہو مگر بعض مصروفیات کے باعث بندہ اس کی تکمیل سے قاصر رہا۔ شاید قدرت کو شجرہ کی بجائے ایک کتابچہ کی تکمیل کرانا مقصود تھی۔ الحمدللہ کہ جہاں تک ممکن ہوسکا اپنی استطاعت کے مطابق خاندانی حالات پر مشتمل یہ کتابچہ مرتب کرسکا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی برادر کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس سے بہتر اور برتر انداز سے خاندانی خدمت کرسکے۔ مجھے اپنی کوتاہیوں کا پورا اعتراف ہے جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ خاندان میں صاحبانِ ثروت بھی ہیں اور اہلِ علم کی کمی بھی نہیں، میری یہ ناقص تحریر شاید ان کے لئے نشانِ راہ ہی ثابت ہو۔

احقر
سیّد بشیر حسین بخاری
جناح سٹریٹ بلاک نمبر ۲۰ سرگودہا

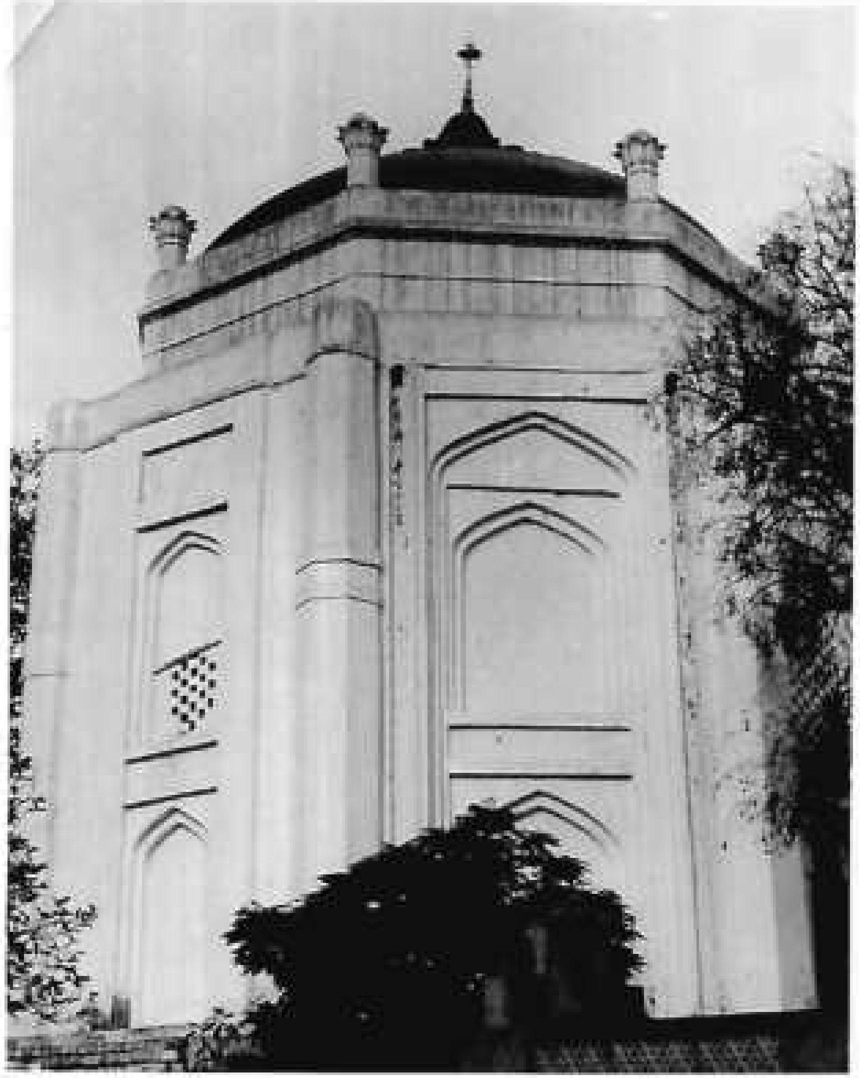

روضہ مبارک

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت سیّد محمد شاہ موج دریا بخاریؒ

لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنتساب

اپنے مورثِ اعلیٰ

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین

حضرت سیّد محمد شاہ موج دریا بخاریؒ رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کی روحانی عظمتوں کے طفیل ۱۵۶۸ عیسوی میں

مغل شہنشاہ اکبر اعظم کو

قلعہ چتوڑ کی مہم میں فتح نصیب ہوئی

سیّد بشیر حسین بخاری

جناح سٹریٹ بلاک ۲۰ سرگودہا

اسلام وطن سے نفرت نہیں سکھاتا
اگر وطن سے محبت نہ ہو تو پھر اس کی حفاظت اور استحکام کیسے ہو؟
ہاں! اگر کسی ملک میں
وہاں کے باشندوں کا مذہب اور ان کی تہذیب و تمدن خطرہ میں ہو
اور اس کے سدِ باب کی کوئی صورت کارگر نظر نہ آئے
تو پھر ان حالات میں
وہاں سے ہجرت ہی کر جانا مناسب ہے
انہی حالات میں ہم نے بٹالہ سے ہجرت کی

بٹالہ اور اس کے حالات

اے سرزمین بٹالہ
ہم تجھے کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے
ہم نے صرف تشکیل پاکستان کی خاطر تجھے چھوڑا
ہمارے بزرگوں کی قبور کی تو
امانتدار ہے۔

بٹالہ ہمارا آبائی وطن

جو ضلع گورداسپور میں امتیازی حیثیت کا حامل تھا

بٹالہ کا قدیمی نام بھٹی والا ہے اور یہ راجپوت راجہ رام دیو بھٹی نے قریباً ۱۴۳۴ء عیسوی میں اس کے موجودہ محل وقوع سے تین میل دور بجانب مشرق آباد کیا۔ مگر قدرت کو اس کی آبادی وہاں منظور نہ تھی۔ چنانچہ چند ہی برسوں کے بعد اسے اس کے موجودہ محل وقوع پر آباد کیا گیا۔ سب سے پہلے جو حویلی تعمیر ہوئی وہ بلند سطح پر ہے جسے "دھوڑا" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس حویلی کے آثار ہی نہیں بلکہ اس کا وسیع و عریض شکستہ ڈھانچہ اور صدر دروازہ کی بلند چوبی چوکھٹ معہ کواڑ اپنے بہترین نقش و نگار سمیت ۱۹۴۷ء تک موجود رہے۔

چونکہ یہ شہر دوبارہ آباد ہوا اور محل وقوع بھی تبدیل ہو گیا لہٰذا اب بھٹی والا کی بجائے اسے تبدیلی کے باعث "وٹالہ" یعنی تبدیل کیا گیا کہا جانے لگا جو بدلتے بدلتے بٹالہ مشہور ہو گیا۔

شہر کا درمیانی حصہ بلندی پر اور گرد و نواح کا حصہ نشیب پر آباد ہے۔ جس کی وجہ سے برسات کے موسم میں کسی بھی مقام پر پانی نہیں ٹھہر سکتا۔ شہر کے گرداگرد پختہ فصیل جس میں بارہ دروازے تھے۔ ان دروازوں کے نام ان کے ساتھ قدیم آبادیوں کے پیشوں یا خاندانوں یا پھر کسی جغرافیائی یا تاریخی لحاظ سے ہیں۔ مثلاً تیلی دروازہ، گھمیاری (۱) دروازہ ابتدائی نزدیکی آبادی کی ذات پات کے لحاظ سے بھنڈاری دروازہ، اوہڑی دروازہ، کپوری دروازہ، اہل ہنود کے بھنڈاڑی، اوہڑی اور کپوری خاندانوں کی نسبت سے اچل دروازہ، اہل ہنود کے متبرک تیرتھ اچل کی جانب رخ ہونے کے باعث اسی طرح ہاتھی دروازہ کہ یہاں سے راجپوت راجاؤں کے ہاتھی گذرا کرتے تھے۔ جب مسلمان اس شہر میں آباد

---

(۱) پرانے ریکارڈ کے مطابق اس کا نام دروازہ مسگراں تھا کیونکہ یہاں کی قدیم ہندو آبادی مشتمل تھی جو برتن سازی کا کام کرتے تھے جنہیں پنجابی میں گھمیار کہا جاتا ہے۔

ہوئے تو پھر محلوں اور کوچوں کے نام انھی کے ناموں سے مشہور ہوئے جیسا کہ "میاں محلہ" یہ خاندان قادریہ فاضلیہ کے بزرگوں نے آباد کیا جو اندرون اوہلی دروازہ یا دروازہ نصیر الحق ہے۔ "محلہ بخاری سادات" جس میں سادات بخاری آباد تھے۔ جو اندرون دروازہ ٹھٹھیاری ہے۔ "محلہ ہمدانی سادات" جس میں سادات ہمدانی آباد تھے جو محلہ بخاری سادات سے آگے بطرف لبہ واقع ہے۔ اس محلہ کی ایک پشت اس قدیم حویلی سے بھی ملتی ہے جو موجودہ شہر آباد ہونے پر دھوڑہ پر تعمیر ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمدانی سادات بٹالہ میں بخاری سادات سے قبل ہی آباد ہو چکے تھے۔ "محلہ مفتیاں" یہ اندرون ہاتھی دروازہ واقعہ ہے۔ "محلہ ککے زئیاں" یہ اندرون ہاتھی دروازہ اور اندرون ٹھٹھیاری دروازہ دو مقامات پر واقعہ ہے۔ اسی طرح "مسیحوں کا محلہ" لبہ پر واقع ہے۔ محلہ راجپوت جو بعد کو چراغ دین محمد کے نام سے مشہور ہوا اندرون کپوری اور کھجور گیٹ واقع ہے۔ مسلم خاندانوں میں سید (۱)، ککے زئی، راجپوت، آرائیں، مفتی قاضی، مغل قابل ذکر ہیں۔ آرائیوں کی آبادی تقریباً شہر کی فصیل کے ساتھ ساتھ اندرونی جانب تھی۔ اہل ہنود میں بھنڈاری، اوبڑی، سیکھوی، کپوڑی عیسائیوں میں سنگا قابل ذکر خاندان ہیں۔ ان ہندو، مسلم، عیسائی خاندانوں کے باہمی خوشگوار روابط برادرانہ میل ملاپ کی وجہ سے ہندو مسلم اتحاد نہایت مستحکم رہا۔ مسلمان خاندانوں کے بھی آپس میں عمدہ تعلقات قائم رہے۔

شہر کی فصیل کے باہر ایک سڑک ساری آبادی کو گھیرے میں لئے ہوئے گول سڑک کے نام سے موسوم ہے۔ شہر کے چاروں طرف اہل ہنود کے مندر، بڑے بڑے تالاب باولیاں اور ٹوبے تعمیر ہیں۔ شہر سے شمال مشرق کی جانب ایک بہت ہی وسیع وعریض تالاب تھا جس کے درمیان ایک پختہ بارہ دری تعمیر تھی۔ موسم برسات میں بارش کا پانی گرد ونواح کے ندی نالوں کے ذریعہ اسی تالاب میں جمع ہوتا تھا۔ پنجاب بھر میں اس کے مقابلہ کا کوئی دوسرا تالاب نہ تھا۔ گویا کہ سیلاب سے شہر کو محفوظ رکھنے کیلئے یہ تمام تالاب ایک حصار تھے۔ اس کے علاوہ اہل اسلام کے قبرستان واقع ہیں۔ مغلیہ دور میں دو بڑی مساجد کی تعمیر ہوئی۔ ایک جامع مسجد غلہ منڈی کے رقبہ میں اور دوسری جامع مسجد جو قاضیاں والی مسجد کے نام سے موسوم ہوئی جو اندرون ٹھٹھیاری دروازہ محلہ قاضیاں میں واقع ہے اور محلہ بخاری سادات کے نزدیک ہے۔ اس کے علاوہ مسلم محلوں میں لاتعداد مساجد کی تعمیر ہوئی اور تیلی دروازہ کے باہر مشہور ہسلی نالہ کے پل کے قریب ایک عید گاہ تعمیر کی گئی۔ عیسائیوں کے دو گرجا گھر اپنی نفیس عمارت کی وجہ سے مشہور ہیں۔

شہر کی آبادی زیادہ تر شمالاً جنوباً جو پونے دو میل لمبائی میں اور سوا میل چوڑائی رقبہ پر مشتمل ہے قدیم سے ہی تمام گلی کوچہ اور بازار پختہ تھے۔ مگر ۱۹۳۲ء میں ان تمام کو از سر نو کنکریٹ سے بہتر طریقہ پر بنایا گیا۔ ۱۹۳۴ء میں بجلی کی روشنی میسر آئی۔ شہر کی آبادی میں بڑی سرعت کے ساتھ اضافہ ہوا۔ میونسپلٹی کی حدود ریلوے اسٹیشن سے بھی آگے بڑھ گئی جو قدیمی حدود سے تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اندرون شہر کی غلہ منڈی ریلوے لائن کے قریب ایک وسیع وعریض رقبہ میں آباد کی گئی۔ اگرچہ شہر کے گردا گرد بے شمار آم کے باغات موجود تھے مگر سیر گاہوں کے طور پر کچہریوں کے نزدیک اطلیف پارک اور لیک والے تالاب کے نزدیک رابرٹس پارک بھی موجود تھے۔ انار کلی جو راجہ شیر سنگھ کی رہائش گاہ تھی وہاں عیسائیوں کے بیرنگ ہائی سکول تھا جو لاہور کے چیف کالج کے معیار کا حامل تھا جہاں نہ صرف پنجاب بلکہ برصغیر سے اعلیٰ عیسائی خاندانوں کے بچے تعلیم حاصل کرتے تھے۔

بٹالہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر بمقام "علی وال" بہترین تفریح گاہ تھی جہاں نہر اپر باری دوآب سے مختلف نہروں کا ہیڈ تھا، موسم گرما میں یہاں کافی سے زیادہ رونق رہتی۔ صنعتی میدان میں بٹالہ نے تیز رفتاری سے ترقی کی۔ بیسیوں کارخانوں کا یہ شہر ملک بھر میں بیلنا اور ٹوکا سپلائی کرتا۔ بٹالہ انجینئرنگ کمپنی اپنی مثال آپ تھی۔ زراعتی لحاظ سے آرائیوں کی کثیر آبادی اس کی برتری پر شاہد ہے۔

۱۹۴۷ء میں شہر کی آبادی اسی (۸۰) ہزار تھی جبکہ مسلمان پچپن (۵۵) ہزار تھے۔ لڑکوں کے پانچ ہائی سکول اور لڑکیوں کیلئے دو ہائی سکول تھے جبکہ پرائمری اور مڈل سکول کافی تعداد میں تھے۔ انجمن اسلامیہ بٹالہ کے زیر اہتمام مسلم ہائی سکول قائم تھا۔ اس انجمن کے روح رواں مشہور راجپوت خاندان کے بزرگ خان صاحب میاں علی احمد خان تھے۔ اس ادارہ میں شیعہ سُنی دینیات الگ الگ تھی۔ مشہور شیعہ عالم علامہ باقر علی نجفی مرحوم جو تقسیم ملک کے بعد گورنمنٹ کالج میانوالی میں عربک پروفیسر بھی

---

(۱) سید خاندانوں میں بخاری سید، ہمدانی سید، نقوی سید اور گیلانی سید شامل ہیں۔

رہے ہیں ان کی ملازمت کی ابتدا بھی مسلم ہائی سکول بٹالہ سے ہی ہوئی۔ بٹالہ نہ صرف تجارتی لحاظ سے ضلع بھر میں اعلیٰ معیار کا حامل تھا بلکہ صنعتی لحاظ سے اسے صوبہ پنجاب میں ایک بلند تر مقام حاصل تھا۔

لہٰذا بٹالہ سے ہجرت کر کے پاکستان میں آباد ہونے والے مسلم خاندانوں کو یہ فخر حاصل ہے کہ وہ اعلیٰ شہرت سے آراستہ ہیں۔ یوں تو ضلع گورداسپور مردم خیز خطہ تھا لیکن سرزمین بٹالہ کو قدرت نے اس سلسلہ میں خصوصیت سے نوازا۔ علمی اور مذہبی لحاظ سے اس قدر ممتاز حیثیت حاصل تھی کہ برصغیر سے چوٹی کے مسلم علماء اور ہندو پنڈت اپنے اپنے مذہبی اجتماعات میں شرکت کے لئے تشریف لاتے۔ پرامن طریقہ سے مناظروں میں اپنے مذہب کی صداقت بیان کرے۔ اگرچہ بٹالہ تحصیل ہیڈ کوارٹر تھا مگر ضلع بھر میں ہر لحاظ سے اہمیت حاصل تھی۔

محلہ بخاری سادات

اپنی زندگی میں ہی حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بٹالہ میں اندرون دروازہ ٹھٹھیاری پانچ حویلیاں تعمیر کرائیں جہاں پر ایک درسگاہ اور لنگر خانہ قائم کیا۔ اسی طرح مضافات بٹالہ میں بمقام پسنانوالہ اور خان فتا بھی لنگر خانے اور درسگاہیں قائم کیں جبکہ لاہور میں درسگاہ اور لنگر خانہ ان کے علاوہ تھا۔ بٹالہ اور اس کے مضافات پسنانوالہ، خان فتا کی درسگاہوں اور لنگر خانوں کا اہتمام اپنے تیسرے فرزند حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ کے سپرد کیا اور لاہور میں خود قیام پذیر رہے۔ آپ کے دو فرزند حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ و حضرت سیّد بہاؤالدین بھی آپ کے ہمراہ لاہور ہی اقامت پذیر رہے۔ حضرت لاہور سے اکثر بٹالہ بھی تشریف لاتے اور ہر سہ دینی مراکز کے انتظامات ملاحظہ کرتے۔ چنانچہ آپ کی وفات بھی ۱۷ ربیع الآخر ۱۰۱۳ھ ہجری المقدس میں بمقام خان فتا نزد بٹالہ ہی ہوئی۔

بٹالہ حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ کی اقامت گاہ رہی۔ چنانچہ آپ کی وفات ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۴۱ھ اسی مقام پر ہوئی۔ بعد میں آپ کی اولاد انہی حویلیوں میں آباد ہو گئی جو محلہ بخاری سادات کے نام سے مشہور ہوئیں۔ آپ کے پوتے حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ کی وفات کے بعد ان کے دو فرزند حضرت سیّد ملنگ علی شاہ بخاریؒ اور حضرت سیّد طلعہ زندہ نوری بخاری بدستور بٹالہ ہی مستقل طور پر قیام فرما رہے۔ حضرت سیّد زندہ نوری بخاری تقریباً ۱۱۲۲ھ ہجری المقدس میں بٹالہ سے ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے انکے صاحبزادہ حضرت سیّد امام شاہ بخاری اور دختران بٹالہ میں ہی اپنے عم بزرگوار حضرت سیّد ملنگ علی شاہ بخاریؒ کے ساتھ اقامت پذیر رہے۔ چونکہ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے جاگیر حضرت موج دریا بخاریؒ کی خدمت میں پیش کی، وہ ذاتی ملکیت حضرت کی قرار پائی اور وراثتاً اولاد میں

چلی آئی۔ لہٰذا حضرت سید مُلک علی شاہ بخاریؒ اور اُن کے بھتیجا سید امام شاہ بخاری میں برابر تقسیم ہو گئی۔ اسی ضمن میں پانچوں حویلیوں کی بھی تقسیم عمل میں آئی جن میں ۱۹۴۷ء تک ان بزرگوں کی اولاد بخاری سادات آباد رہی۔

محلہ بخاری سادات کی یہ خصوصیت تھی کہ ان کے اندر سوائے افرادِ خانہ کے کوئی غیر فرد جانے کا مجاز نہ تھا۔ حتیٰ کہ میونسپل کمیٹی کا بھی کوئی عمل دخل نہ تھا۔ محلہ کے درمیان فراخ صحن اور خانقاہ حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ تھی۔ اگرچہ حضرت کا مقامِ دفن بمقام بھوگیوال لاہور ہے مگر یہاں حضرت کو غسل دیا گیا تھا۔ خانقاہ کے بالمقابل امام بارگاہ برائے خواتین تھی۔ محلہ کے صدر دروازہ کیساتھ مسجد اور امام بارگاہ تھی۔ محلہ سے 1/4 فرلانگ کے فاصلہ پر ایک وسیع و عریض قبرستان تھا جس میں حضرت سید مُلک علی شاہ بخاریؒ اور ان کے بھتیجا حضرت سید امام شاہ بخاریؒ کی قبور سے لے کر اگست ۱۹۴۷ء تک اللہ کو پیارے ہونے والے افرادِ خاندان کی قبور تھیں۔ اس خاندانی قبرستان میں بخاری سادات اولادِ حضرت سید شہاب الدین نہرا بخاری کے علاوہ کوئی غیر دفن نہیں کیا جاتا تھا۔ آبائی قبرستان میں ہی کربلا تھی جہاں بخاری خاندان کے زیرِ اہتمام برآمد ہونے والے جلوس ہائے عزاداری سید الشہداؑ اختتام پذیر ہوا کرتے تھے۔ گویا کہ حضرت سید موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صدیوں تک پیدا ہونے والی اپنی نسلوں کے لیے ایسا شاندار انتظام فرمایا کہ انہیں کسی طور پر بھی کسی مسئلہ میں کوئی الجھن ہی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور برکتوں کا ان پر نزول قائم و دائم رکھے۔

سیاسی اور مذہبی حیثیت

اگرچہ اس قدر وسیع آبادی کے شہر میں اقلیت ہوتے ہوئے اور پھر جبکہ جمہور اہلِ اسلام سے مذہبی اختلاف بھی ہو سیاسی یا مذہبی لحاظ سے امتیازی حیثیت حاصل کرنا امرِ محال ہے۔ مگر اس کے باوجود بخاری سادات کو پورے شہر اور اس کے مضافات میں عزت و وقار حاصل رہا۔ مغل شہنشاہوں کی پیش کش کے باوجود قضاۃ کا عہدہ اس لئے قبول نہ کیا کہ فیصلہ جات فقہ حنفی کے مطابق کرنے پڑتے تھے اور بخاری سادات مذہب شیعہ پر کاربند ہونے کی بنا پر فقہ جعفریہ کے پابند تھے۔ البتہ شہر کے قاضی اور مفتی سادات عظام کے علم و فضل سے استفادہ حاصل کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہ سمجھتے۔ پورا مغلیہ دور سادات بخاری نے تبلیغ مذہب میں بسر کیا۔ وسیع جاگیر کے باعث ذریعہ معاش معقول تھا ضرورت سے زیادہ فراوانی تھی۔ لہٰذا کوئی دنیاوی منصب بھی پسند نہ کیا۔ البتہ شہری معاملات میں اچھا خاصا دخل رہا۔ سلاطین مغلیہ ہمیشہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مذہبی آزادی سادات کو حاصل رہی۔

مغلوں کے زوال کے بعد جب پنجاب میں سکھوں کا دور آیا تو بعض اوقات مسلم رعایا کی حالت دگرگوں رہی مگر ایسے حالات میں سادات کی عزت و وقار میں کوئی فرق نہ آیا۔ سکھ راجگان ہمیشہ عزت و احترام سے پیش آئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ، کھڑک سنگھ، شیر سنگھ اور رانی جنداں جب امرتسر لاہور سے بٹالہ آتے تو ان کا داخلہ ٹھٹھیاری دروازہ سے ہی شہر میں ہوتا اور محلہ بخاری سادات کے ساتھ ہی بادشاہی راستہ سے ان کی سواریاں گذرتیں۔ اگرچہ مہاراجہ شیر سنگھ کی اقامت گاہ شہر کی دوسری جانب آبادی سے باہر انارکلی میں تھی مگر محض سادات عظام کی مزاج پرسی کے لئے یہ راستہ اختیار کیا جاتا۔ سکھ سردار حکومتی کاروبار میں بھی اکثر سادات عظام سے مشورہ لیتے مگر سادات نے اپنے لئے دُنیاوی لالچ کی کبھی بھی

آرزو نہ کی، خودداری ان کا طرۂ امتیاز رہا۔ انہی کی عظمت و شرافت کے باعث بٹالہ کو بٹالہ شریف کہا گیا۔ سکھوں کے بعد انگریزوں کا دور آیا تو انگریزوں کی حکومت کو سادات نے بنظر استحسان نہ دیکھا اور خاموشی میں ہی مصلحت سمجھی۔ اسی لئے غدر کے زمانہ میں سیّد فاضل شاہ بخاری، سیّد نوازش علی شاہ بخاری، سیّد نادعلی شاہ بخاری، سیّد اصغر علی شاہ بخاری، سیّد مراد علی شاہ بخاری اور سیّد اکبر علی شاہ بخاری ایسے جہاندیدہ بزرگوں کی طرف سے انگریزوں کی حمایت یا مخالفت میں کوئی روایت نہیں ملتی۔ بلکہ اس دور میں سادات عظام نے علم و حکمت میں بلند مقام حاصل کیا جس کے نتیجہ میں سید المناظرین علامہ سیّد زین العابدین بخاری، علامہ سیّد باقر علی شاہ بخاری، مولانا صادق حسین بخاری، مولانا لطف علی شاہ بخاری ایسے مشہور عالم پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے اپنے دور میں تبلیغ مذہب شیعہ میں گرانقدر خدمات انجام دیں (۱)۔ علامہ سیّد زین العابدین بخاری بن سیّد فضل علی شاہ بخاری کی شہرت پورے برصغیر میں تھی۔ مشہور کتاب تذکرہ علماء شیعہ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ میں آپ کے حالات موجود ہیں۔ بارگاہ رب العزت میں آپ کی منظوم مناجات عام شہرت کی حامل ہے۔ "اعانت السادات" میں آپ نے ٹھوس دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ سیّدہ کا نکاح غیر سیّد سے جائز نہیں جبکہ "براہین الانصاف" فن مناظرہ میں آپ کی لاجواب تصنیف ہے۔ جلالپور جٹاں کے مشہور عالم مولانا سید غلام علی شاہ اور ضلع جہلم کے مشہور مولانا سیّد غلام حسین شاہ شیرازی کو آپ ہی کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ سیّد المناظرین کے کامیاب مناظروں کی روایات آج بھی پرانے بزرگوں سے سنی جاتی ہیں۔ حکمت میں سیّد بہاول شیر ایسے یکتائے زمانہ طبیب تھے کہ جن کی شہرت کے ڈنکے بج گئے۔ اب حال ہی میں پروفیسر مولانا سید فقیر حسین صاحب بخاری کہ جن کا ۱۹۷۳ء میں انتقال ہوا اپنے علم و فضل اور انداز خطابت کے لحاظ سے اچھی شہرت کے حامل تھے۔

کافی عرصہ تک سادات نے انگریزی مروجہ تعلیم سے وابستگی نہ رکھی اور مذہبی تعلیم سے ہی سروکار رہا۔ لہٰذا انگریزی حکومت کی مشینری کے پرزے نہ بن سکے۔ چاپلوسی سے بھی احتراز کیا جبکہ بٹالہ کے کئی ایک خاندانوں نے انگریزی کاسہ لیسی کے سبب دُنیاوی عروج حاصل کر لیا۔ لیکن اس کے باوجود جب شہر میں الیکشن ہوئے تو سیّد بخاری کامیاب رہے۔ مخالف اُمیدواروں کی ضمانتیں بھی ضبط کرائیں اور بعض اوقات بلا مقابلہ بھی کامیابی حاصل ہوئی۔ انیسویں صدی عیسوی کے آخر میں مروجہ انگریزی تعلیم کو حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز ہونا شروع کیا۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انگریزی دور میں بخاری سیّد سیاسی طور پر کمزور تھے بلکہ ایک واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ انگریز افسران سادات کی خوشنودی کو ملحوظ رکھتے تھے۔ بٹالہ کے ایک متمول اور سرکردہ مسلمان شخصیت نے جس کی اپنی برادری بھی کافی وسیع تھی مذہبی تعصب کی بنا پر محرم میں یوم عاشور شرارت کے طور پر ایک متبادل رسم کا اشتعال انگیز جلوس نکالا جس کا اہتمام محض سادات عظام کے شیعی جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اُن دنوں بٹالہ ضلع کا صدر مقام تھا اور ڈپٹی کمشنر بٹالہ میں ہی قیام پذیر ہوا کرتا تھا۔ سیّد (۲) فوراً ڈپٹی کمشنر سے ملے اور حالات سے آگاہ کیا۔ جو سادات کے بدلے ہوئے تیور دیکھ کر فوراً ان کے ہمراہ موقعہ پر پہنچا اور اس جلوس کو حکماً روک دیا اور اس "خان صاحب" کو شہر بدر کر دیا۔ آئندہ کیلئے حکم جاری کر دیا گیا کہ جب تک یہ زندہ رہے ہر سال محرم کے دوران شہر بدر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس "خان" کی تمام زندگی میں یہی مشق جاری رہی۔ حالانکہ اس کی پہنچ پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تک تھی مگر ڈپٹی کمشنر نے لیفٹیننٹ گورنر صوبہ پنجاب کو لکھ کر بھیجا کہ میں ایسا حکم جاری کرنے پر مجبور ہوں کیونکہ بخاری سیّد بٹالہ کے اطراف و اکناف میں وسیع تر اثر و رسوخ کے مالک ہیں۔ اگر ان کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچے تو پھر ایک خطرناک صورت پیدا ہو جائے گی جو کہ نظم و نسق کے برقرار رکھنے میں مفید نہ ہو گی۔

انگریزی دور کے آخری سالوں میں بخاری سیّد شہر کے دیگر ممتاز خاندانوں کے دوش بدوش تعلیمی میدان میں نمایاں حیثیت اختیار کر گئے اکثر کلیدی آسامیوں پر فائز ہوئے۔ ۱۹۳۸ء عیسوی میں جب آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے قائداعظم محمد علی جناح نے فرزانِ توحید کے لئے برصغیر ہند میں ایک الگ خطہ حاصل کرنے کی تحریک کی تو بخاری سیّد صفِ اوّل میں پاکستان کے حامی بن کر مسلم لیگ میں شامل ہوئے جو کہ خاندان کے سیاسی شعور کا نشان ہے۔ محلہ بخاری سادات مسلم لیگ کا گڑھ رہا۔ سیّد چراغ علی شاہ بخاری مرحوم نائب (۳) صدر اور سیّد شبیر حسین صاحب بخاری ممبر ڈسٹرکٹ سول سپلائی کمیٹی سٹی مسلم لیگ کے سیکرٹری رہے اور راقم الحروف کی رہائش گاہ پر مسلم لیگ کا دفتر قائم ہوا۔

(۱) خاندان کے علماء کی مختصر سوانح مع اضافہ کے صفحہ 128 پر دیکھیں۔ (۲) اس وقت میں سید محمد شاہ، سید وارث علی شاہ، سید نوازش علی شاہ، سید مراد علی شاہ، سید فاضل شاہ، سید ... علی شاہ، سید شاہ علی شاہ، سید اکبر علی شاہ، سید مظہر علی شاہ، سید قدرت علی شاہ، سید محمد بخش، سید ... علی شاہ شامل تھے۔ (۳) آپ ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر تھے، عالم فاضل تھے نماز جمعہ و جماعت کے پیش امام تھے۔

۱۹۴۷ء میں خاندان کا شیرازہ بکھر گیا صدیوں کا مرکز بٹالہ ختم ہو گیا۔ اب افراد خاندان پنجاب کے مختلف اضلاع لاہور، سرگودہا، لائل پور، جھنگ اور ملتان میں آباد ہیں۔

بکھرے گل ریاض پیغمبر کہاں کہاں

الحمدللہ! کہ اب پاکستان میں افراد خاندان جہاں جہاں بھی آباد ہیں معزز اور باوقار ہیں۔ اعلیٰ تعلیم سے آراستہ ہیں، اکثر نونہال غیر ممالک میں بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اعلیٰ ملازمتوں پر فائز ہیں سول ہو یا ملٹری بفضل خدا جہاں بھی ہیں اکثر کلیدی آسامیوں پر ہیں۔ ڈاکٹر سید محمود عباس بخاری ممبر قومی اسمبلی ہیں۔ طبقہ نسواں میں بھی تعلیم عام ہو چکی ہے۔

عالی جناب پروفیسر سید فقیر حسین صاحب بخاری مرحوم لائل پور میں
ایک مجلس عزا سے خطاب فرما رہے ہیں

(۱) ولادت ۲۶ شعبان ۷۰۳ھ وفات ۱۹ جمادی الآخر ۷۸۲ھ

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ سید بخاری مذہباً شیعہ ہیں جہاں اس امر کی وضاحت کر دی جانی مناسب ہو گی کہ بخاری سادات کی شیعیت ائمہ اطہار علیہم السلام سے چلی آ رہی ہے۔ مدینہ منورہ سے حضرت علی المؤید رحمۃ اللہ علیہ بخارا تشریف لائے تو والئی بخارا سلطان محمد خدابندہ جو کہ مذہب شیعہ کا پابند تھا اس نے اپنی دختر نیک اختر حضرت کے عقد میں دی جس سے قطب کمال حضرت سید جلالؒ پیدا ہوئے۔ حضرت سید جلال بخاری جب شمس الدین التمش کے دور میں بخارا سے اوچ تشریف لائے اور یہاں خانقاہ جلالیہ کی بنیاد رکھی جو حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشتؒ کے دور میں ایک بلند پایہ دینی یونیورسٹی ثابت ہوئی تو شاہان تغلق آستانہ جلالیہ کے قدردان اور عقیدتمندان ہوئے۔ اسی دور میں حضرت راجو قتالؒ (۱) (برادر حقیقی حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت) سے کسی نے از راہ ہمدردی کہا کہ حضرت آپ برملا شیعیت کا اظہار نہ کریں جبکہ تقیہ آپ کے آباؤ اجداد کے دین میں ہے تو آپ بھی تقیہ کر لیں۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس امر کا خوف ہے کہ اگر میں تقیہ کروں تو میری آنے والی نسلیں کہیں خارجی اور ناصبی نہ بن کر رہ جائیں۔ ۱۵۶۸ء میں جب شہنشاہ اکبر اعظم کی خواستگاری پر حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قلعہ چتوڑ کی فتح پر اوچ شریف سے لاہور قیام منظور فرمایا تو اپنی جاگیر علاقہ جات بٹالہ میں قیام کیلئے بٹالہ شہر میں پانچ حویلیاں تعمیر کیں تو یہاں شہنشاہ اکبر اعظم کے دور میں ہی عزاداری حضرت سید الشہداؑ قائم کر دی اور تعزیہ بنایا۔ یہی تعزیہ نسلاً بہ نسلاً عشرہ محرم میں یوم عاشورہ برآمد ہوتا رہا۔ ۱۱۳۲ ہجری المقدس میں بٹالہ سے ایک بزرگ حضرت سید طلعہ زندہ نوری ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے وہاں ہی آباد ہوئے جہاں ان کی کثیر اولاد بفضل خدا معزز اور ممتاز ہے۔ چونکہ حضرت سید طلعہ زندہ نوری آباؤ اجداد سے ورثہ میں پائی ہوئی شیعیت اپنے ساتھ لے کر گئے تھے لہٰذا اب تک ان کی تمام اولاد (اللہ تعالیٰ ان میں کثرت کرے) شیعہ ہے۔

بٹالہ میں ہی نہیں بلکہ پورے ضلع گورداسپور میں بخاری سادات کے زیر اہتمام عزاداری مشہور تھی۔ حضرت موج دریا بخاریؒ کا تیار کردہ تعزیہ جو "دوشالے والا تعزیہ" کے نام سے مشہور تھا اپنی قدیمی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے شب عاشور برآمد ہوتا اور یوم عاشور جلوس ذوالجناح کے ہمراہ رات کو کربلا

میں اختتام پذیر ہوتا۔ مجالس عزا کا اہتمام نہایت اعلیٰ پیمانہ پر کیا جاتا۔ بلند پایہ علماء کرام مدرسۃ الواعظین لکھنؤ سے مدعو کئے جاتے۔ خواتین کے لئے الگ امام باڑہ تعمیر تھا جہاں یکم محرم تا بیس صفر تک مجالس کا اہتمام رہتا۔ محرم اور چہلم کے علاوہ اکیس رمضان کو یوم شہادت حضرت علیؑ کے سلسلہ میں ماتمی جلوس کا اہتمام برادرم سید شبیر حسین صاحب بخاری بڑے خلوص سے کرتے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہمدانی سید بھی بڑے اہتمام کے ساتھ شعائر عزاداری کی ادائیگی کرتے۔ اسی طرح جب نارووالی شیخ بٹالہ آ کر آباد ہوئے تو انہوں نے بھی عزاداری سید الشہداءؑ میں خوب حصہ لیا۔ ان کے دو امام باڑے اس پر شاہد ہیں۔

اب بعد ۱۹۴۷ء میں افراد خاندان جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے پاکستان کے مختلف حصوں میں آباد ہوئے۔ الحمد للہ! کہ جہاں کہیں بھی برادران آباد ہیں وہاں وہاں انہوں نے عزاداری کو اچھا خاصا فروغ دیا۔ خاندانی قدیمی تعزیہ کا جلوس اب کمن آباد لاہور میں برادرم سید حسن علی شاہ بخاری کے زیر اہتمام برآمد ہوتا ہے جبکہ جلوس ذوالجناح راقم الحروف (سید بشیر حسین بخاری) کے زیر اہتمام ۸ محرم کو سرگودھا میں برآمد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ عشرہ محرم میں مجالس عزا کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

غرضیکہ جہاں جہاں اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ آباد ہے وہاں وہاں عزاداری سید الشہداءؑ کا بڑی عقیدت سے اہتمام کرتی ہے۔ سرائے سدھو (ملتان) میں برادرم سید صفدر علی بخاری، لائل پور میں برادرم سید نجم الحسن بخاری، ٹوریانوالہ میں سید جعفر حسین شاہ بخاری کی اولاد، داروغہ والا میں برادرم سید خادم حسین بخاری، شاہدرہ میں برادرم ڈاکٹر صادق علی شاہ بخاری، کوٹ امیر شاہ (جھنگ) میں برادرم سید فضل حسین بخاری کے زیر اہتمام خصوصی پروگرام ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجالس عزا کا اہتمام تو سبھی کرتے ہیں۔

تمام تفصیل تشنۂ تکمیل رہ جاتی ہے اگر لاہور میں سید بخاری گھرانہ اولاد حضرت موج دریا بخاری کی مذہبی اور خاندانی خدمات کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ بٹالہ سے سید عبداللہ شاہ نوری نے لاہور قیام فرمایا۔ اُن کی قیام گاہ بیرون مستی گیٹ مکان بخاریاں کے نام سے مشہور ہوئی۔

اگرچہ ان کی وفات بٹالہ ہی ہوئی مگر ان کے فرزندان سیّد ملک علی شاہ، سید نادر علی شاہ، سید شاہ علی شاہ، سید مراد علی شاہ، سید اصغر علی شاہ، شید چراغ علی شاہ لاہور ہی قیام پذیر رہے جنہوں نے عزاداری سرکار سیّد الشہداء کو کافی فروغ دیا۔ سید مراد علی شاہ اسی مکان بخاریاں میں مدفون ہیں جبکہ سید نادر علی شاہ دربار حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ امرتسر میں دفن ہوئے۔ باقی حضرات بٹالہ معہ اولاد آ گئے۔ البتہ سیّد اصغر علی شاہ اور ان کے فرزند مولانا سیّد لطف علی شاہ نے لاہور ہی قیام رکھا۔ اس گھرانہ کی دینی اور مذہبی سرگرمیوں کے پیش نظر نواب علی رضا خان قزلباش نے مخدوم سیّد اصغر علی شاہ بخاری سے درخواست کی کہ وہ محلہ شیعیان شہر لاہور میں تشریف لے آویں۔ چنانچہ مغل حویلی میں انہوں نے رہائش اختیار کی اور تا حال ان کی اولاد اسی حویلی میں اقامت پذیر چلی آ رہی ہے۔ گویا کہ یہ گھرانہ سادات بٹالہ کا لاہور میں اپنا گھر سمجھا گیا۔ بٹالہ سے جس قدر بھی افراد و خاندان بسلسلہ ملازمت یا حصول تعلیم کے لئے لاہور آتے وہ یہاں ہی قیام پذیر ہوتے۔ مولانا سیّد لطف علی شاہ بخاری جو کہ اجل عالم تھے انہوں نے شیعیان علاقہ کو نماز روزہ کا پابند بنایا، اخلاقیات سے سنوارا، ہزاروں بچوں کو قرآن حکیم ختم کرایا۔ ان کے بعد ان کے فرزند مولوی سیّد ایوب حسین مرحوم نے اس روایت کو قائم رکھا۔ سادات کا یہ گھر بھی لاہور کے قدیم امام باڑوں میں شمار ہوتا ہے۔ اب ان کے فرزند سیّد ناصر امام بخاری یہاں عزاداری کا اہتمام کرتے ہیں۔

دربار بیبیاں پاکدامن پر عزاداری

مولوی سیّد ایوب حسین بخاری مرحوم نے ۱۹۳۰ عیسوی میں دربار حضرت بیبیاں پاکدامن لاہور پر عزاداری حضرت سیّد الشہداء علیہ السلام کی بنیاد رکھی، جہاں وسیع پیمانہ پر مجلس عزا کے بعد جلوس ذوالجناح برآمد ہوتا ہے۔ اب ۱۹۳۷ء کے بعد سے برادرم سیّد احمد حسن صاحب بخاری نہایت خلوص اور عقیدت سے برابر اس کا اہتمام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ جلوس لاہور میں ایک امتیازی شان کا حامل ہے۔ اللہ تعالیٰ برادرم سیّد احمد حسن صاحب بخاری کی توفیقات میں زیادتی فرماوے کہ انہوں نے عزاداری کی مقدس تحریک کو جو دین اسلام کی نشر و اشاعت کا موجب ہے برقرار رکھا(۱)۔

سید بشیر حسین بخاری یوم عاشور ۱۹۶۷ء سرگودھا ماتمی جلوس سے "ذوالجناح کے کردار" پر خطاب فرما رہے ہیں

(۱) سید احمد حسن صاحب بخاری کے بعد مولوی سید ایوب حسین صاحب بخاری کے فرزند مخدوم سید ناصر امام بخاری مرحوم اور ان کے بعد ان کے بیٹے مخدوم سید حسن امام بخاری مجلس و جلوس کا انعقاد کرتے ہیں۔ (سید مہدی مرتضیٰ بخاری)

نسب کی اہمیت

یوں تو تمام مخلوق اپنے خالق کی قدرت کا شاہکار ہے مگر حیوانات کو دیگر مخلوق خواہ وہ موجودات سے ہو یا نباتات سے فضیلت حاصل ہے۔ پھر حیوانات میں حیوان ناطق یعنی حضرت انسان کو شرف دیا گیا ہے جس کے سبب وہ اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب ہوا۔ اب ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء کا سلسلہ قدرت نے قائم کیا تا کہ منشاء الٰہی کے مطابق ان کی ہدایت ہوتی رہے۔ اس خطۂ ارض پر اولاد آدمؑ پھیلی تو قدرت نے ان کی شناخت کے لئے انہیں قبائل میں تقسیم فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: وجلعنا کم شعوبًا و قبائل لتعارفوا (حجرات پ ۲۶)

اولاد آدمؑ میں انبیاء کی اولاد بھی ہے اور غیر انبیاء کی بھی۔ جس طرح انبیاء کرام میں قدرت نے بعض کو بعض پر فضیلت دی تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض (پ ۳) (القرآن) اسی طرح بعض قبائل کو بعض قبائل پر فضیلت حاصل ہے۔ ورنہ تمیز ختم ہو کر رہ جائے کیونکہ خصوص وعموم کا اشتراک محال ہے۔ اس حقیقت سے انکار کی ذرہ بھر بھی گنجائش نہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی غایت تخلیق کائنات ہے۔ لہٰذا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے پر فضیلت حاصل ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بعض لوگ صرف حسب یعنی ذاتی کمالات کو ہی شرف وفضیلت قرار دیتے ہیں اور نسب یعنی خاندانی فضیلت کو اہمیت نہیں دیتے حالانکہ نسب کا شرف دیگر مذاہب میں عموماً اور اسلام میں خصوصاً قابل احترام ہے کیونکہ نسب سے ہی نکاح میں کفو کا اعتبار ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین (سورہ الزخرف) یعنی "یا رسول اللہ (ان عیسائیوں سے)

دربار عالیہ کا ایک نایاب عکس

مئی ۱۹۳۵ء

کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا ہوتا تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا"۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے فرزند کی عبادت اس کے نسب کی وجہ ہوتی۔ اگرچہ یہ نصاریٰ کے لیے الزامی جواب ہے مگر یہاں بھی سبب نسب کو ہی اہمیت دی گئی۔

اسی طرح سورہ کہف میں دو بچوں کی دیوار کا جس کے نیچے ان کا مال مدفون تھا اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کے ذریعہ بلا اُجرت تعمیر کرانے کا ذکر ہے۔ اس کارِ خیر میں اللہ تعالیٰ کی جو رحمت اور عنایت کرم فرما تھی اس کے باعث خود ربّ العزت نے یہ فرما کر بیان کیا کہ و کان ابو هما صالحًا یعنی "ان کا باپ نیک آدمی تھا"۔ اب یہ نیک صالح ان کا بالواسطہ باپ نہ تھا بلکہ ان یتامیٰ کا ساتویں یا دسویں پشت سے جدّ بزرگ تھا۔ اسی شرافت نسب سے قدرت نے ان بچوں کا لحاظ اور احترام فرمایا (تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی)

بعض افراد جو شرافت نسبی کے خلاف یہ آیت پیش کرتے ہیں کہ: ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی "بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے تو اس بارے بھی تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی، ابن حجر کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ نہ تو یہ آیہ شریفہ نسب کے خلاف ہے اور نہ وہ احادیث ہی اس کے منافی ہیں جن میں نسب پر فخر کرنے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ نعمت نسب ذاتی کے شرف کا اظہار خود آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا۔ آپ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو منتخب فرمایا پھر قریش کو کنانہ سے اور
پھر بنی ہاشم کو قریش سے اور مجھے بنی ہاشم سے چُن لیا۔

علامہ آلوسی نے نسب کی فضیلت سے انکار کرنے والوں کے جملہ اقوال کی رد کرنے کے بعد آخر فیصلہ یہ کیا ہے کہ:

"او بالجملة شرف النسب مما اعتبر جاهلية واسلامًا"

نسب کا شرف جاہلیت اور اسلام دونوں میں معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔

یہ تو مطلق نسب کا ذکر ٹھہرا۔ اب رسالتمآب ﷺ کے نسب پر غور فرمایئے کہ جب آیہ مبارکہ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودة فی القربیٰ (سورہ شوریٰ) نازل ہوئی تو جملہ مفسرین عامہ و خاصہ تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضورؐ سے دریافت فرمایا کہ یا رسول اللہؐ! آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن کی محبت اجر رسالت قرار دے کر واجب کی گئی ہے۔ تو آنحضرتؐ نے فرمایا یہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ یہی اہل بیت نبوتؐ ہیں جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی، یہی اولادِ رسولؐ اور جانِ پیغمبرؐ ہیں جو آیہ مباہلہ میں شامل ہیں۔ انہی کی اولاد اولادِ رسولؐ ہے، انہی کا نسب نسبِ رسولؐ ہے۔ یاد رہے کہ قیامت کے روز سب نسب قطع ہو جائیں گے مگر نسب پیغمبرؐ قائم رہے گا۔ اسی لئے اولادِ رسولؐ کو سیّد کہا جاتا ہے اور یہ شرف صرف پیغمبر اسلامؐ کی اولاد کو ہی حاصل ہے۔ ان سے محبت خوشنودیٔ خدا اور ان سے عداوت عذاب الیم ہے۔ چنانچہ حضرت بُو علی قلندرؒ پانی پتی نے ایک سیّد کی شکایت پر سلطان علاؤالدین خلجی کو فقط یہ رباعی تحریر کی۔

سادات افضل اند بود وصف شان جلی
اولادِ مرتضیٰ و جگر گوشۂ نبیؐ
بر فعلِ شاں نظر مکن اے خرز جاہلی
الصالحون لله و الطالحون لی

اولادِ رسولؐ سادات عظام کی یہ نسبی فضیلت ہی تو ہے کہ صدقہ و زکوٰۃ تمام اُمت کے مستحقین تو لے سکتے ہیں مگر سیّد پر حرام ہے۔

جناب رسالتمآب ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"اپنے نسب کو پہچانو تا کہ تم آپس میں (اقرباء کے ساتھ) اچھا برتاؤ کر سکو"۔

پھر جنابؐ نے فرمایا کہ:

"کسی غیر کے نسب میں داخل ہونے یا اپنے نسب سے خارج ہونے والے پر لعنت ہے"۔

سیّد المناظرین علامہ سیّد زین العابدین صاحب بخاری اعلی اللہ مقامہُ نے اپنی تصنیف اعانت السادات میں نسب کی اہمیت پر کافی حد تک دلائل پیش کیے ہیں۔ حسب ذاتی کمالاتِ کسبیہ کو کہتے ہیں

اورنسب باپ دادا کی طرف سے جدّی خونی تعلق کا نام ہے۔ لہٰذا یہ وہبی ہے۔ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کو اعلیٰ انساب سے پیدا کیا، اعلیٰ خاندان مال و دولت کی فراوانی سے نہیں بلکہ اپنی اصل یعنی خونِ جدّی سے پہچانے جاتے ہیں۔ مال و دولت کا جمع کر لینا کسب ہے اور اصل یعنی خونِ جدّی نسب۔ اس لئے ارشادِ رب العزت ہوتا ہے: کُلُّ شَیۡءٍ یَرۡجِعُ اِلٰی اَصۡلِهٖ۔ اگر نسب کا لحاظ نہ ہو صرف تقویٰ ہی پیشِ نظر رہے تو پھر برادریوں میں رشتہ داریوں کو تلاش کرنا چہ معنی دارد۔ سب غیر مسلم جو اسلام لائے وہ اسلام کی فضیلت سے شیخ کہلائے جن میں شودر، ویش، بھیل، خانہ بدوش، کھتری، راجپوت وغیرہ بھی شامل ہیں۔ پھر راجپوتوں نے اپنے نسب کے لحاظ سے اس اجتماعی لفظ شیخ کو اپنے سے ہٹا کر خان، چوہدری، راؤ یا میاں کہلانا شروع کر دیا تاکہ ان کی خونی اہمیت یعنی نسب وجاہت اسلام میں برقرار ہے۔ اسی طرح پٹھانوں نے اپنی نسبی جلالت کو خان کے لفظ سے محفوظ رکھا۔ خود باقی ماندہ شیخ برادریوں میں بھی لفظ شیخ کے ساتھ دوسرے الفاظ مثلاً مسلم شیخ، خوجہ شیخ یا قانونگو شیخ شامل کر کے اونچے نیچے طبقات کا اظہار ہے۔ پھر ان الگ الگ شیخ برادریوں میں بھی مختلف درجات ہیں مثلاً پراچہ، وہرہ، جاوا، چاولہ وغیرہ جو ایک دوسرے پر نسبی لحاظ سے کسی نہ کسی طرح فضیلت کے قائل ہیں۔ بہرحال نسبی اہمیت سے کسی بھی صورت انکار نہیں۔ اسلام میں مساوات صرف عبادات میں ہے یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ کی ادائیگی ہر کلمہ گو کے لئے واجب ہے۔ ورنہ بقول اہلسنت، پیغمبرؐ کا یہ فرمان کہ:

> الائمة من القريش۔ یعنی اُمت میں امامت وخلافت صرف قریش ہی کے خاندان میں رہ سکتی ہے۔

یا شیعی مسلک کے مطابق پیغمبرؐ کا صرف اہل بیتؑ میں ہی امامت وخلافت کے منصب جلیلہ کو منحصر کرنے کا کیا مطلب؟ یہ محض اس لئے کہ ان کا نسب اقوامِ عالم کے نسب سے اعلیٰ ترین نسب ہے۔ اور پھر قریش سے بنو ہاشم کو فضیلت حاصل ہے۔ بنو ہاشم میں محمد و آلِ محمد علیہم السلام اور ان کی اولاد یعنی ساداتِ عظام افضل ترین ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی امامت کے منصب جلیلہ کے لئے: وَمِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ کہہ کر ہی بارگاہِ رب العزت میں اپنے نسب کے لئے ہی خواہش کی۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے وزیر کے لئے اپنے ہی بھائی ہارونؑ کے واسطے بارگاہِ ایزدی میں تمنا کا اظہار کیا۔ کیونکہ نبوت، امامت، خلافت اعلیٰ نسبوں میں قدرت نے رکھی ہے۔ ورنہ یہ مقدس ہستیاں اپنی امت یا اصحاب میں سے کسی کے لئے خواہش کرتیں۔

یاد رہے کہ بعض سادات جنہوں نے بخاری سادات میں اپنی دختران کی شادی کی اور پھر اسی برادری سے میل ملاپ کے باعث رچ بچ گئے اگرچہ ان کی سیادت مسلمہ ہے مگر ان میں سے کچھ اپنے آپ کو محض ان تعلقات کی بناء پر بٹالہ کے بخاری سیّد ہی کہلواتے ہیں۔ یہ ان حضرات کی سراسر زیادتی ہے کیونکہ اُن کا حضرت سیّد محمد موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نسب سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے اگرچہ ہمارے لئے وہ باعث احترام ضرور ہیں۔

نسبی اہمیت کے مخالف

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جب سب مسلمان مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو پھر نسب کہاں رہا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بھائی چارہ اسلامی اور ایمانی برادری کا ہے نسب میں کوئی بھائی چارہ نہیں کیونکہ متوفی کی وراثت رشتوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ ورنہ اسلامی اور ایمانی بھائی چارہ کے لحاظ سے جمیع اہلِ اسلام پر تقسیم ہوتی جو امر محال ہے۔ لہٰذا نسب کی اہمیت سے انکار کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔

اکثر اقوام دورِ حاضر میں نسبی حیثیت کو پامال کرنے کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان سے کوئی سروکار نہیں کیونکہ وہ مادی دُنیا میں عارضی جاہ و حشم کی گرویدہ ہیں مگر قدرت نے سادات عظام اولاد حضرت خیر الانام کو قیامت تک کے لئے شاہی عطا فرمائی ہے جسے کسی صورت بھی زوال نہیں آ سکتا۔ لہٰذا آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ کو ہر لحاظ سے نسبی فضیلت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے تا کہ آپس میں صلہ رحمی برقرار رہ سکے۔

دو شالہ والے تعزیہ کا جلوس ۱۰ محرم ۱۹۷۲ء
ظفر کالونی سمن آباد لاہور میں گشت کر رہا ہے

حضرت سیّد صفی الدّین بخاری کی مایۂ ناز تصنیف

انسابِ جلالی (۱)

خداوند تعالیٰ برادری کے کسی باہمت فرد
کو توفیق بخشے کہ وہ اس کتاب کو
معہ ترجمہ طبع کرانے کی
سعادت حاصل
کر سکے

(۱) صاحب کتاب "خطہ پاک اوچ" مسعود حسن شہاب اپنی کتاب طبع اول 1987ء کے صفحہ نمبر کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ
" انساب جلالی کا سن کتابت جو اس کتاب پر درج ہے 1003 ہجری ہے۔ اس حساب سے اس کی تحریر تقریباً چار سو سال پرانی ہے اور تصنیف یقیناً اس بھی زیادہ قدیم ہے۔ مصنف کتاب کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہوئے۔ غالباً گمان یہ ہے کہ دسویں صدی ہجری کی تصنیف ہے۔ کاتب تحریر کا نام سید رحمت اللہ ہے۔ یہ کتاب صادق آباد کے ایک باذوق زمیندار میرزا محمد حسین صاحب کے نجی کتب خانہ کی زینت ہے۔ کتاب خط نستعلیق میں ہے مگر آخری صفحہ شکستہ خط میں ہے۔ جا بجا کتاب پر حواشی بھی دیئے ہیں۔ کتاب کالی روشنائی سے لکھی گئی ہے جس میں جا بجا سرخ روشنائی سے بعض بزرگوں کے نام اور دیگر عنوان درج ہیں۔ خانوادہ بخاریہ کے ابتدائی حالات بالخصوص حضرت سید جلال سرخ بخاری اور ان کے والد ماجد حضرت سید علی المؤید کے بارے میں بعض ایسی تفصیلات اس کتاب میں ملتی ہیں جو کسی دوسری جگہ موجود نہیں ہیں تاہم بعض روایات کی صحت محل نظر ہے۔ آغاز کتاب اس عبارت سے ہوتا ہے۔ "حمد بے حد و ثنائے بے عد حضرت ارحم الراحمین را کہ بکمال الطاف حبیب خود را از انوار خص الخواص۔" (سید مہدی مرتضیٰ بخاری)

علم نسب کا حصول

نہایت ہی ضروری ہے اس سے نہ صرف افرادِ خاندان میں صلہ رحمی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے بلکہ اپنے
آباء و اجداد کی عظمت کا تخیل بھی قائم رہتا ہے۔
جس سے شرافت کے دامن سے وابستگی برقرار رہتی ہے جس طرح
حضرت سیّد صفی الدّین بخاریؒ نے ۱۰۰۳ھ میں انسابِ جلالی کے ذریعہ خاندانی حالات کو
نہایت شرح و بسط سے نثر کی صورت میں مدون فرمایا
اسی طرح حضرت سیّد شہاب الدین بخاریؒ نے ۱۰۳۵ھ میں
اپنے دیوان میں بصورت نظم جملہ حالات کو محفوظ فرمایا
پھر مخدوم سید اصغر علی شاہ بخاریؒ نے ۱۲۸۰ھ میں
مشہور کتاب تحقیقات چشتی میں خاندان کے حالات پر اپنا حقیقت افروز بیان قلمبند کرایا
اور اب ۱۳۹۵ھ میں راقم الحروف نے
تاریخ جلالیہ کی صورت میں یہ سعادت حاصل کی
خداوند تعالیٰ خاندان میں سے کسی کو یہ توفیق بخشے کہ وہ اس سے بھی برتر صورت
میں قومی خدمات انجام دے سکے

انساب جلالی

حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ بن حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کی یہ مایہ ناز تصنیف جس میں آپ نے خانوادۂ بخاریہ جلالیہ کے حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں۔ اس کا سن کتابت ۱۰۰۳ھ ہجری المقدس ہے۔ اس حساب سے اس کی تحریر تقریباً چار سو سال پانی ہے اور تصنیف یقیناً اس سے بھی قبل کی ہے۔ گویا کہ اس تصنیف کا اہتمام حضرت موج دریا بخاریؒ کی زندگی میں ہی ہوا اور کتاب کا مرحلہ بھی آپ کی وفات (۱۰۱۳ھ) سے دس برس پیشتر ہی پایہ تکمیل تک پہنچا۔ کاتب کا نام سیّد رحمت اللہ ہے، کتابت خط نستعلیق میں ہے۔ جا بجا کتاب پر حواشی بھی دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ تحریر کالی روشنائی سے ہے مگر جا بجا بزرگوں کے اسماء گرامی اور دیگر عنوان سرخ روشنائی سے تحریر ہیں۔ خاندان بخاری کے ابتدائی حالات بالخصوص حضرت سیّد جلال سرخ بخاریؒ اور ان کے والد ماجد حضرت سیّد علی المؤید کے بارے میں تفصیلات نیز خاندان کی تبلیغی سرگرمیاں درج ہیں جو کسی دوسری جگہ موجود نہیں۔ آغاز کتاب اس عبارت سے ہوتا ہے۔

"حمد بے حد و ثنائے بے عد حضرت ارحم الراحمین را کہ بہ کمال
الطاف حبیب خود را از انوار خص الخواص"۔

ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امیر کبیر مخدوم سیّد حسین جلال قدس سرہٗ بن سلطان سیّد ابو علی المؤید حسینی البخاری بودہ و والدہ حضرت قطب عالم مذکور بنت سلطان محمد خدا بندہ و خدا بندہ مذکور از نسل چنگیز خان بود و والدہ حضرت امیر کبیر مذکور را از چہ سبب لقب سلطانی نامند بدین جہت کہ چوں از نسل چنگیز خان سلطان محمد خدا بندہ در اسلام مشرف شدہ و سلطان محمد خدا بندہ بادشاہ موروثی بودہ و سہ دختر داشت۔ ہر سہ دختر بسادات نامزد کردہ بود یکے را از سادات کرمان دیکے را بہ میر سید جمال الدین کہ در آں وقت درمیان سیّداں عالم تر بودہ و یکے را از سادات عرب قرار دادہ بجانب سادات عرب عرض کردہ فرستاد و در آں وقت حضرت سیّد علی المؤید در مدینہ بودند ہمراہ قافلۂ عرب چند کس کہ از سادات بجانب ولایت سلطان محمد خدا بندہ متوجہ شدہ بودند ایشاں نیز ہمراہ شدند چوں در مقام محمد خدا بندہ رسیدند۔ چنانچہ لائق سادات بود ہمچناں نمود و در محلہ ساکن کرد۔ چوں دعوت سلطان مذکور مہیا برائے سادات عظام شدہ۔ ایشاں را طلب نمود ہر یکے را دید در فکر او رسید کہ بہ کدام سادات عرب، عزیزی کی ظاہر کنیم توجہ باشارت حضرت جہاں پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کرد بعد توجہ بریک حلیہ بشارت شد کہ یکے درمیان جماعۂ سادات کہ از عرب آمدہ اند اعلم است، دختر خود را بہ حضرت ایشاں بسیار۔ روئے مبارک حضرت ایشاں نیز نمودند، سلطان مذکور باز چوں بسادات مشرف گشت آں علیہ رانہ یافت از سادات مذکور پرسید کہ دیگر سادات ہم ہمراہ خود دارید۔ ایشاں فرمودند کہ آرے داریم۔ سلطان مذکور فرمود کہ چرا حاضر نہ ساختند۔ سادات فرمودند کہ از جہۃ اصمہ حاصر نہ ساختیم سلطان مذکور گفت کہ حکم پیوند دختر ما برو شدہ است، حضرت سلطان سیّد علی ابو المؤید را در دائرہ خود آوردن۔ چوں سلطان محمد مذکور ایشاں را دید۔ گفت کہ بریں علیہ ما را حکم پیوندگی شدہ است۔ جامۂ عزیزی بہ حضرت سلطان سیّد علی ابو المؤید را پوشانید ندو دیگر سلطان محمد خدا بندہ چوں در مذہب اثنا عشری (شیعہ) اختیار داشت و دریں مذہب غیر سادات دیگرے را خلافت جائز نیست۔ بداں جہۃ امیر سیّد علی مذکور کہ داماد ایشاں بود او را سلطان علی ابو المؤید نام نہاد و خود وزیر او شدہ بنا بر والد حضرت امیر کبیر مذکور لقب سلطانی می نامند۔(۱)

(۱) فارسی عبارات کا ترجمہ مع اضافہ کے صفحہ 127 پر دیکھیں۔

حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ نے جہاں مدینہ منورہ سے حضرت سیّد علی ابوالمؤید کی آمد اور سلطان بخارا محمد خدابندہ کی دختر نیک اختر سے عقد کی تفصیل وضاحتاً بیان فرمادی ہے وہاں ان کے مذہب شیعہ پر کاربند ہونے کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر حضرت سیّد علی ابوالمؤید خلافت حق آل محمد علیہم السلام کے قائل نہ ہوتے تو سلطان محمد بندہ اپنی دختر نیک اختر ان کے عقد میں نہ دیتے۔ لہٰذا صاحب انساب جلالی حضرت سیّد صفی الدین بخاریؒ بن حضرت سیّد موج دریا بخاریؒ نے اپنے پورے خاندان بخاریہ جلالیہ کی شیعیت کا اظہار فرما کر ایک حقیقت کا کھلے بندوں اعلان کر دیا۔

یہاں اس امر کا اظہار کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ محض خاندان بخاریہ جلالیہ کی شیعیت سے از راہ تعصب انکار کرنے کی خاطر چند ایک مصنفین نے اس واقعہ کی تردید میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا۔ جن میں مولانا محمد شبلی نعمانی صاحب "شعر العجم" اور "خطۂ پاک اوچ" کے مصنف جناب مسعود حسن شہاب بھی شامل ہیں مگر چار صد سالہ روایت جو خود خاندان عالیہ بخاریہ کی ذمہ دار شخصیت نے تحریر فرمائی ہے اس سے کیونکر انکار کیا جائے۔

قصیدہ جلالیہ

از سید اعجاز مرتضیٰ بخاری بی اے ایل ایل بی

السّلام اے مظہرِ نورِ خدائے ذوالجلال
رہبرِ مردانِ ہمت صاحبِ صدقِ مقال

السّلام اے نخبہ اولاد حیدرؑ السّلام — مرحبا اے سالکِ راہ صفا و اعتدال
اے جلال الدین بخاری سُرخ پوش ذی قدر — مادرِ گیتی نہ زادے مثل تو نیکو خصال
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را پیشوا — در زمینِ ہند بُودی محور و قطبِ کمال
مرکز رشد و ہدایت ارضِ اُوچ در ریگ سندھ — مصدرِ فیضانِ حق آں روضۂ حضرت جلال
کلمۂ توحید گفتی در قصورِ راجگان — محو کردی نقش ہائے بدعت و کفر و ضلال
گلشنِ اسلام از تو رونقِ وافر گرفت — نقشِ عرفانِ حقیقت از تو بودے لازوال
از بخارا ہجرتِ تو بہر ترویجِ علوم — در زمینِ ہند رواں شد چشمۂ آبِ زلال
از ضیائے دودمانت ہندیاں تابندہ اند — ارضِ سندھ و مرکزِ پنجاب را حاصل کمال
موجِ دریائے بخاری آن چراغِ قصرِ تو — منتسب آلِ محمدؐ را نقیبِ باکمال

ایں حقیر کم نظر اعجاز گوید وصفِ تو
تاکہ باشد روزِ محشر صاحبِ حسنِ مآل

مشاہیر بخاری سادات

جن کی عظمت کا سکہ پورے برصغیر نے تسلیم کیا
انہی بزرگوں کی اشاعتِ اسلام میں سرگرمیوں
کا ہی اثر ہے کہ کفرستان ہند میں
مسلمانوں کی آبادی حیرت انگیز
انداز سے بڑھی جس کے نتیجہ
میں پاکستان معرض وجود
میں آیا۔

برصغیر پاک وہند

میں خاندان بخاری سادات کے مورثِ اعلیٰ
قطب الاقطاب حضرت سید جلال الدّین سُرخ بخاری
کی بخارا سے اُوچ میں آمد
۲۱ مارچ ۱۲۴۴ء عیسوی میں ہوئی
۱۹ جمادی الاوّل ۶۹۰ھ بمطابق ۲۰ مئی ۱۲۹۱ء
آپ کا وصال ہوا

قطب الاقطاب حضرت سیّد جلال بخاریؒ

حضرت سید جلال بخاریؒ کی آمد اُوچ میں اس وقت ہوئی جب کہ اس علاقہ میں اہلِ ہنود کا غلبہ تھا۔ اگر چہ مسلمانوں کی قلت تھی مگر یہ اقلیت دبی ہوئی تھی۔ چولستان کا علاقہ ہندوؤں کے قبضہ میں تھا، ڈیرا اور بھاگلہ اور جیسلمیر کے قلعے راجپوتوں کے تصرف میں تھے۔ ہندو راجپوتوں کا زور تھا ان حالات میں آج برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے بخاری ساداتِ عظام کے مورثِ اعلیٰ حضرت سید جلال بخاریؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اطراف و نواح کے بے شمار کفار کو حلقہ بگوش اسلام کیا جن میں جدھڑ، ڈاہر اور سیال اقوام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ چولستان کا راجپوت راجہ کھلو بھی حضرت کی تبلیغ سے مشرف بہ اسلام ہوا۔ سیال قوم جو دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی اس پر حضرت کی خصوصی توجہ رہی۔ خزینۃ الاوصیاء کی یہ عبارت بھی اس پر شاہد ہے۔ اگر چہ جھنگ کی قدامت مسلمہ امر ہے تاہم سیال قوم کی استدعا پر حضرت کی یہاں آمد سے انکار نہیں جس سے اس شہر کی آبادی میں اضافہ ہوا۔

"ہزار ہا مخلوقِ خدا را بہ ہدایت ہادی حقیقی براہ راست آورد و شہر جھنگ سیالاں کہ در پنجاب مشہور و معروف است بنا فرمود۔"

اس دور کے برصغیر میں ان اولیاء اربعہ کا خصوصیت سے چرچا تھا۔

۱۔ حضرت شیخ غوث بہاء الحق زکریا ملتانیؒ	ملتان شریف
۲۔ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ	پاکپتن شریف
۳۔ حضرت سیّد عثمان مروندی لعل شہباز قلندرؒ	سہون شریف
۴۔ حضرت قطب کمال سیّد جلال بخاریؒ	اُوچ شریف

انہی عظیم المرتبت ہستیوں کی کاوشوں سے برصغیر کے طول و عرض میں اسلام پھیلا۔ سہون شریف میں لال باغ کے قریب ایک پہاڑی پر آج بھی "چوتھی" کے نشانات موجود ہیں جہاں ان بزرگوں کی روحانی مجلس کا انعقاد ہوا اور تبلیغ اسلام کی منظم تبلیغ اور موثر دعوت کا پروگرام مرتب ہوا جس کے نتیجہ میں خانقاہ جلالیہ کا اُوچ شریف میں قیام عمل میں آیا۔ یہی وہ خانقاہ جلالیہ بخاریہ ہے جو حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاریؒ کے دور میں ایک عظیم دینی یونیورسٹی ثابت ہوئی جس میں دور دراز سے تشنگانِ علوم پروانہ وار آئے اور فارغ التحصیل ہو کر ملک بھر کے ہر گوشہ میں پھیلے۔ کشمیر سے راس کماری اور سندھ سے آسام تک اسی آستانہ عالیہ کی محنتوں سے اسلام کی شمع روشن ہوئی۔ خاندانِ جلالیہ کے نامور بزرگوں کہ جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کا شہرہ ایک عالم میں تھا سے ہزار ہا مخلوق نے اکتساب علم کیا۔ اسی گھرانہ عالیہ سے فیض یافتہ ولی ہوئے۔

ایس گھر دے مرید لکھاں پیر بن گئے

یہ اسی خانوادہ نبوت کی تبلیغ کا اثر ہے کہ جہاں کفرستان میں اسلام کی تبلیغ ہوئی وہاں امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کا سکہ جما، دُنیا کے دلوں میں ولایت حیدر کرار کا نقش قائم کیا اور ثابت کر دیا کہ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام ہی وصی رسولؐ ہیں۔ اسی بابِ مدینۃ العلم نبوی کی وساطت سے ہی دین حاصل کیا جا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام خانوادے خواہ وہ سہروردیہ ہوں یا چشتیہ، قادریہ ہوں یا صابریہ ہر ایک کی انتہا تاجدارِ ولایت امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؑ پر ہوتی ہے اور یہی خانوادے حضرت شیر خداؑ کو بلافصل اور بلاواسطہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی سمجھتے ہیں (۱)۔ برصغیر پاک و ہند میں کسی بھی درگاہ پر چلے جایئے وہاں مجالسِ سماع میں اہل بیت اطہار علیہم السلام کی ہی منقبت سنی جائے گی۔ یہ فیض ہے اولیاء کرام بخاری سادات کا اور یہ اثر ہے خانقاہ جلالیہ بخاری اُوچ شریف کا۔

قطب ربّانی حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت

آپ کا اسم گرامی حضرت سید جلال الدین حسین بخاری ہے۔ ۱۴ شعبان المعظم ۷۰۷ھ ہجری المقدس بمقام اُوچ شریف پیدا ہوئے۔ اپنے والد بزرگوار حضرت سلطان سید احمد کبیر بخاری سے علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا علم بڑا گہرا اور مطالعہ بہت وسیع تھا۔ بڑے نکتہ رس احادیث کے عالم قرآن کے حافظ انتہائی روشن دماغ، علم کلام کے ماہر، شیریں کلام، اخلاق کریمانہ اور اوصاف

(۱) اس بارے میں "خلیفہ بلافصل کی حقیقت" کے عنوان سے ضمنی اضافہ کے صفحہ 107 پر دیکھیں۔

حمیدہ کے مالک اور خوش اسلوبی تحریر میں خصوصی مقام پر فائز تھے۔ مکہ معظمہ میں شیخ عبداللہ یافعی اور مدینہ منورہ میں علامہ عبداللہ مطری سے آپ کے علمی مذاکرات قابل ذکر ہیں۔ محدث دہلوی شاہ عبدالحق نے اپنی کتاب اخبار الاخیار میں آپ کی اکثر ممالک میں سیر و سیاحت برائے تبلیغ دین کا کافی ذکر کیا ہے۔ آپ دنیاوی مناصب کو ہیچ سمجھتے تھے۔ سلطان محمد تغلق نے آپ کو شیخ الاسلام کے منصب سے نوازا لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا (الدار المنظوم ص ۶۰۹)

سلطان فیروز تغلق بھی حضرت مخدوم کا بے حد قدر دان تھا۔ انکساری اور ادب و احترام سے حضرت کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتا۔ حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی تشریف لاتے تو فیروز تغلق استقبال کے لئے فیروز آباد سے "مند" تک پہنچتا اور حضرت مخدوم کی خدمت میں سلام پیش کر کے ہمراہ لاتا۔ حضرت کا قیام کبھی منارہ سے متصل کوشک معظم میں ہوتا اور کبھی شہزادہ فتح خان کی خانقاہ میں۔

(تاریخ فیروز شاہی ص ۵۱۴)

حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے دور کے تمام مسلمان حکمرانوں پر بڑا زبردست اثر رہا۔ ہر بادشاہ آپ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا سعادت سمجھتا۔ چنانچہ ٹھٹھہ (سندھ) کی سمہ قوم کے حکمران جام بابینہ کی خلاصی آپ ہی کی سفارش پر شہنشاہ فیروز تغلق نے کی۔ کرامات کے لحاظ سے بھی بقول حضرت سید جہانگیر سمنانیؒ حضرت مخدوم جہانیاں جہاںگشت سابقہ بزرگوں پر سبقت حاصل کر گئے تھے۔

آپ کے دور میں خانقاہ جلالیہ بام عروج پر پہنچی دور دراز سے سینکڑوں تشنگانِ علوم اس اسلامی درسگاہ میں فیض حاصل کرنے کی خاطر پروانہ وار آئے۔ طریقت و معرفت اور شریعت کا، نیز علم و عمل کا یہ آفتاب اپنی روحانی اور تبلیغی شعاؤں سے ایک عالم پر فیض برساتا رہا۔ مدینہ منورہ میں جب اپنے جدِ اعلیٰ سرورِ کائنات آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئے تو بڑی رقت سے عرض کیا:

السلام علیک یا جدی — اے میرے جدِ بزرگوار آپ پر سلام ہو

روضۂ اطہر سے آواز آئی:

علیکم السلام یا ولدی — اے میرے فرزند آپ پر بھی سلامتی ہو۔

آپ کے تلامذہ بڑے بڑے نامی گرامی محدثین اور ولی ہوئے۔ سید علاؤ الدین خلجی بن سعد حسینی نے اپنی مشہور کتاب جامع العلوم میں ان کی ایک طولانی فہرست تحریر کی ہے۔ مشہور مجدد الف ثانی سرہندی کے پانچویں جد شیخ رفیع الدین سنامی بھی آپ کے تلامذہ سے ہیں۔ آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ اپنے برادر حضرت سید صدر الدین بخاری راجن قتالؒ سے محبت و پیار تھا۔ حضرت مخدومؒ کی زندگی میں ہی حضرت راجن قتالؒ خانقاہ جلالیہ کے نظم و نسق میں برابر حصہ لیتے رہے۔ اگرچہ حضرت مخدومؒ کے فرزند حضرت سید ناصر الدین محمود بخاریؒ بھی موجود تھے مگر حضرت مخدومؒ کی وفات ۱۱ ذی الحجہ ۷۸۵ھ ہجری المقدس پر حضرت سید صدر الدین بخاری راجن قتالؒ سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت سیّد صدر الدّین بخاری راجن قتال

آپ ۲۶ شعبان المعظم ۷۳۰ھ ہجری المقدس بمقام اُوچ شریف پیدا ہوئے۔ اپنے برادر بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاںگشت بخاریؒ کے بعد خانقاہ جلالیہ کے سربراہ اور سجادہ نشین ہوئے۔ طبیعت میں جلالی عنصر غالب تھا۔ آپ کے برادر زادہ حضرت سید ناصر محمود بخاریؒ خانقاہی انتظام میں برابر کے شریک رہے۔ اس دور میں خانقاہ جلالیہ کا سکہ ایک عالم پر جم چکا تھا۔ اُوچ شریف چونکہ پنجند کے کنارے پر تھا لہٰذا ملک کے طول و عرض سے حجاج کے قافلے پہلے اُوچ شریف خانقاہ جلالیہ میں ہی قیام کرتے، شہر کے گرد و نواح میں حجاج کے شامیانہ نصب ہوئے۔ حضرت سید صدر الدین بخاری مناسک حج کے بارے انہیں تمام امور سے آگاہ فرماتے۔ پھر پنجند سے ہی کشتیوں پر سوار ہو کر بحیرہ عرب میں جا پہنچتے۔ اسی طرح واپسی پر بھی اُوچ شریف آنا ہوتا۔ گویا کہ اُوچ شریف حجاج کی بندرگاہ بن گیا۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا کہ ملک کے مختلف گوشوں کے چشم دید حالات کی رپورٹ مل جاتی اور تبلیغی اُمور کا جائزہ آسانی سے لیا جا سکتا۔ آپ کے درس میں نومسلم حضرات بھی تھے جنہیں آپ نے مبلغ اسلام بنا دیا۔ آپ کے قابل ذکر تلامذہ کی طولانی فہرست ہے جو پورے برصغیر میں پھیلے اور تبلیغ اسلام کا حق ادا کی۔ ملفوظات میں تحریر ہے کہ تین لاکھ چالیس ہزار افراد آپ کے دور میں خانقاہ جلالیہ کے فیض سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ۱۹ جمادی الآخرے ۸۲۷ھ ہجری المقدس (۱۴۲۴ عیسوی) علم و عمل اور رُشد و ہدایت کے اس ماہتاب نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اگرچہ آپ بھی کثیر الاولاد تھے تاہم سجادہ نشینی اور خانقاہ جلالیہ کی سربراہی پھر حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاریؒ کی اولاد میں آگئی اور حضرت سیّد ناصرالدین محمود بخاریؒ کے فرزند حضرت سید فضل الدین فضل اللہ بخاریؒ سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت سیّد جلال مجرد بخاری سلہٹیؒ

یوں تو خاندانِ جلالیہ بخاریہ کی ہر فرد اپنے مقام پر ایک مبلغ دین کی حیثیت رکھتی ہے مگر حضرت سید جلال الدین مجرد بخار سلہٹیؒ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آپ حضرت قطب الاقطاب سیّد جلال سُرخ بخاریؒ کے نواسے اور حضرت سلطان سید احمد کبیر کے بھانجے تھے۔ خانقاہ جلالیہ سے سب سے اوّل مبلغین اسلام کی جو جماعت تیار ہوئی آپ ان میں قائد کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں بنگال کے مسلمانوں کی حالت دِگرگوں تھی۔ چنانچہ خانقاہ جلالیہ سے سات سو مبلغین مجاہدین کی جماعت کو لے کر حضرت سیّد جلال مجرد نے بنگال کا رُخ کیا۔ بنگال پہنچتے پہنچتے ان کی تعداد تین سو تیرہ رہ گئی۔ کیونکہ آپ نے راستہ میں دیگر حضرات کو مختلف علاقوں میں تبلیغ دین کے لئے پھیلا دیا تاہم تعداد کی کمی آپ کے کسی بھی ارادہ پر اثر انداز نہ ہو سکی۔ بنگال کے راجہ گوڑ گوبند کو شکست دی، ہندو دھرم کے پنڈتوں، جوگیوں اور مندروں کے پجاریوں کو مباحثہ کی کھلی دعوت دی۔ آپ کی علمی عظمت اور روحانی جلالت کے سامنے نہ ہی کسی کا بھوت پریت اور نہ ہی جادو کامیاب ہو سکا۔ کثیر آبادی گروہ در گروہ مسلمان ہوئی۔ حضرت سیّد جلال مجرد بخاریؒ نے سلہٹ (آسام) میں خانقاہ جلالیہ کی بنیاد رکھی جس کی شعاؤں سے آسام مشرقی بنگال اور جنوبی بہار میں ہندو پروہتوں کا خاتمہ ہوا اور اسلام کو سرفرازی نصیب ہوئی۔

مخدوم سیّد ناصرالدین محمود بخاریؒ

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت کے فرزند اکبر تھے(۱)۔ اگرچہ حضرت مخدوم کے بعد آپ کے عم بزرگوار حضرت سیّد صدرالدین بخاری راجو قتال سجادہ نشین ہوئے مگر آپ خانقاہی انتظام، درس و تدریس میں سرگرم معاون رہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء تحریر کرتے ہیں کہ:

> سید ناصرالدین بن مخدوم جہانیاں جلال الدین بخاری قدس اللہ سرہم جامع بود میاں علوم شریعت و طریقت و حقیقت و شرافت و سیادت و نجابت و خوارق و کرامات در ولایت مرتبہ عالی و مراتب بلند داشت۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگرچہ جانشین پدر بزرگورے سید صدرالدین راجو قتال بود اما وے نیز در ارشاد طالبان ہدایت ایشاں آیتے از آیات الٰہی بود۔

حضرت مخدومؒ کے دوسرے صاحبزادوں سیّد عبداللہ بخاری اور سید محمد بخاری کے بارے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی اپنی ایک تصنیف "الفرع النامی" میں رقمطراز ہیں کہ:

سید عبداللہ بخاری ثانی اُوچ شریف سے دہلی تشریف لائے اور یہاں پر رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ ان کا مزار مبارک دہلی قدم شریف کے پاس ہے۔ آپ کی اولاد کرنال اور سامانہ وغیرہ میں پھیلی۔ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت کے اکثر تبرکات ان کی اولاد کے پاس محفوظ ہیں۔ ڈاکٹر سید ابو الحسن شاہ صاحب بخاری سرگودہا کے ہاں بھی ان تبرکات سے کافی حصہ ہے۔ سید محمد بخاری کی اولاد مدراس، دکن اور میسور میں ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مخدوم سیّد ناصرالدین محمود کے بردار اُوچ سے مدراس، میسور اور دکن تک تبلیغ اسلام کے سلسلے میں پہنچے۔ حضرت سیّد ناصرالدین محمود کثیر الاولاد تھے۔ پچیس یا بیس صاحبزادوں کی تعداد بیان کی جاتی ہے۔ اس لئے آپ کو نر ناصرالدین بھی کہا جاتا ہے جن میں مندرجہ ذیل اپنے دور کے ولی کامل اور مبلغ اسلام ہوئے جن کی تبلیغی کاوشیں دین حقہ شریعت محمدی کی نشر و اشاعت میں قابل ذکر ہیں۔

ا۔ حضرت سیّد حامد کبیر بخاریؒ۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت سید محمد اسماعیل بخاریؒ ہیں جو اُوچ شریف سے چنیوٹ برلب دریائے چناب تشریف لائے اور ایک وسیع و عریض علاقہ کو اپنی روحانیت

(۱) ولادت ۱۲ ذیقعد ۰ ۷۳ہجری، وفات ۲۳ رمضان ۸۰۰ ہجری

سے فیض یاب فرمایا۔ اس علاقہ کے قدیم ہندو قبائل سیال، رجبانہ، سرمانہ، کملانہ، سرگانہ اور جنجیانہ آپ کی ہی تبلیغی مساعی جمیلہ کی بدولت حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ آپ کی شادی بھی ہندو راجہ کہ جس نے اسلام قبول کیا اس کی راجکماری سے ہوئی۔ اسی لئے ان کی اولاد کو شیخ سملانہ یا سلمانہ کہا جاتا ہے۔ سندھیلیانوالہ کے مشہور بزرگ سید زین العابدینؒ بھی آپ ہی کے پوتے ہیں۔ سید حامد کبیر بخاریؒ کی اولاد اضلاع سرگودہا، جھنگ، لائل پور اور ملتان میں زیادہ تر آباد ہے۔

۲۔ حضرت سید علم الدین بخاریؒ۔ آپ ہی کی اولاد سے بخاری سادات بٹالہ کے مورثِ اعلیٰ حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ ہیں جنہیں لاہور اور وسطی پنجاب مین زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔ سادات بخاری جلال پور، پیروالا ضلع ملتان بھی حضرت سید علم الدین بخاریؒ ہی کی اولاد ہیں۔ ان حضرت کی اولاد میں بھی مادرزاد ولی پیدا ہوئے جن کی روحانی عظمتیں دین اسلام کی اشاعت کا موجب ہوئیں۔

۳۔ حضرت سید اسماعیل بخاریؒ۔ آپ کی اولاد سے قطب عالم سید شہاب الدین ایسی ہستیاں ہوئیں، جنہوں نے اودھ کے علاقہ کو توحید سے روشناس کرایا۔ بخاری سادات شکارپور (یوپی) انہی کی اولاد سے ہیں۔

۴۔ سید فضل اللہ بخاریؒ۔ آپ کی اولاد مضافات اُوچ میں ہے۔ خانقاہ جلالیہ کے انتظام میں ان کا انہماک قابل ذکر ہے۔

۵۔ قطب العالم سید برہان الدین بخاریؒ۔ گجرات کاٹھیاوار میں ان کے ہی دم سے اسلام پھیلا۔ ان کی اولاد بٹوا، احمد آباد، دکن، گلبرگہ اور مدراس و گجرات میں موجود ہے جن کی تبلیغی سرگرمیوں سے ان علاقوں میں اسلام پھیلا۔

۶۔ حضرت سید علاؤالدین بخاریؒ کشمیری۔ انہوں نے کشمیر جنت نظیر کو اذانوں کی فضا سے معطر کر کے حقیقی معنوں میں جنت بنایا۔ ان کی اولاد کشمیر میں آباد ہے۔ کشمیر کے مشہور بزرگ سید حاجی مراد بخاریؒ انہی کے پوتے ہیں۔

۷۔ سید شرف الدین بخاریؒ۔ آپ کی اولاد اضلاع گوجرانوالہ، سیالکوٹ اور ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

الحتصر حضرت سید ناصر الدین بخاریؒ کی اولاد پورے برصغیر میں پھیلی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ترقی دے اور اعمال صالحہ کی توفیق قائم رکھے تاکہ اپنے آباؤاجداد کا نام روشن رکھیں۔ آمین ثم آمین۔

قطب عالم سیّد بُرہان الدّین بخاریؒ

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت بخاریؒ کے پوتے اور حضرت مخدوم سید ناصر الدین محمود بخاریؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۴ رجب المرجب ۷۹۰ھ ہجری المقدس بمقام اُوچ شریف ہوئی۔ حضرت سیّد صدر الدین راجو قتال بخاری نے آپ کی تربیت فرمائی۔ انہی کے حکم سے خانوادہ نبوت کے یہ ماہ پارہ اور خانقاہ جلالیہ کے مایۂ ناز مبلغ گجرات، کاٹھیاوار کے دارالخلافہ پٹن تشریف لائے۔ آپ کی تبلیغ سے بے شمار افراد حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ سلطان احمد شاہ جو خانوادہ بخاریہ حسینیہ کا بڑا معتقد تھا، اس نے اپنے نام پر احمد آباد (گجرات) کا شہر آباد کیا۔ جس کی بنیاد حضرت قطب عالم رحمۃ اللہ سے رکھوائی۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن میں حضرت محمد سراج الدین بخاریؒ جن کی پیدائش ۱۷ ذی قعدہ ۸۱۷ھ ہجری المقدس ہوئی اور وفات ۲۰ جمادی الآخر ۸۸۰ھ ہجری المقدس ہوئی۔ مخدوم سیّد محمد دریانوش ۸۰۹ھ ہجری المقدس میں پیدا ہوئے اور ۸۸۴ھ ہجری المقدس میں وفات پائی۔ یہ دونوں برادران حقیقی گجرات کاٹھیاوار کے علاقہ پر چھاگئے۔ سنسکرت زبان کے بڑے فاضل تھے۔ لہٰذا کرامات کی بجائے آپ کے ہندو دھرم کے بڑے بڑے پنڈتوں سے مناظرہ ہوئے۔ سلطان محمود بیگڑھ والئی احمد آباد آپ کی نسبی شرافت و عظمت کا تو قائل تھا ہی مگر وہ آپ کے صداقت اسلام پر دلائل سے بے حد گرویدہ ہوگیا۔ قطب عالم حضرت سید برہان الدین بخاریؒ کی وفات ۸ ذی الحجہ ۸۵۰ھ ہجری المقدس میں ہوئی۔ گجرات کاٹھیاوار کے علماء جن کی شہرت مشہور عالم ہوئی ان میں علامہ مجد الدین محمد بن طاہر گجراتی کا نام سرفہرست ہے جن کی لغت حدیث پر ایک مبسوط اور جامع کتاب "مجمع بحار الانوار" کے نام سے علمی دنیا میں خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ مشہور مصنف عالم نواب صدیق خان بھوپالی نے "اتحاف النبلاء" میں اس کی بے حد تعریف کی ہے۔ اس کے علاوہ اسماء الرجال میں المغنی اور

موضوع احادیث کے باب میں "تذکرہ الموضوعات" بھی ان کی مایہ ناز تصانیف ہیں۔ یہ علامہ طاہر گجراتی شیخ علی متقی کے شاگرد اور شیخ علی متقی شیخ حسام الدین ملتانی کے تلامذہ سے تھے۔ جبکہ شیخ حسام الدین ملتانی کہ جن کا مزار گیلے والا ریلوے اسٹیشن نزد لودھراں (ضلع ملتان) سے کچھ فاصلہ پر واقع ہے حضرت سید محمد سراج الدین شاہ عالم بخاریؒ بن حضرت قطب عالم سید برہان الدین بخاریؒ کے شاگرد تھے۔ گویا کہ بخاری سادات کا گھرانہ جہاں بھی رہا علم و ادب کا منبع بن کر رہا۔

ایک وضاحت

یہ امر قابل ذکر ہے کہ بخاری سادات سلسلہ جلالیہ(۱) کے اولیاء کرام کے ہاں بیعت کا دستور نہیں
کیونکہ ان کے مسلک میں بیعت لینا صرف معصوم عن الخطا کا حق ہے(۲)۔
لہٰذا مشرف بہ اسلام ہونے والوں کو کلمہ طیبہ پڑھا کر
اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتے تھے۔

(۱) "سلسلہ جلالیہ" کے عنوان سے مع اضافہ کے صفحہ 115 پر خاندان کے بزرگ عالم دین سید زین العابدین کا بیان دیکھیں۔ (۲) "بیعت" کے عنوان سے مع اضافہ کے صفحہ 116 پر دیکھیں۔

خاندانی رسم ورواج

اگرچہ مذہبی لحاظ سے خاندان بخاری سادات بٹالہ
فقہ جعفریہ کا پابند ہے محمد وآل محمد علیہم السلام
کے فرامین مقدسہ پر عمل اس کا مسلک
اورحدیث ثقلین سے تمسک
نصب العین
ہے
مگر علاقائی رسوم اورزمیندارہ رواج سے بھی متاثر ہوئے
بغیر نہ رہ سکا

رسم ورواج

غمی اور خوشی کے موقعہ پر دینی اُمور کے علاوہ کچھ علاقائی رسم ورواج بھی ہوتے ہیں جنہیں روایتی طور پر برقرار رکھا جاتا ہے۔ ہر خاندان اور قبیلہ کے رسم ورواج الگ الگ بھی ہوتے ہیں اور بعض اُمور میں کسی قدر یکسانیت بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً برات کے وقت دلہا کی سہرابندی یا گھوڑی چڑھنے کی رسم وغیرہ۔ ہمارے خاندان اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ میں بعض رسومات ایسی بھی ہیں جن سے افراد خاندان میں اس احساس کو زندہ رکھنے کی پوری پوری کوشش کردی گئی ہے کہ ہر فرد کو علم رہے کہ ہم سب کے سب ایک ہی بزرگ یعنی حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں۔ لہٰذا جذبۂ اُخوت اور ولولۂ محبت قائم رہ کر اتفاق ویگانگت کی فضا برقرار رہے اور آپس میں صلہ رحمی کے جذبات بیدار رہیں۔

اس امر کی حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی دختر خاندان اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ سے باہر نہ جائے اور خاندان میں بھی قریب تر رشتہ کو ترجیح ہے۔ اگر کوئی لڑکی اپنے خاندان سے باہر دوسرے سید خاندان میں دینی مقصود ہو تو اس خاندان کی سیادت کو ہر لحاظ سے پرکھ کر تسلی کرلی جاتی ہے کیونکہ سیّدہ کا نکاح غیر سید سے حرام ہے(۱)۔ البتہ اگر غیر خاندان کی لڑکی سے نکاح کیا جائے تو اس بارے میں اس قدر تحقیق وتجسس کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔

منگنی کی رسم: جب لڑکے لڑکی کا رشتہ طے ہو جائے تو منگنی کی رسم کے لئے فریقین کسی نیک تاریخ کا تعین کرلیتے ہیں۔ مقررہ وقت اور تاریخ پر لڑکے والے لڑکی والوں کے ہاں آتے ہیں۔ لڑکی کے لئے طلائی تحفہ (آج کل ٹکا) اور طلائی انگشتری اور ایک ریشمی دوپٹہ کچھ مٹھائی (یا اس کے علاوہ حسب توفیق پارچات) لاتے ہیں۔ لڑکی والے ان کی دودھ سے تواضع کرتے ہیں۔ (یا اب دیگر

(۱) اس بارے میں عنوان "سیدزادی کا نکاح غیر سید سے؟" مع اضافہ کے صفحہ 118 پر دیکھیں

مشروبات اور حسب حالات دعوتِ طعام)۔ لڑکی والوں کی خواتین منگیتر کو زیور اور دوپٹہ یا جوڑا پہناتی ہیں۔ لڑکے کی والدہ لڑکی کے دائیں ہاتھ پر کچھ نقدی بطور سلامی رکھتی ہے۔ پھر اس فریق کی دوسری ہمراہ آئی ہوئی خواتین بھی لڑکی کو سلامی کی نقدی پیش کرتی ہیں۔ اب لڑکی کو دائیں بازو پر امام ضامن باندھ دیا جاتا ہے۔ لڑکی والے لڑکے کے لئے طلائی انگشتری، ریشمی رومال، پگڑی اور مٹھائی کے علاوہ کچھ نقدی بطور سلامی لڑکے والوں کو پیش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ لڑکے کے والدین بھائی بہنوں اور بھاوجوں کو بھی پگڑی، دوپٹے ملتے ہیں (یا حسب توفیق جوڑے)۔ ان رسومات کے ادا ہو جانے پر دُعائے خیر ہوتی ہے۔ اس کے بعد مُغنیں اور مراثنیں کوئی گانا سنا کر لڑکی کا صدقہ لیتی ہیں۔ لڑکے والی خواتین لڑکی کے سر سے نقدی صدقہ کر کے ان کو دیتی ہیں۔

جب لڑکے والے یہ رسم ادا کر کے اپنے گھر آتے ہیں تو لڑکے والے برادری کو بلاتے ہیں اور پھر کیسر کی رسم ادا ہوتی ہے۔ لڑکے کو مردوں میں بٹھایا جاتا ہے، عورتوں میں مراثنیں ڈھولک پر گانا سناتی ہیں۔ لڑکے کو خاندان کا بزرگ ترین فرد انگشتری پہناتا ہے اور پگڑی کو پانچوں انگلیوں سے "کیسر" کے پانچ نشان لگا کر لڑکے کے سر پر باندھ دیتا ہے۔ مبارک سلامت کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔ لڑکے کو نقدی بطور سلامی دی جاتی ہے۔ باجہ بجتا ہے اور مراثنیں ڈھولک پر خوشی کے نغمے گاتی ہیں۔ لڑکے والے زردہ پکا کر برادری میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس طرح سے لڑکی لڑکے کی منگنی کا اعلان ہوتا ہے۔

شادی کی رسومات

لڑکے کے بزرگ لڑکی والوں کے ہاں جا کر شادی کی تاریخ مقرر کرنے کی خواستگاری کرتے ہیں۔ یکم محرم سے ۸ ربیع الاوّل تک اور چہاردہ معصومین علیہم السلام کے ایام شہادت یا پھر سالم ماہ ذیقعدہ کے علاوہ کوئی نیک تاریخ مقرر ہو جاتی ہے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کی دودھ سے تواضع کرتے ہیں۔ لڑکے کے والد کو پگڑی والدہ کو دوپٹہ دیا جاتا ہے اور سوا پانچ سیر مصری بھی دیتے ہیں۔ لڑکے والے گھر آ کر خوشی کرتے ہیں۔ عورتوں میں میراثنیں ڈھولک پر گانا سناتی ہیں۔ اس طرح سے شادی کی تاریخ کا اعلان ہو جاتا ہے تاکہ برادری کے افراد شادی میں شمولیت کے لئے تیاری کر لیں۔

شادی سے ہفتہ عشرہ قبل لڑکے والوں کے ہاں ڈھولک بجنی شروع ہو جاتی ہے۔ روزانہ رات کو برادری کی خواتین جمع ہوتی ہیں۔ مراثنیں خوشی کے گیت سنا کر "ویلیں" حاصل کرتی ہیں۔ شادی سے دو روز قبل لڑکے والی خواتین لڑکی کے ہاں جا کر لڑکی کی رسم "پکا" ادا کرتی ہیں یعنی لڑکی کا سر تیل سے گندوایا جاتا ہے اور اس کے سر پر دوپٹہ اُوڑھا کر اس کی جھولی میں "بِد"(۱) یعنی گری بادام، چھوہارے اور سوگی وغیرہ ڈالی جاتی ہے۔ لڑکی والے لڑکے والوں کی دودھ سے تواضع کرتے ہیں اور حسب توفیق سات دوپٹے دیتے ہیں۔ تین کو ویلیں بصورت صدقہ لڑکی دی جاتی ہیں۔ شادی سے ایک روز قبل تیل مہندی کی رسم ہوتی ہے۔ لڑکے والی خواتین لڑکی کے ہاں جاتی ہیں، لڑکی کے ہاتھوں پر مہندی لگائی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر بھی لڑکی والے حسب مقدور خاطر مدارات کرتے ہیں۔ مہندی لگنے کے وقت مراثنیں ڈھولک پر بزرگوں کے فضائل پر مشتمل گانا سناتی ہیں۔

مخدوم جہانیاں میں قربانیاں
جگ جگ جیون تیری نشانیاں

اسی وقت بعد میں لڑکی والے لڑکے والوں کے ہاں آتے ہیں اور ان کی خاطر مدارات ہوتی ہے۔ لڑکی کی بہن لڑکے کی داہنی کلائی پر "گانا" باندھتی ہے۔ لڑکا سالی کے ہاتھ پر کچھ نقدی رکھتا ہے۔ لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے کو ایک جوڑا کپڑوں کا پیش کیا جاتا ہے جو وہ پہن کر پھر خواتین کے جھرمٹ میں آ جاتا ہے۔ پھر طرفین مل کر لڑکے کو "کھارا" پر چڑھاتے ہیں۔ اب مراثنیں گیت گاتی ہیں جو اسی رسم سے متعلق ہوتے ہیں جس میں لڑکے کے ننھیال کا ذکر ہوتا ہے۔ لڑکے کے ماموں لڑکے کے ہاتھ پر سلامی رکھ کر لڑکے کو "کھارا" سے اُٹھا کر اتارتے ہیں۔ ننھیال والے مراسنوں کو لڑکے کا صدقہ دیتے ہیں۔

---

(۱) خشک میوہ

ایک اہم رسم

ایک مستند روایت کے مطابق حضرت سید موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ مائی صاحبہ نورنگ بی بی کی گود میں ان کے لختِ جگر حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاری تھے کہ بی بی صاحبہ نے فرمایا:

"یا حضرت! اس بچہ سے تو آپ کا نام ہی زندہ سلامت رہے گا مجھے تو شاید کوئی یاد ہی نہ رکھے"۔

حضرت نے ارشاد فرمایا کہ:

"میرے بیٹے شہاب الدین کی اولاد جب تک اس دُنیا میں قائم رہے گی تیرے گھڑے بھرتی رہے گی"۔

لہٰذا شادی کے موقعہ پر حضرت کے اس فرمان کی تکمیل سے مائی صاحبہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ شادی والے دن یعنی برات سے قبل بٹالہ میں خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا کے سامنے تمام شادی شدہ افرادِ خاندان کی تعداد کے مطابق فی کس مٹی کا ایک گھڑا اور ایک چاٹی بڑے قرینہ سے لگائی جاتی تھیں (۱)۔ ماشکی انہیں پانی سے دھو کر صاف ستھرا کرتا۔ خاندان کی لڑکیاں گھڑے اور چاٹی کے گلے پر آٹا مَولی باندھتی ہیں اور ہر گھڑا اور چاٹی پر پانچ پانچ نان اور حلوہ رکھا جاتا ہے۔ اس رسم میں صرف اولاد حضرت سیّد شہاب الدین نہراؒ ہی تمام اُمور سرانجام دیتی ہے۔ پھر عورتیں الگ ہو جاتی ہیں اور تمام مرد آ جاتے ہیں، ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد باجہ بجتا ہے، مراثیں بزرگوں کے فضائل کے نغمے گاتی ہیں۔ باجے والے اور غیر برادری والے افراد چلے جاتے ہیں صرف اولاد حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ ہی موجود رہتی ہے۔ ہر شادی شدہ میں ایک ایک گھڑا اور چاٹی تقسیم کر دی جاتی ہے۔

اس رسم سے ایک تو مائی صاحبہ کی یاد تازہ ہو گئی دوسرے افرادِ خاندان میں باہمی اُخوت، ایک خون اور ایک ہی نسب کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

سہرا بندی

یہ رسم رات (۲) کو ادا ہوتی ہے۔ تمام برادری کے علاوہ دوسری برادریوں سے میل ملاپ کے مطابق دعوت نامہ جاری ہو جاتا ہے۔ وقت مقررہ پر سب اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ دلہا کی مسند لگ جاتی ہے۔ جدی نائی سہرا اُٹھاتا ہے اور سب سے پہلے بزرگ خاندان جو کہ دلہا کے پاس ہی تشریف فرما ہوتے ہیں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ درود شریف پڑھ کر سہرا کو اپنے ہاتھوں سے مس کرتا ہے۔ پھر باری باری تمام افرادِ خاندان سے سہرا مس کرایا جاتا ہے۔ پھر نائی سہرا بزرگ خاندان کے سپرد کرتا ہے۔ تو وہ دُعائے خیر کے بعد درود شریف کے نعروں میں دُلہا کے سر پر اُسے باندھ دیتے ہیں تو مبارک سلامت کی آوازوں سے فضا گونج اٹھتی ہے۔ دُلہا کا چھوٹا بھائی یا بھتیجا شہ بالا بنتا ہے اُسے بھی سہرا باندھا جاتا ہے۔ بھانجہ شہ بالا نہیں بنتا، ہاں اگر بھانجہ یک جدی ہو تو وہ بن جاتا ہے۔ پھر حاضرین اپنے اپنے میل ملاپ کے لحاظ سے دلہا کو سلامی پیش کرتے ہیں۔ دُلہا کو بزرگ خاندان اور اقربا یا اُس کے دوست پہلے مسجد میں پھر امام باڑہ میں اور پھر خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ پر سلام کرا کے واپس اُسی جگہ لے آتے ہیں۔ سہرا بندی کی یہ تقریب خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ کے سامنے ادا ہوتی تھی (۳) جدی مراثیں اہلبیت اطہارؑ کے فضائل پر گانا گاتی ہیں۔

شہر مدینے دی بی بی وے
سیّد کھے دا جمیا

پھر جدی نینیں خاندانی شجرہ نسب پر مشتمل شعر گاتی ہیں، باجا بجتا ہے ان سب کو حاضرین ویلیں دیتے ہیں۔

اب دُولہا کو گھوڑی پر سوار کرا کے اس کے اُوپر گوٹے کے جال والا سُرخ ریشمی دوپٹہ ڈال دیا جاتا ہے اور اُسے اقربا گھر کے دروازے پر لاتے ہیں جہاں اس کی بہنیں انتظار میں کھڑی ہوتی ہیں تو وہ گھوڑی کی لگام پکڑ لیتی ہیں اور یہ گانا گاتی ہیں:

(۱) یہ رسم جہاں جہاں افرادِ خانہ آباد ہوئے ہیں وہاں ہی ادا کرتے ہیں۔ لاہور میں آباد برادران درگاہِ عالیہ حضرت موج دریا بخاری پر حاضر ہو کر اس کی ادائیگی کرتے ہیں۔ (۲) مگر اب حالاتِ زمانہ کے مطابق دن کو بھی ادا کر لیتے ہیں۔ (۳) اب جہاں جہاں افرادِ خاندان آباد ہوئے وہاں اپنے حالات کے تحت کرتے ہیں۔

بک روپے میرا لاگ   بھوری جھوٹی میرا لاگ

ویرا جگ جگ جاویں سادرے

تو دُولہا بہنوں کو نقدی دیتا ہے۔ پھر بھاوج اُسے سرمہ لگاتی ہے تو وہ بڑے ادب سے سلام کہتا ہے اور سلامی نقدی بھی دیتا ہے۔ ان تقریبات کی ادائیگی کے بعد برات روانہ ہوتی ہے کچھ راستوں کا گشت لگا کر بارات لڑکی والوں کے ہاں آجاتی ہے جہاں آتشبازی چھوڑی جاتی ہے۔ لڑکی والے استقبال برات کرتے ہیں۔ طرفین کے بزرگ آپس میں بغلگیر ہوتے ہیں۔ اسے "ملنی" کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات متعدد ملنیاں ہو جاتی ہیں اور از راہِ محبت یہ مقابلہ ہوتا ہے۔ بزرگ کے مقابلہ میں بزرگ، جوان کے مقابلہ میں جوان، خورد کے مقابلہ پر خورد طرفین سے نکل کر بغلگیر ہوتے ہیں۔ اور ہر ملنی پر ملنے والے ایک دوسرے کے سر سے کچھ نقدی صدقہ کر کے جدی نائی کو دیتے ہیں۔ پھر دونوں طرف سے بزرگ خاندان برات کو جہاں پر قیام کا انتظام ہو وہاں لے آتے ہیں۔ اور مولوی صاحب خطبہ کے بعد صیغہ نکاح جاری کرتے ہیں۔ تمام براتی طعام تناول کرنے کے بعد رخصت ہو جاتے ہیں۔ لڑکی والے دُولہا کو اُس کے عزیزوں کے ہمراہ اہتمام کے ساتھ ٹھہراتے ہیں۔ صبح نماز فجر کے بعد برادری کے تمام افراد لڑکی والوں کے ہاں جمع ہو جاتے ہیں اور دلہن کو رخصت کرتے ہیں۔ دلہن بزرگوں کے جوڑا میں ہی ملبوس ہوتی ہے اُسے جوتا نہیں پہنایا جاتا۔ اُسی طرح اُسے ڈولی میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ جہیز حسب توفیق ہوتا ہے۔

دُولہا اور دلہن دونوں کو پہلے خانہ خدا میں پھر امام باڑہ میں اور پھر خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ پر سلام کر کے گھر لاتے ہیں۔ آتے ہی دلہا کی بہنیں دلہن کا لباس تبدیل کر کے بزرگوں کے جوڑے کی بجائے اُسے اس کے بری سے اپنی مرضی کے مطابق لباس پہنا دیتی ہیں اور زیور سے آراستہ کر کے مسند پر بٹھا دیتی ہیں۔ برادری کی عورتیں اور میل ملاپ والی خواتین جمع ہو جاتی ہیں اور دُلہن سے مل جل کر محبت پیار سے رہنے سہنے کے شگون ہوتے ہیں۔ کچے چاول اور جل باہم ملا کر ایک بڑی تشتری میں دلہن کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ دلہا کی ماں، بہنیں، بھاوج، پھوپھی، چچی وغیرہ باری باری دونوں ہاتھوں میں ڈالتی ہیں۔ دلہن اُن کے ہاتھوں میں اسی طرح ڈالتی ہے۔ جدی نینیں دلہن سے ان کے ہر رشتہ کے مطابق گانا گاتی ہیں تا کہ دلہن کو اب نئے رشتوں سے تعارف ہو جائے۔

اگلے روز یعنی برات سے تیسرے یوم لڑکی والے لڑکے والوں کے ہاں آتے ہیں ولیمہ کی دعوت کے بعد دُلہا اور دلہن کو اپنے گھر لے جاتے ہیں جہاں دُلہن کی کوئی بہن دُلہا کی جوتی چھپا لیتی ہے۔ دُلہا اُسے کچھ نقدی دیتا ہے تو وہ جوتا واپس کر دیتی ہے۔

ریتاں

جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلہن با امید ہو جاتی ہے تو چوتھے ماہ اُس کے ہاتھوں پر مہندی لگائی جاتی ہے۔ اسے ریت رکھنا کہا جاتا ہے۔ ساتویں ماہ دلہن کے والدین کی طرف سے حسب توفیق چاول، مونگ سالم ایک جوڑا برائے دلہن اور ایک جوڑا اَن سلا برائے مائی صاحبہ نور رنگ بی بی زوجہ حضرت سیّد موج دریا بخاریؒ آتا ہے۔ مائی صاحبہ کا جوڑا ۲ ۱/۲ گز لٹھا اور ۷ ۱/۴ گز ململ ہوتی ہے جس سے لٹھا کا گرارا اور ململ سے ایک چولی (بصورت قمیض) اور دوپٹہ تیار کیا جاتا ہے انہیں قینچی کی بجائے ہاتھ سے قطع کیا جاتا ہے اور مشین کی بجائے ہاتھ سے ہی سوئی کے ساتھ سلائی کی جاتی ہے۔ گرارا کے پانچہ چولی کے گریبان بازو پر سبز رنگ کی پٹی لگائی جاتی ہے۔ یہ سب کام کوئی بخت آور سہاگن عورت کرتی ہے۔ دوپٹہ کے ایک کونہ میں تھوڑے سے کچھ چاول دوسرے میں گری تیسری میں چھوہارا چوتھے میں ایک روپیہ باندھ دیا جاتا ہے۔ یہ لباس دلہن کو پہنا دیا جاتا ہے اور پھولوں کا سہرا باندھ کر اس کے ساتھ اُس کی کوئی درانی یا جٹھانی کو کرسی پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ دلہن کو کرسی پر نہیں بلکہ نیچے مسند پر بٹھاتے ہیں۔ برادری کی تمام خواتین جمع ہوتی ہیں مراثنیں خوشی کے نغمے گاتی ہیں، انہیں ویلیں ملتی ہیں۔ درانی یا جٹھانی جو کرسی پر بیٹھی ہوتی ہیں وہ سہاگ پُڑا کھولتی ہے اور شگون ہو جاتا ہے۔ چاول اور مونگ الگ الگ پکا کر مائی صاحبہ نور رنگ بی بی کا ختم دلایا جاتا ہے۔ سب سے پہلے دلہن کو اس کی درانی یا جٹھانی کھلاتی ہے پھر برادری میں بطور تبرک تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ پھر دلہن کا جوڑا تبدیل کرا دیا جاتا ہے۔ مائی صاحبہ والا جوڑا اور اس کے دوپٹہ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ دلہا کے خاندان کی بیٹیوں میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

بچہ کی پیدائش

بچہ کی پیدائش کے ساتویں روز اس کی جھنڈ اُتروائی جاتی ہے۔ اس دن بکرے کی کلیجی پھیپھڑا پکایا جاتا ہے جو روٹیوں کے ساتھ اقربا میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پانچ روٹی بزرگوں کے نام کی پانچ روٹی حجام کو اور پانچ پانچ روٹی دائی کو دی جاتی ہے۔

تاروں کی رسم

اسی دن رات کو گھر کا بزرگ قرآن مجید لے کر باہر صحن میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ زچہ بچہ کو لے کر پاس کھڑی ہوتی ہے۔ سات آیات قرآنی پڑھ کر تو مولود کو تارے دکھائے جاتے ہیں زردہ پکا کر اقربا میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

دودھ دُھلائی کی رسم

تیسرے دن دودھ دھلائی کی رسم ادا ہوتی ہے۔ حسب توفیق خاندان کی بیٹیوں میں نقدی تقسیم کی جاتی ہے۔

غسل چہل

اس غسل کے بعد زچہ اور بچہ کو پہلے خانہ خدا میں پھر امام باڑہ اور پھر خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ سلام کرایا جاتا ہے۔ برادری کی خواتین اس تقریب میں ہمراہ ہوتی ہیں۔ حسب توفیق مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔(۱)

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

بٹالہ میں محلہ بخاری سادات سے ملحق (۲/۱ فرلانگ کے فاصلہ پر) آبائی قبرستان تھا۔ اگرچہ حضرت موج دریا بخاریؒ کی وفات بمقام خان فتا (نزد بٹالہ) ہوئی مگر انہیں لاہور ان کے تعمیر شدہ روضہ میں دفن کیا گیا۔ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ کی وفات بھی اگرچہ بٹالہ میں ہوئی مگر انہیں بٹالہ میں موجودہ خانقاہ اندرون محلہ بخاری سادات کے مقام پر غسل کفن دے کر حسب وصیت بمقام بھوگیوال لاہور دفن کیا گیا۔ اُن کے فرزند سیّد مصطفےٰ کی وفات بھی بٹالہ میں ہوئی مگر انہیں روضہ مبارک حضرت موج دریا بخاریؒ لاہور میں دفن کیا گیا۔ پھر اُن کے فرزند حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ کی وفات بھی بٹالہ ہی ہوئی مگر چونکہ انہوں نے امرتسر میں تبلیغ اسلام میں گرانقدر خدمات انجام دیں اور وہاں خانقاہ جلالیہ کی بنیاد رکھی لہٰذا ان کا مقبرہ بھی اسی مقام پر نزد قلعہ موجود ہے جو دربار فتح شاہ بخاریؒ کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ کے دو صاحبزادے حضرت سیّد ملنگ علی شاہ اور حضرت سیّد طلعہ زندہ نوری ہوئے۔ یہ صاحب تو بٹالہ سے ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے مگر ان کے صاحبزادہ حضرت سیّد امام شاہ بٹالہ ہی رہے۔ بٹالہ میں بخاری سادات انہی ہر دو بزرگوں یعنی سیّد ملنگ علی شاہ اور سیّد امام شاہ کی ہی اولاد ہیں اور انہی ہر دو بزرگوں کی سب سے پہلے قبریں اس قبرستان میں ہوئیں اور ۱۹۴۷ء تک یہ قبرستان اپنے مقام پر ایک شجرہ نسب تھا۔(۲)

خاندان میں سے جو کوئی فوت ہوتا تو اس کا جنازہ اُس کے گھر سے لا کر خانقاہ حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاریؒ کے پاس رکھ دیا جاتا، تاکہ تجدید عہد ہو جائے۔ پھر وہاں سے اٹھا کر آبائی قبرستان میں دفن کیا جاتا۔ چنانچہ موت کے بعد بھی افراد خاندان یکجا رہے۔ اسی قبرستان میں حضرت سیّد ملنگ علی شاہ بخاریؒ کی قبر سے متصل کربلا تھی اور حضرت سیّد عبداللہ شاہ نوری کی قبر کے ساتھ ہی جنازہ گاہ تھی جسے سیّد مروت علی شاہ بن سید حسن علی شاہ اولاد سیّد عبداللہ شاہ نوری نے تعمیر کرایا۔ سیّد مروت علی شاہ اور ان کے چچا سیّد حسین علی شاہ اپنے زمانہ کے مشہور پہلوان تھے۔ لہٰذا مہاراجہ برودہ نے ان کی قدر و منزلت کے پیش نظر انہیں بٹالہ سے برودہ بلا کر اپنے پاس رکھا۔

(۱) اب یہ رسم حسب حالات ادا ہوتی ہے (۲) مگر افسوس کہ اب ایسا [illegible]

سرزمین اُوچ اور اسکی قدامت

اُوچ کی زرخیزی اور خوشحالی سے متاثر ہو کر سکندر اعظم نے اپنے

نام پر اس کا نام اسکالندہ رکھا

ہزاروں انقلابات برداشت کرنیکے بعد بالآخر اولیائے کرام

کی قدم بوسی اس کے سکون کا موجب ہوئی۔

بِرصغیر ہندو پاک میں بخاری سادات کا اصل مسکن

یہی سرزمین ہے۔

میرا یہ مضمون مندرجہ ذیل جرائد میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

۱۔ روزنامہ نوائے وقت ۱۷ جنوری ۱۹۹۳ء

۲۔ ہفت روزہ بصیرت ۱ تا ۱۶ فروری ۱۹۶۳ء

۳۔ ہفت روزہ شہید ۱۱۲ اکتوبر ۱۹۷۱ء

سید بشیر حسین بخاری

اُوچ شریف

جس طرح انسان زندگی میں کئی حوادث اور پریشانیوں سے دوچار ہوتا ہے اسی طرح خطہ ہائے ارض کو انقلاب کے تھپیڑوں سے طرح طرح کے ادوار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مقامی لحاظ سے سر زمین اوچ نے جس قدر بربادیوں اور تباہیوں کے صدمات اٹھائے ان کا تقاضا تو یہی تھا کہ یہ بھی بعض اسی قسم سے ہمکنار ہونے والے مقامات کی طرح کھنڈرات کا ڈھیر بن جاتا ہے۔ اور پھر اس کے ذرات کو ہوا اپنے ساتھ اُڑا کر لے جاتی۔ مگر یہ ان اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی کرامت ہے کہ اس قدر انقلابات برداشت کرنے کے باوجود اس کی سرزمین نے سید محمد غوث بندگی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الاقطاب سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی سے ابدی سکون حاصل کیا۔ ان بزرگوں نے اُوچ کو اپنا مسکن بنایا اور اس خطہ نے انہیں امانت کے طور پر قیامت تک کے لئے اپنے سینہ میں محفوظ کر لیا۔

اس وقت تو پنجند کے قریب اُوچ ایک چھوٹی سی آبادی کی صورت میں نظر آتا ہے مگر قدیم زمانہ کے برصغیر ہند میں اسے ایک ممتاز حیثیت حاصل تھی جب کہ یہ شہر آٹھ سو چونسٹھ مربع میل کے رقبہ میں تھا۔ اس قدر وسیع و عریض رقبہ میں کس قدر آبادی ہوگی؟ فوجی اعتبار سے بھی یہ ایک اہم خصوصیت کا حامل تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہاں کی چھاؤنی میں ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل فوج رہتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا تو صاحب معجم البلدان کے مطابق اس نے عظیم الشان شہر کو اپنے نام سے منسوب کر لیا۔ جیسا کہ کننگھم صاحب نے بھی اپنے "جغرافیہ ہند قدیم" میں اس کا جو نقشہ دیا ہے اس میں اس مقام کو اسکالندہ اوچ کے نام سے درج کیا ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ کی حدود کسی وقت کشمیر قنوج کوہ سلیمان مکران اور قندھار وغیرہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور اُوچ کو اس کی راجدھانی کا شرف حاصل تھا۔ ہند میں ہندو

تہذیب کی قدامت سے انکار نہیں ہو سکتا مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اس قدر پرانا دھرم اور پھر جس کی پشت پر چاروں وید ہوں اطراف عالم میں نہ پھیل سکا۔ برخلاف اس کے اسلام نے "ہر ملک ملک ما است" کے پیش نظر ایسی ترغیب دی کہ مسلمانوں نے "سفر وسیلہ ظفر" سمجھا اور دشت تو دشت رہے بحر ظلمات میں بھی ان کے گھوڑے تیرتے ہوئے نظر آئے۔ بہر حال فرزندان توحید نے بحر و بر کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا جبکہ ویدک دھرم میں پانی کا سفر کرنا منع قرار پا چکا تھا۔ غالباً ہندو ماتا کے دامن میں وابستہ رہنا ان کا مقدر بن چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو بھارت ماتا کے دریاؤں کے کنارے پر یا پھر پہاڑوں کے دامن میں ہی زندگی بسر کرتے رہے۔ بلکہ انہیں اپنا معبود حقیقی سمجھ کر جبل دیوتا اور پربت دیوتا تصور کرنے لگے۔ برخلاف اس کے مسلمان اطراف عالم میں پھیلے اور ہر فن میں انہوں نے اپنے کمال کے جوہر دکھائے۔ مسلم مورخین مختلف ممالک میں پہنچے، انہوں نے اپنی قابلیت اور ذہانت سے صدیوں پیشتر کی تاریخ تلاش کی۔ چنانچہ اقوام عالم کو اس امر کا اقرار ہے کہ تاریخ مدون کرنے میں مسلمان ایک بلند مقام کے حامل ہیں۔ سندھ کی تاریخ مروج الذہب، اشکال البلاد اور فتوح البلدان کے اوراق میں جا بجا بکھری پڑی ہے۔

مشہور مسلم مورخین مسعودی اور ابن حوقل نے خود سندھ میں آ کر تحقیقات کے بعد واقعات قلمبند کئے۔ مشہور مورخ علی کوفی کا "چچ نامہ" یا پھر معصوم بکھری کی تاریخ معصومی جن سے اُوچ کے حالات واقعات پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ دراصل مسعودی، ابن حوقل اور بلاذری کی تاریخ سے مرتب شدہ ہے۔ مجھے جب خانوادہ جلالیہ بخاریہ کے حالات پر مشتمل "تاریخ جلالیہ" لکھنے کا شوق ہوا تو اکثر کتب خانوں سے استفادہ حاصل کرنے کے مواقع نصیب ہوئے تو اس سلسلہ میں مرحوم نواب مخدوم مرید حسین صاحب قریشی سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ مخدوم صاحب کے کتب خانہ میں مطبوعہ کتب کے علاوہ اکثر قلمی نسخہ جات بھی دیکھنے میں آئے جن سے سرزمین سندھ کی ہزاروں سال پیشتر کی تاریخ واضح ہوتی ہے اور اُوچ کی عسکری حیثیت پر اچھی خاصی روشنی ڈالی گئی ہے۔ بہر حال اس سرزمین کی اہمیت اور اس کے نام اُوچ کی قدامت مستند ہے۔

اگرچہ بعض قدیمی تاریخی نسخوں سے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ چونکہ قطب الاقطاب حضرت سید جلال بخاریؒ بخارا سے یہاں تشریف لائے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ترکستان کے مقامات، اوچ یا ماوچک کے ناموں کی طرح اس جگہ کا نام بھی اوچ رکھ دیا۔ مگر جب ہم تاریخی حیثیت سے اس کا تجزیہ کرتے ہیں تو یہ بات پوری نہیں اُترتی کیونکہ سکندر اعظم کے حملہ سے قبل اس کا نام اُوچ آسانی سے مل جاتا ہے۔ البتہ یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ شمس الدین التمش کے دور میں حضرت قطب کمال سید جلال بخاریؒ کے قدم بوسی کا جب اس سرزمین کو شرف حاصل ہوا اور یہاں کے ہندو راجہ دیو سنگھ کو زیر کیا تو اس وقت جب کہ اس ظالم راجہ نے اس خطہ کا نام بھی اپنے نام پر دیو گڑھ رکھ لیا تھا۔ اس عظیم الشان شہر کو حضرت قطب الاقطاب سید جلال بخاریؒ نے پھر اس کے حقیقی نام اُوچ سے ہی پکارا۔ بعد میں خاندان جلالیہ بخاریہ کے جس قدر بزرگ تبلیغ اسلام کی خاطر برصغیر ہند کے طول و عرض میں پھیلے اور جو بستیاں آباد کیں ان میں سے اکثر کو یہی نام دیا گیا۔ مثلاً اُوچ بلوٹ (ڈیرہ اسماعیل خان) اُوچ (ضلع حبیب آباد) اُوچ (ضلع پشاور) اُوچ (ضلع مظفر گڑھ) وغیرہ وغیرہ یا پھر اُوچ باڑی (حتسکیا آسام)

غرضیکہ بخاری سادات نے بھی اُوچ کی قدامت ہی بحال نہیں رکھی بلکہ اس کی شہرت کو بھی برقرار رکھا۔ اسی طرح اوچ سے دوسرے مقامات پر منتقل ہونے والے بخاری سادات نے اپنے ناموں کے ساتھ ساتھ لفظ اُوچ کو وابستہ رکھا۔ مثلاً مشہور عالم دین اور بلند پایہ مناظر اسلام علامہ سید زین العابدین صاحب بخاری اعلی اللہ مقامہٗ اپنی تصانیف میں اپنا نام اس طرح سے تحریر فرماتے تھے۔

سید زین العابدین بن سید فضل علی شاہ نقوی البخاری ثم الاوچوی ثم لاہوری ثم بٹالوی۔

سرزمین ہند تمام ممالک میں ایک خاص تاریخ کی حامل ہے۔ ہر بیرونی قوم کا دعویٰ ہے کہ اس نے یہاں کے باشندوں کو تہذیب و تمدن کے زیور سے آراستہ کیا اور مختلف علوم و فنون کا انہیں درس دیا۔ چنانچہ مصر والوں کا دعویٰ ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ پانچ ہزار سال قبل مسیح مصر کا ایک بادشاہ "اسازس" خود اپنی فوج کی کمان کرتا ہوا سندھ پہنچا اور اس علاقہ کو فتح کرتا ہوا دریائے گنگا تک پہنچ گیا۔ تاتاریوں نے بھی ہندوستان پر کئی حملے کئے اور انہوں نے اپنے آپ کو اساتذہ تہذیب و تمدن گردانا۔ ایرانیوں کی باری آئی تو شہریار ایران "بہمن" نے

سندھ کو بھی فتح کیا۔ اس زمانہ میں پنجاب کا سارا خطہ سندھ میں شامل تھا۔ ایرانیوں کا تسلط کیخسرو کے عہد یعنی سوا پانچ سو سال قبل مسیح تک مسلسل قائم رہا۔ اس دور میں اُوچ اسی نام سے مشہور اور زرخیز علاقوں میں شمار ہوتا تھا۔ راجہ کہتھکا کی حکومت میں اُوچ بڑے جوبن پر تھا۔ یہ راجہ "توچاری خاندان" سے تعلق رکھتا تھا۔ اسی خاندان کو بعض مؤرخین سے "تکشلا" کے نام سے ذکر کیا ہے۔ مشہور عالم تاریخ مقام ٹیکسلا اسی خاندان کے نام پر ہے جو تکشلا سے بگڑ کر ٹیکسلا بن گیا۔

سکندر اعظم نے جب دارائے عجم کا قصہ تمام کیا تو پھر اس نے مشرق کا رُخ کیا اور ۳۲۷ قبل مسیح افغانستان سے ہوتا ہوا سیدھا ٹیکسلا کا رُخ کیا اور توچاری خاندان کے راجہ سے تحفے وصول کرتا ہوا سندھ کی طرف آیا تو اُوچ کی زرخیزی اور خوش حالی دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ چنانچہ اس نے اس کے نام کے ساتھ اپنے نام کا اضافہ کر دیا اور اب اسے اسکالندہ اُوچ یا اسکندرہ اُوچ کہا جانے لگا اور بعد میں صرف "سکندرہ" مشہور ہو گیا اور تجارت کا بہت بڑا مرکز بن گیا۔

سکندر اعظم کی موت کے بعد جب ہندوستانی راجاؤں نے مقدونی کو معزول یا مقتول کیا اور خود ملک پر قابض ہو گئے تو پھر اوچ کے نام "اسکالندہ یا اسکندریہ" وغیرہ کے الفاظ کا خاتمہ ہو گیا اور اُوچ پھر اپنے قدیمی نام کی شان و شوکت حاصل کر گیا۔

سکندر اعظم کے ایک گورنر "سالیوکس" جو کہ فوجی جرنیل تھا اور بابل کا حکمران تھا نے مقدونی سرداروں کی قتل و غارت گری کا ہندو راجاؤں سے انتقام لینے کی خاطر سندھ اور پنجاب پر پوری قوت کے ساتھ حملہ کیا۔ اگرچہ چندر گپت کی فوجوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا مگر وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ اس فتح کے باوجود سالیوکس بھانپ گیا کہ وہ اس ملک پر اپنا انتقام برقرار نہیں رکھ سکے گا۔ لہٰذا اس نے چندر گپت سے مراسم قائم کر لئے اور یونان کے مشہور فلسفی "میگا تھینیس" کو چندر گپت کے دربار میں چھوڑا۔ یہی وہ مشہور فلسفی ہے جس نے سندھ کی تاریخ پر ایک بہترین کتاب لکھی۔ اس کتاب کا ذکر جناب مخدوم نواب مرید حسین صاحب قریشی ملتان نے مجھ سے کیا اور مرحوم مخدوم صاحب نے سید طاہر بن سید حسن کی تاریخ طاہری قلمی نسخہ کے وہ اوراق بھی دکھائے جن میں یونانی فلسفی کا اُوچ کی افادیت پر ایک مضمون کا تذکرہ ہے۔ سید طاہر ٹھٹھ (سندھ) کے رہنے والے تھے اور انہوں نے "تاریخ طاہری" ۱۰۳۰ ہجری المقدس میں لکھی۔

ملفوظات حضرت سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت اور انساب جلالیہ سید صفی الدین بخاریؒ اور دیوان سید شہاب الدین نہرا بخاری میں بھی اوچ کی قدامت اور افادیت کے روشن نشانات ملتے ہیں۔ مؤخر دونوں بزرگ انہی حضرت سید موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان ہیں جن کا مزار پُر انوار اے جی آفس لاہور کے بالمقابل ایڈورڈ روڈ پر زیارت گاہ ہر خاص و عام ہے اور محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ بخاری سادات بٹالہ وڈیرہ اسمٰعیل خان انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔

مسلمان حکمرانوں کے دور میں اُوچ کی طرف خاص طور پر توجہ دی گئی۔ سن ۶۲۳ھ میں سلطان ناصر الدین قباچہ نے اُوچ کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا اور قلعہ کی مرمت کرائی اور خوبصورت محل بھی تعمیر ہوئے۔ ایک عظیم الشان دارالعلوم اسلامیہ قائم کیا گیا۔ قطب کمال حضرت سید جلال بخاریؒ کی خانقاہ جلالیہ اوچ میں ایک عظیم اسلامی یونیورسٹی ثابت ہوئی، نہ صرف برصغیر بلکہ دیگر اسلامی ممالک کے ہزاروں طالب علم اس درسگاہ میں مختلف علوم و فنون کا درس حاصل کرتے تھے۔ اُوچ چونکہ پنجند کے کنارے ایک بندرگاہ کی حیثیت بھی رکھتا تھا۔ لہٰذا برصغیر کے فرزندان توحید جو بیت اللہ کا حج کرنے جاتے وہ پہلے اُوچ پہنچتے اور یہاں مختصر سے قیام کے بعد کشتیوں کے ذریعہ جدہ جاتے۔ گویا کہ اُوچ کو ہر لحاظ سے مذہبی، دینی اور تجارتی اہمیت حاصل ہو گئی۔ ہزاروں سال قبل کی تاریخ بدل گئی۔ دینی تاجداروں حسنی حسینی سادات عظام حضرت سید شیخ محمد غوث ہندگی گیلانی الحلبیؒ اور قطب الاقطاب مقبول بارگاہ رب باری حضرت سید جلال بخاری کے قیام سے یہ سرزمین مقدس ہو گئی۔ ہر دو خانوادوں کے اولیاء کرام نے کفرستان ہند میں دین اسلام کا ڈنکا بجایا اور یہ خطہ انہی ذوات مقدسہ کی بدولت اُوچ شریف کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

برصغیر کا کوئی کونہ ایسا نہیں جہاں پر اُوچ کے جلالیہ بخاریہ سلسلہ کے اولیاء کے مزارات نہ ہوں اور اُوچ کی یاد تازہ نہ کرتے ہوں۔

حضرت موج دریا بخاریؒ پر بعض مضامین

نمبر شمار	عنوان	حوالہ اخبار
۱۔	حضرت موج دریا بخاریؒ۔ چند حقائق	روزنامہ کوہستان لاہور ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۸ء
۲۔	دیارالاولیاء اوچ اور اسکی قدامت	روزنامہ نوائے وقت لاہور جنوری ۱۹۶۳ء
۳۔	حضرت موج دریا بخاریؒ۔ ایک فقید المثال عالم ایک عظیم اسلامی مبلغ	روزنامہ نوائے وقت لاہور ۲۵ جون ۱۹۷۰ء
۴۔	حضرت موج دریا بخاریؒ ایک صاحب کرامت بزرگ	روزنامہ جاوداں لاہور ۱۲ جون ۱۹۷۱ء
۵۔	حضرت موج دریا بخاریؒ اسکے خانوادے نے پورے برصغیر میں تبلیغ اسلام کی شمعیں روشن کیں۔	روزنامہ مساوات لاہور ۳۰ مئی ۱۹۷۲ء
۶۔	حضرت موج دریا بخاریؒ بسلسلہ بزرگانِ دین	روزنامہ سیاست لاہور ۱۰ مئی ۱۹۷۳ء
۷۔	حضرت موج دریا بخاریؒ۔ برصغیر پاک و ہند کے اولیاء میں آپ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔	روزنامہ مشرق لاہور ۱۷ مئی ۱۹۷۳ء
۸۔	حضرت موج دریا بخاریؒ۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم کو جب چتوڑ کی مہم درپیش آئی تو اس نے بھی آستانہ جلالیہ بخاریہ اوچ میں حاضری دی	روزنامہ سیاست لاہور ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۳ء

راقم الحروف کے مضامین کی یہ چند مثالیں ہیں اسکے علاوہ میرے مضامین کا سلسلہ مختلف جرائد میں موجود ہے۔

(۱) حضرت آدمؑ سے حضرت خاتم ﷺ کے شجرہ میں پشتوں کے اختلاف کے متعلق مع اضافے کے صفحہ 128 پر دیکھیں۔

شجرۂ نسب

امیر المومنین امام المتقین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

وصی رسول اللہ و خلیفہ بلا فصل

آپ ابوالبشر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کی اڑتالیسویں پشت سے ہیں۔ (۱)

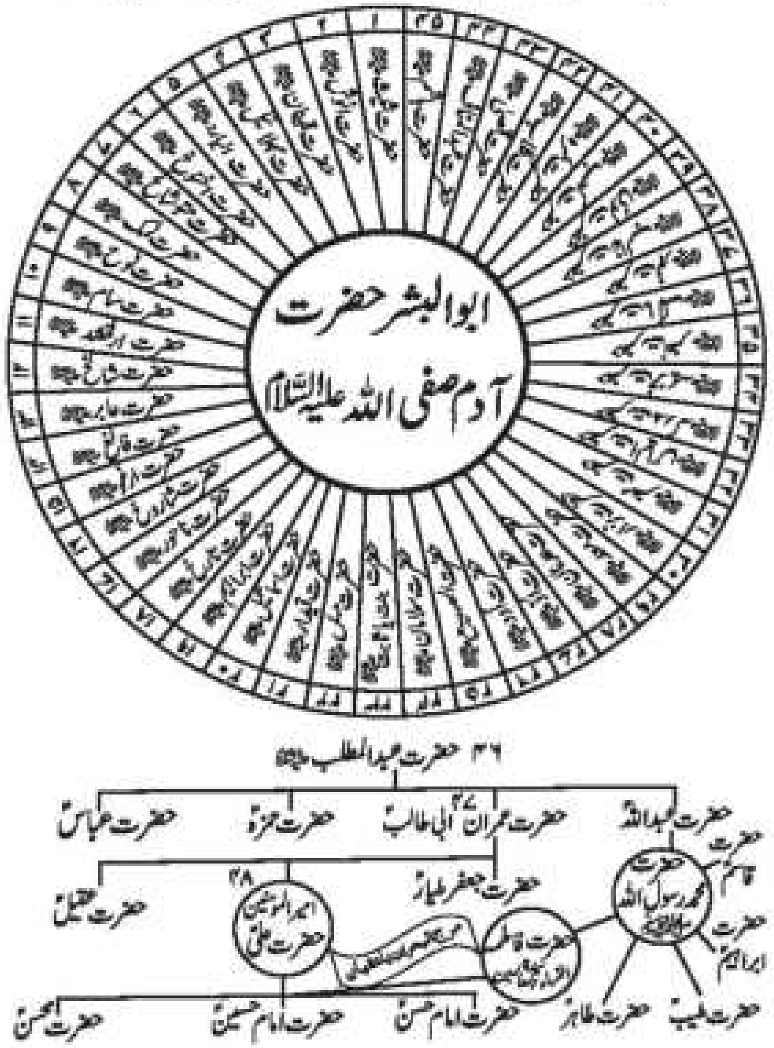

برصغیر پاک وہند میں بخاری سادات کے مورثِ اعلیٰ

قطب الاقطاب حضرت سیّد جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا

شجرۂ نسب

آپ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی سترھویں پشت سے ہیں

بخاری سادات بٹالہ وڈیرہ اسماعیل خان کے جدِ بزرگوار

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین

حضرت سیّد محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کا

شجرۂ نسب

آپ قطب الاقطاب حضرت سیّد جلال بخاریؒ کی نویں پشت سے ہیں

شجرۂ نسب

اولاد حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ

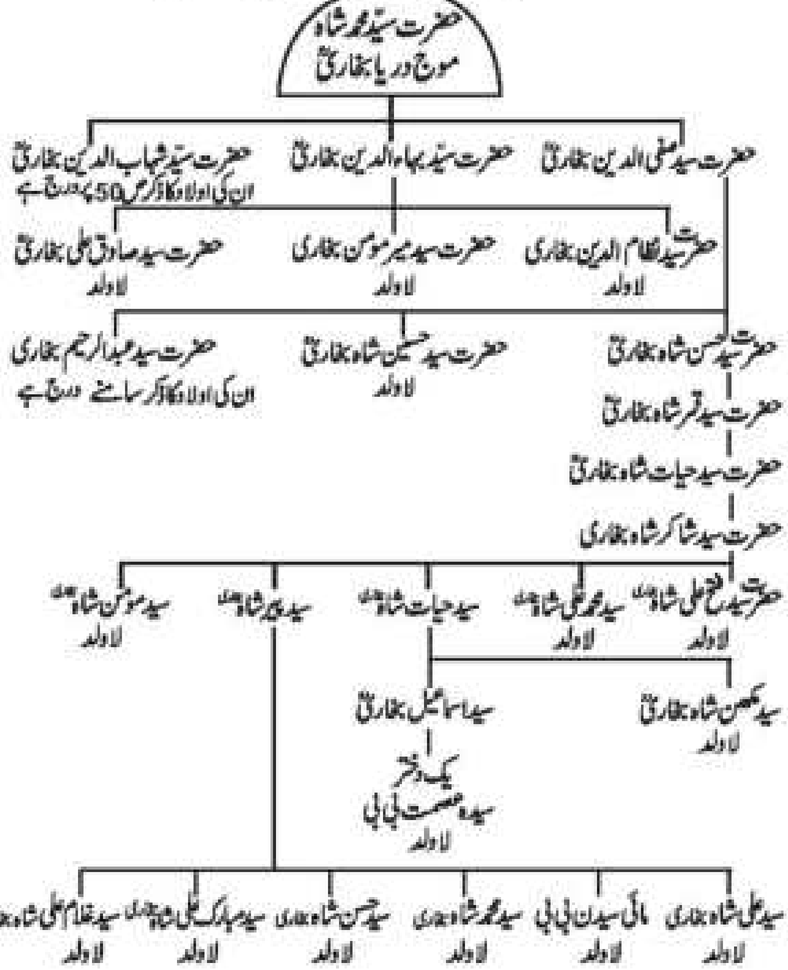

ذکر اولاد حضرت سیّد عبدالرحیمؒ بخاری بن صفی الدین بخاریؒ

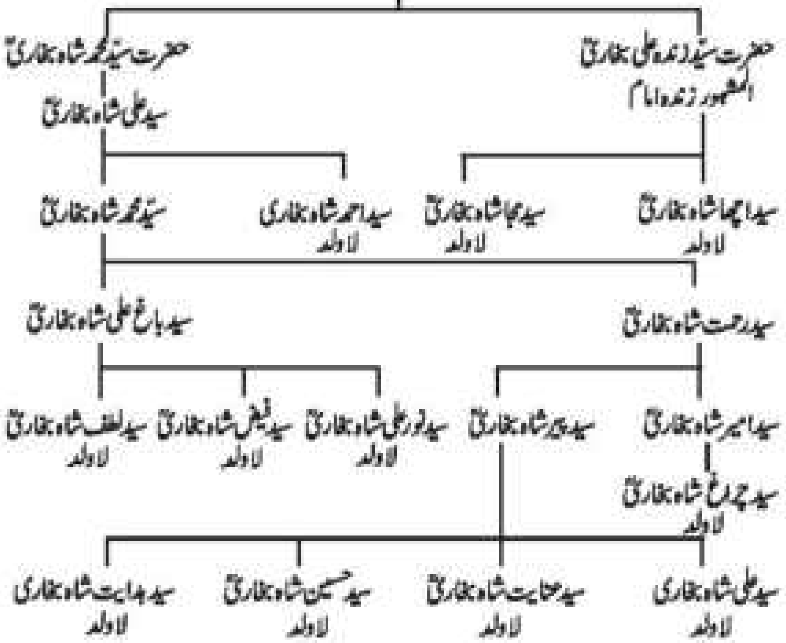

حضرت سید موج دریا بخاریؒ کے فرزندان سے حضرت سید بہاؤ الدین بخاریؒ
کی اولاد ۱۶۳۰ء میں ہی ختم ہوگئی جبکہ حضرت سید صفی الدین بخاری کی اولاد
کا سلسلہ ۱۸۲۴ء میں منقطع ہوا۔ اب آپ کے تیسرے فرزند حضرت
سید شہاب الدین بخاریؒ المشہور رنہرا پاک بخاری کی اولاد
سے ہی آپ کا سلسلہ نسب بفضل خدا قائم چلا آرہا ہے
جو بخاری سادات بٹالہ و ڈیرہ اسمٰعیل خان ہیں۔
اللہ تعالٰی انہیں معزز اور باوقار رکھے۔
الٰہی آمین بحق معصومینؑ

ذکر اولاد حضرت سیّد شہاب الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ولادت سنہ ۹۶۳ ہجری المقدس وفات ۱۱ ذی الحجہ ۱۰۴۱ ہجری المقدس

- حضرت سید محسن بخاری
  لاولد
- حضرت سید مصطفیٰ بخاری
  - حضرت سید فتح علی شاہ بخاری
    مزار واقع امرتسر (انڈیا)
    - حضرت سید مشک علی شاہ بخاری
      ان کی اولاد کا ذکر سامنے درج ہے
    - حضرت سیّد طلحہ بخاری
      الملقب بہ زندہ نوری
      صفحہ نمبر 66 پر

اب حضرت سیّد مشک علی شاہ بخاریؒ کی اولاد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت سیّد مشک علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

- سید بیدار شاہ بخاری
  لاولد
- سید شاہ غوث بخاری
  - سید حیدر شاہ بخاری
    صفحہ نمبر 51 پر
  - سید حیات شاہ بخاری
    صفحہ نمبر 58 پر
  - سید باغ علی شاہ بخاری
    صفحہ نمبر 63 پر
- سید بخاری شاہ
  لاولد
- سید چراغ شاہ بخاری
  - سید روشن علی بخاری
    لاولد
- سید دائم شاہ بخاری
  - سید خورد علی شاہ بخاری
    الملقب فرخ علی شاہ
    صفحہ نمبر 64 پر
  - سید رنگ علی شاہ بخاری
    لاولد
  - سید رسول شاہ بخاری
    صفحہ نمبر 65 پر

1۔ آگے صفحات پر سید حیدر شاہ بخاری، سید حیات شاہ بخاری، سید باغ علی شاہ بخاری برادران حقیقی بن سید شاہ محمد غوث بخاری اور سید فرخ علی شاہ بخاری، سید رسول شاہ بخاری برادران حقیقی بن سید دائم شاہ بخاری کی اولاد کا بالترتیب ذکر کیا گیا ہے۔

ذکراولاد حضرت سیّد حیدر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

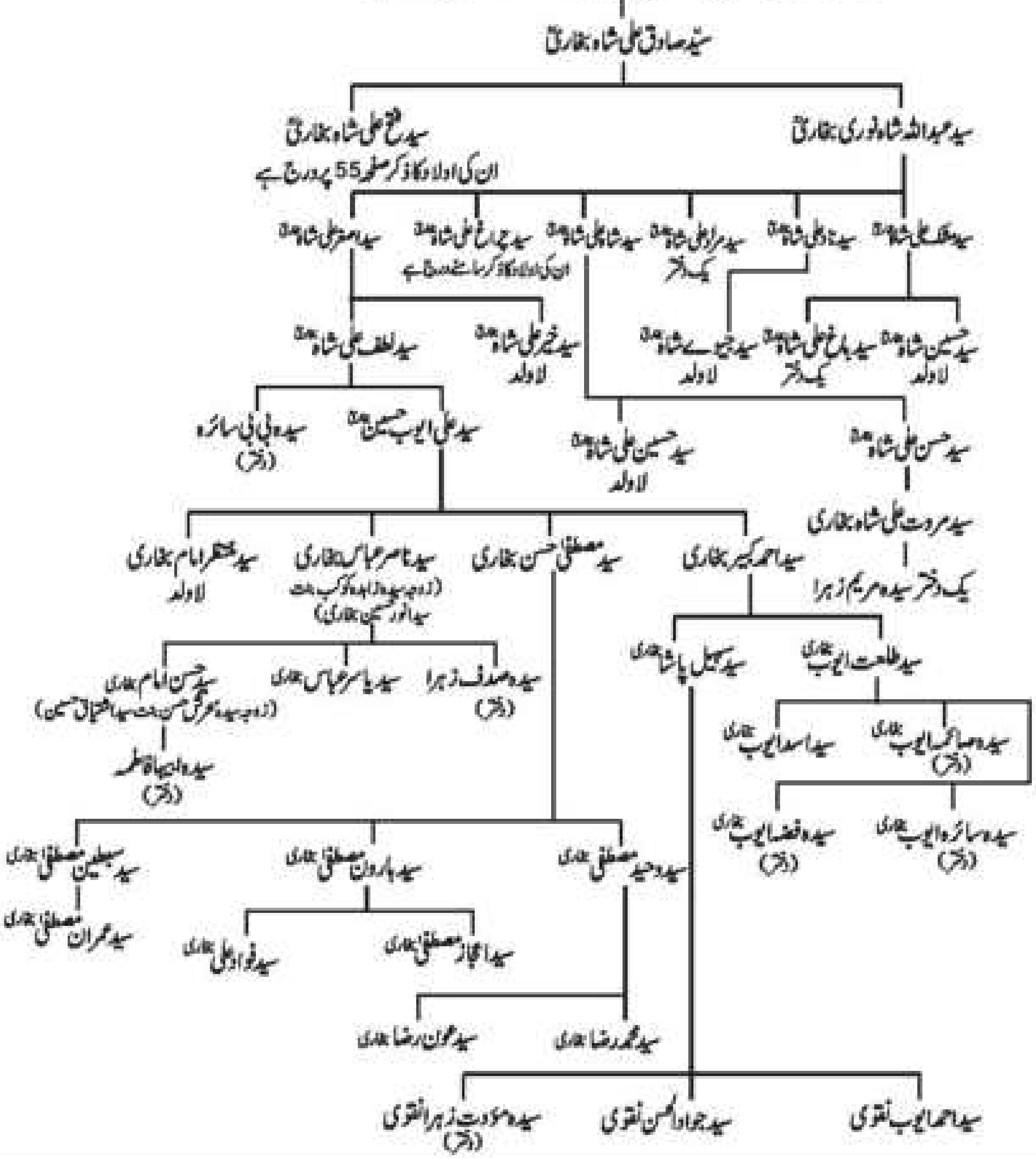

ذکراولاد سید چراغ علی شاہ بخاریؒ

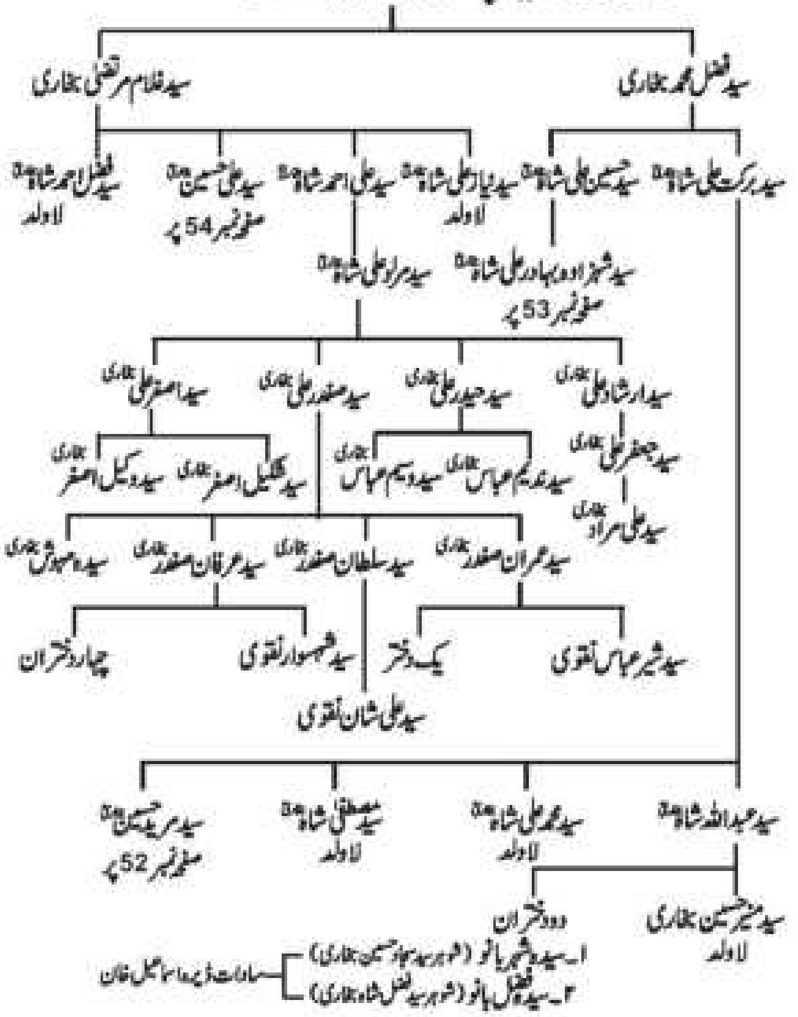

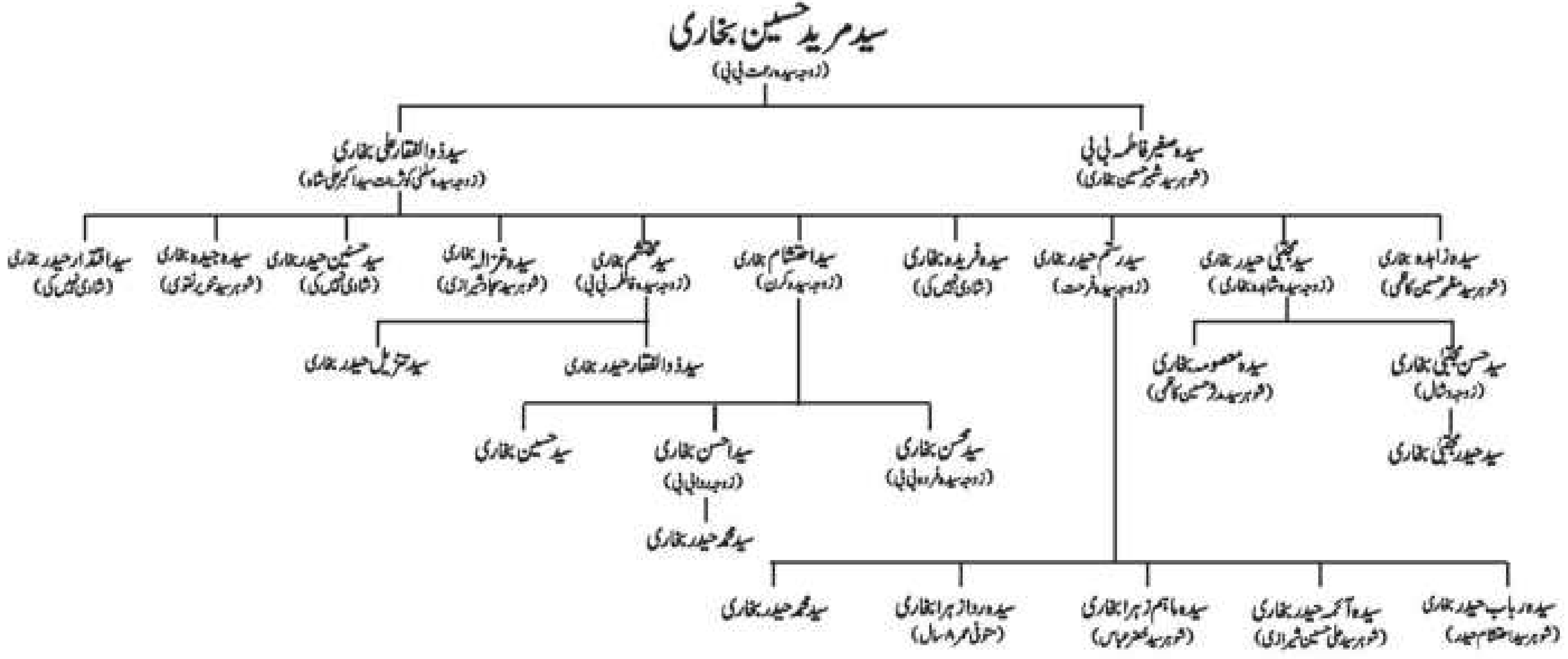
سید مرید حسین بخاری
(زوجہ سیدہ رحمت بی بی)
سید ذوالفقار علی بخاری
سیدہ صغیرہ فاطمہ بی بی
(شوہر سید شبیر حسین بخاری)
سید اقتدار حیدر بخاری
(شادی نہیں کی)
سیدہ حمیدہ بخاری
(شوہر سید تنویر نقوی)
سید حسنین حیدر بخاری
(شادی نہیں کی)
سیدہ غزالہ بخاری
(شوہر سید سجاد شیرازی)
سید کاظم بخاری
(زوجہ سیدہ فاطمہ بی بی)
سید احتشام بخاری
(زوجہ سیدہ کرن)
سیدہ فریدہ بخاری
(شادی نہیں کی)
سید رستم حیدر بخاری
(زوجہ سیدہ فرحت)
سید مجتبیٰ حیدر بخاری
(زوجہ سیدہ شاہدہ بخاری)
سیدہ زاہدہ بخاری
(شوہر سید مظہر حسین کاظمی)
سید تنزیل حیدر بخاری
سید ذوالفقار حیدر بخاری
سیدہ معصومہ بخاری
سید حسن مجتبیٰ بخاری
سید حیدر مجتبیٰ بخاری
سید حسنین بخاری
سید احسن بخاری
سید محمد حیدر بخاری
سید محسن بخاری
سید محمد حیدر بخاری
سیدہ ردا زہرا بخاری
سیدہ ماہم زہرا بخاری
سیدہ آمنہ حیدر بخاری
(شوہر سید علی حسین شیرازی)
سیدہ رباب حیدر بخاری
(شوہر سید احتشام حیدر)

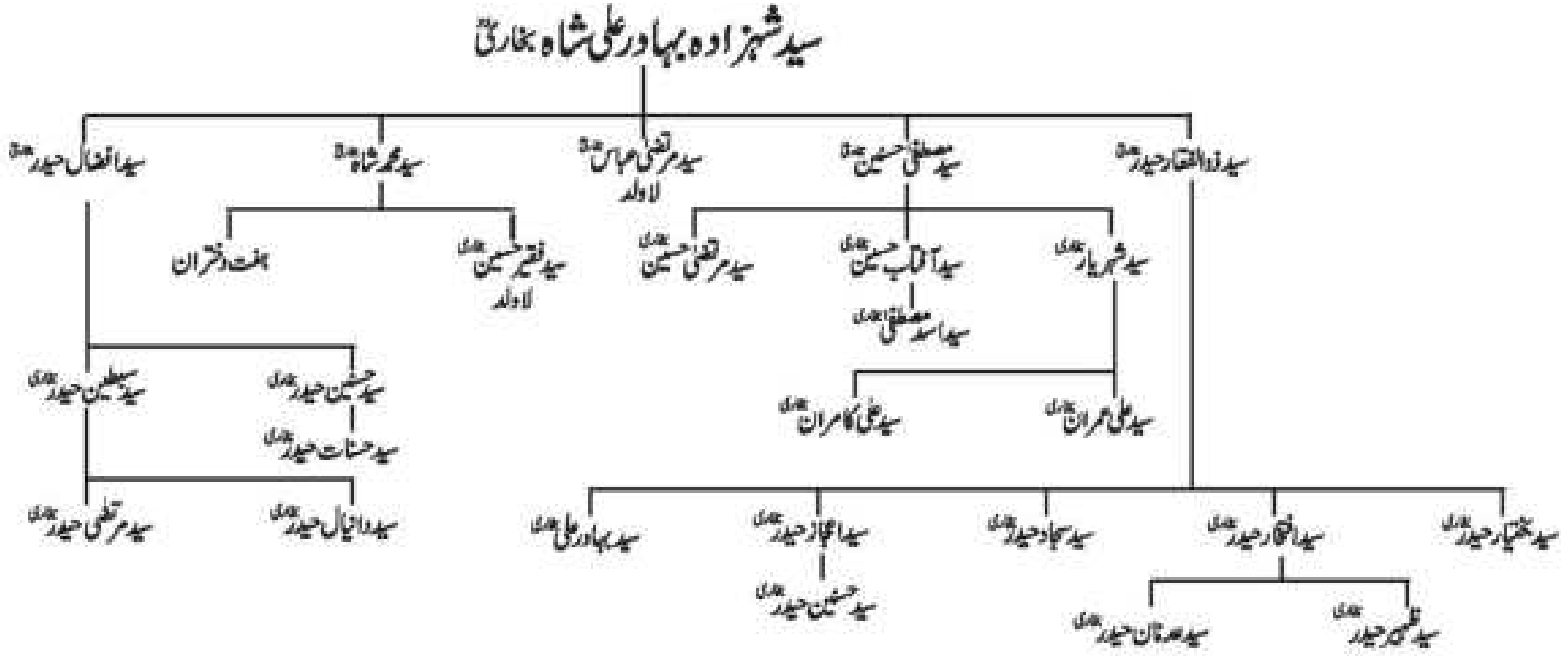
سید شہزادہ بہادر علی شاہ بخاریؒ
سید ذوالفقار حیدرؒ
سید مصطفیٰ حسینؒ
سید مرتضیٰ عباسؒ
لاولد
سید محمد شاہؒ
سید افضال حیدرؒ
سید شہریار بخاری
سید آفتاب حسین بخاری
سید مرتضیٰ حسین بخاری
سید نصیر حسین بخاری
لاولد
ہفت دختران
سید اسد مصطفیٰ بخاری
سید علی عمران بخاری
سید علی کامران بخاری
سید حسنین حیدر بخاری
سید حسنات حیدر بخاری
سید سبطین حیدر بخاری
سید دانیال حیدر بخاری
سید مرتضیٰ حیدر بخاری
سید اختیار حیدر بخاری
سید افتخار حیدر بخاری
سید سجاد حیدر بخاری
سید اعجاز حیدر بخاری
سید بہادر علی بخاری
سید حسنین حیدر بخاری
سید ظہیر حیدر بخاری
سید عدنان حیدر بخاری

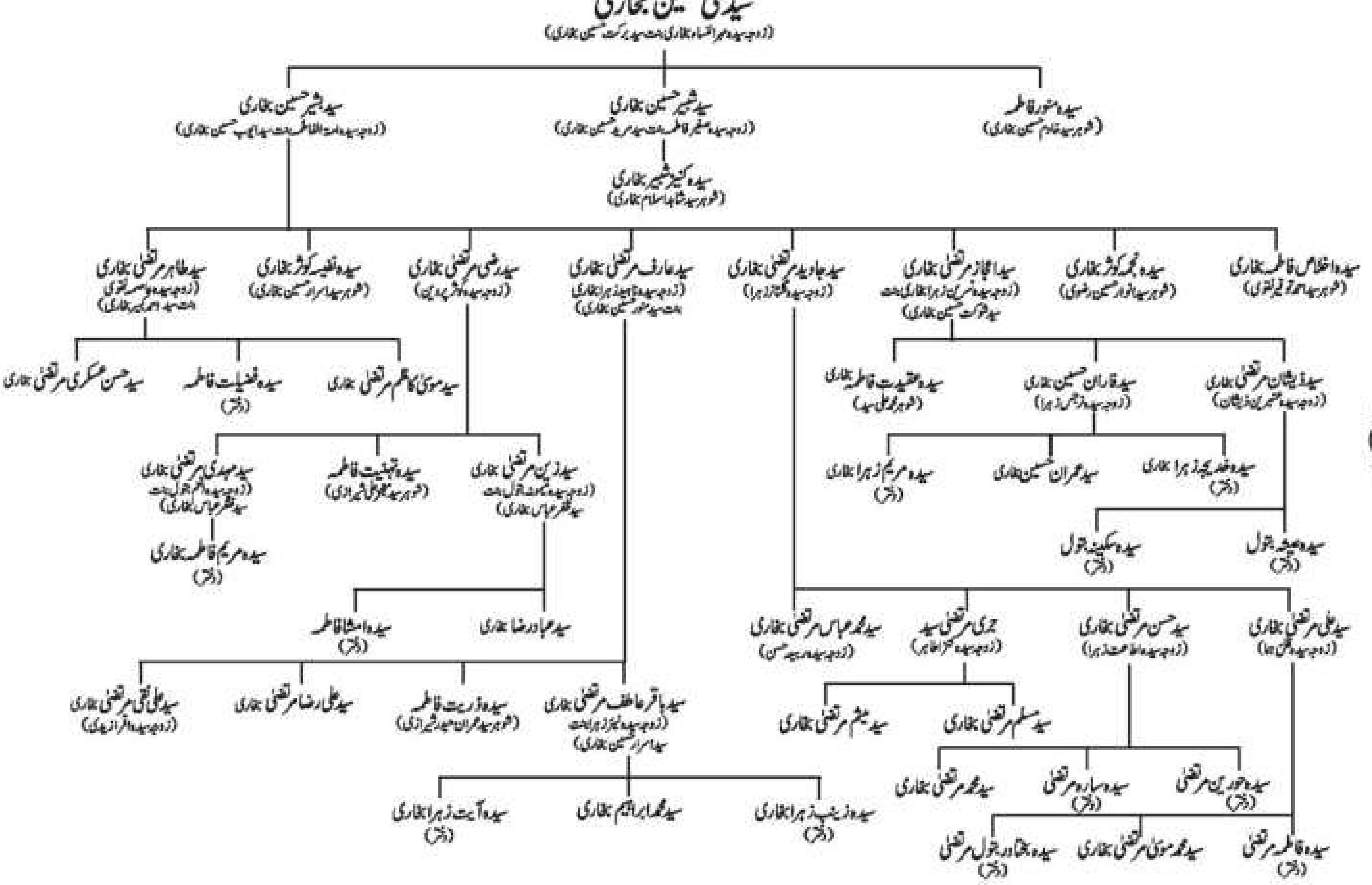
سید علی حسین بخاری
سید بشیر حسین بخاری
سید شبیر حسین بخاری
سیدہ منور فاطمہ
(شوہر سید غلام حسین بخاری)
سیدہ کنیز شبیر بخاری
(شوہر سید شاہد اسلام بخاری)
سید طاہر مرتضیٰ بخاری
سیدہ نفیسہ کوثر بخاری
(شوہر سید اسرار حسین بخاری)
سید رضی مرتضیٰ بخاری
سید عارف مرتضیٰ بخاری
سید جاوید مرتضیٰ بخاری
سید اعجاز مرتضیٰ بخاری
سیدہ نجمہ کوثر بخاری
(شوہر سید انوار حسین رضوی)
سیدہ اخلاص فاطمہ بخاری
سید حسن عسکری مرتضیٰ بخاری
سیدہ فضیلت فاطمہ
(دختر)
سید موسیٰ کاظم مرتضیٰ بخاری
سید مہدی مرتضیٰ بخاری
سیدہ تجلیت فاطمہ
سید زین مرتضیٰ بخاری
سیدہ مریم فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ امشا فاطمہ
(دختر)
سید عباد رضا بخاری
سید علی نقی مرتضیٰ بخاری
سید علی رضا مرتضیٰ بخاری
سیدہ ذریت فاطمہ
سید باقر عاطف مرتضیٰ بخاری
سیدہ آیت زہرا بخاری
(دختر)
سید محمد ابراہیم بخاری
سیدہ زینب زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ عقیدت فاطمہ بخاری
سید فاران حسین بخاری
سید ذیشان مرتضیٰ بخاری
سیدہ مریم زہرا بخاری
(دختر)
سید عمران حسین بخاری
سیدہ خدیجہ زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ سکینہ بتول
(دختر)
(دختر)
سید محمد عباس مرتضیٰ بخاری
جری مرتضیٰ سید
سید حسن مرتضیٰ بخاری
سید علی مرتضیٰ بخاری
سید میثم مرتضیٰ بخاری
سید مسلم مرتضیٰ بخاری
سید محمد مرتضیٰ بخاری
سیدہ سارہ مرتضیٰ
(دختر)
سیدہ حورین مرتضیٰ
(دختر)
(دختر)
سید محمد موسیٰ مرتضیٰ بخاری
سیدہ فاطمہ مرتضیٰ
(دختر)

ذکر اولاد سیّد فتح علی شاہؒ برادر حقیقی سیّد عبداللہ شاہ نوریؒ

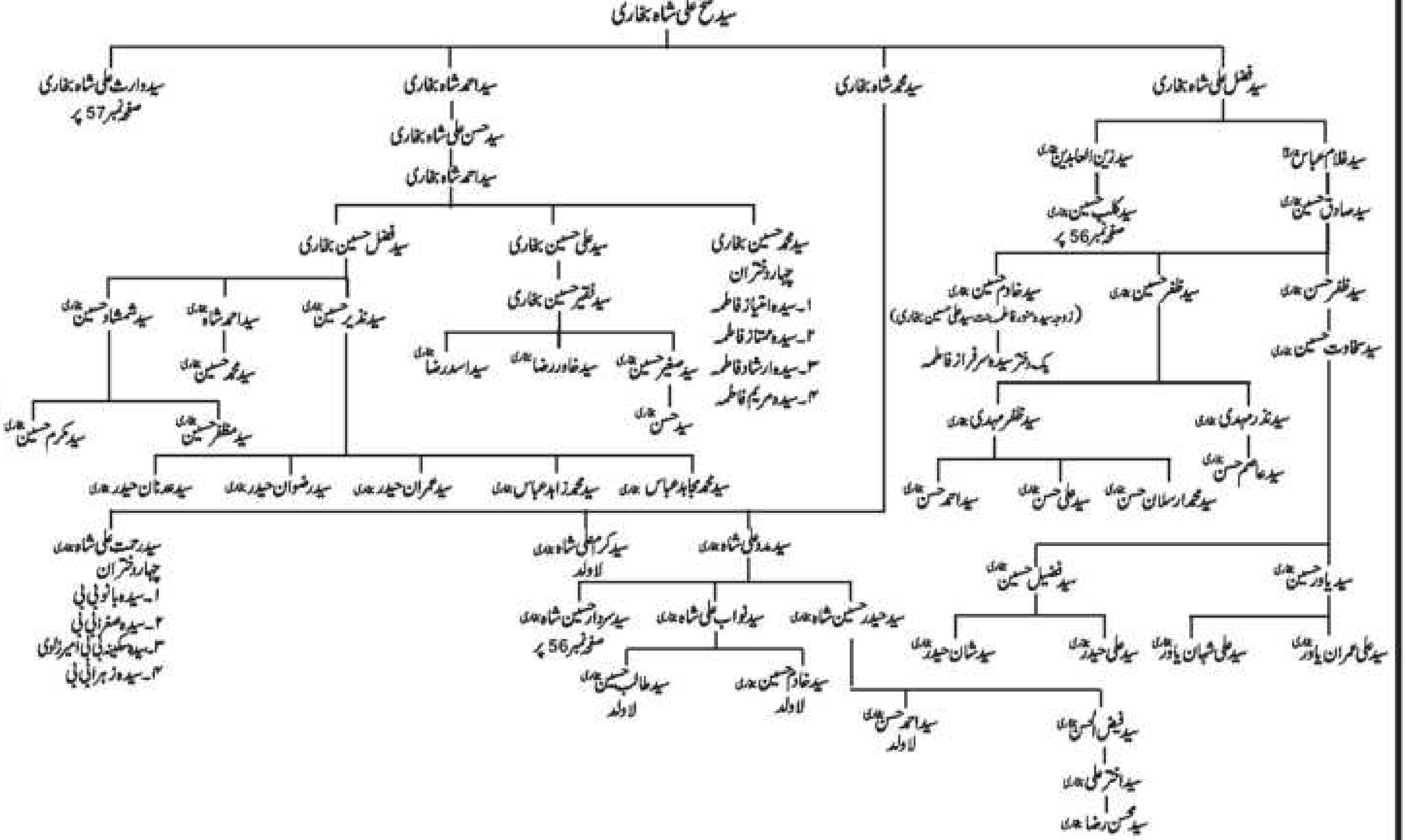

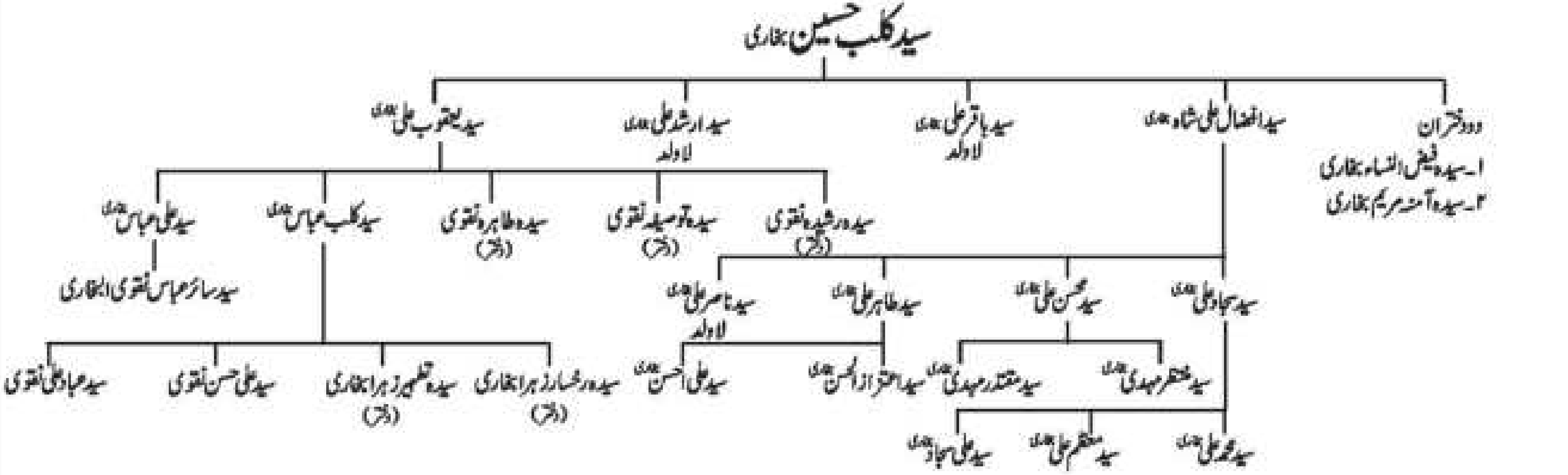
سید کلب حسین بخاری
سید یعقوب علی بخاری
سید ارشد علی بخاری
لاولد
سید باقر علی بخاری
لاولد
سید افضال علی شاہ بخاری
دو دختران
۱۔ سیدہ فیض النساء بخاری
۲۔ سیدہ آمنہ مریم بخاری
سید علی عباس بخاری
سید کلب عباس بخاری
سیدہ طاہرہ نقوی
(دختر)
سیدہ توصیف نقوی
(دختر)
سیدہ رشیدہ نقوی
(دختر)
سید سائر عباس نقوی البخاری
سید عباد علی نقوی
سید علی حسن نقوی
سیدہ تطہیر زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ رخسار زہرا بخاری
(دختر)
سید ناصر علی بخاری
لاولد
سید طاہر علی بخاری
سید محسن علی بخاری
سید سجاد علی بخاری
سید علی احسن بخاری
سید اعتزاز الحسن بخاری
سید مقتدر مہدی بخاری
سید مظفر مہدی بخاری
سید علی سجاد بخاری
سید معظم علی بخاری
سید محمد علی بخاری

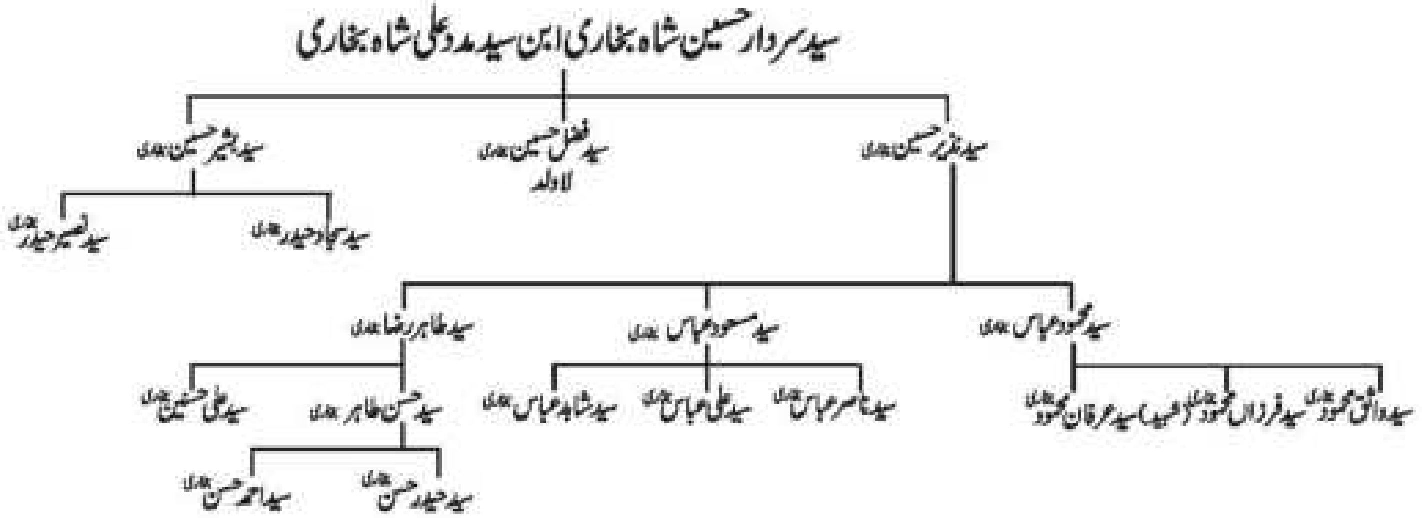
سید سردار حسین شاہ بخاری ابن سید مدد علی شاہ بخاری
سید بشیر حسین بخاری
سید فضل حسین بخاری
لاولد
سید نذر حسین بخاری
سید نصیر حیدر بخاری
سید سجاد حیدر بخاری
سید طاہر رضا بخاری
سید مسعود عباس بخاری
سید محمود عباس بخاری
سید علی حسنین بخاری
سید حسن طاہر بخاری
سید شاہد عباس بخاری
سید علی عباس بخاری
سید ناصر عباس بخاری
سید عرفان محمود بخاری
سید فراز محمود بخاری (شہید)
سید واثق محمود بخاری
سید احمد حسن بخاری
سید حیدر حسن بخاری

سیدوارث علی شاہ بخاری ابن سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ

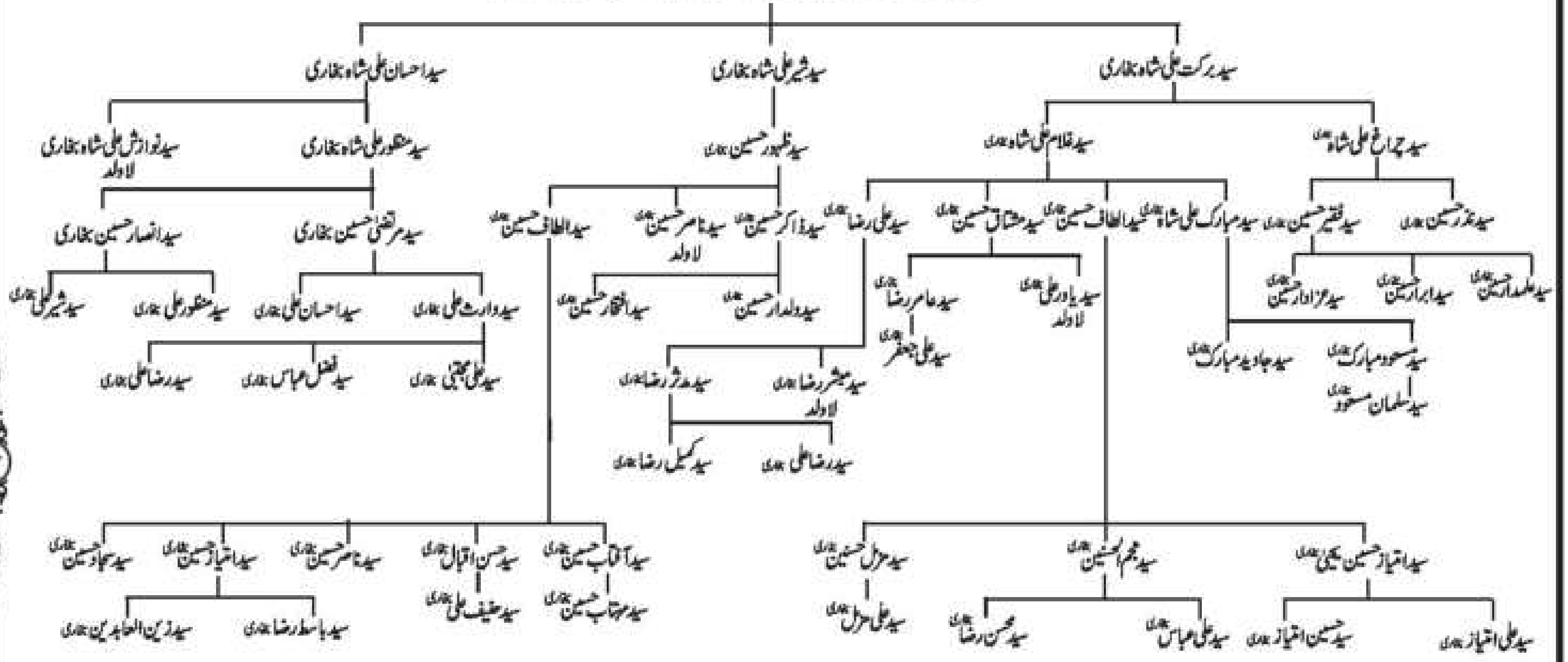

احوال اولاد حضرت سیّد حیدر شاہ بخاری ختم ہوا۔

اب آپ کے برادرِ حقیقی سید حیات شاہ بخاری کی اولاد

کا ذکر شروع ہوتا ہے۔

ذکر اولاد سیّد حیات شاہ بخاریؒ برادر حقیقی سیّد حیدر شاہ بخاریؒ

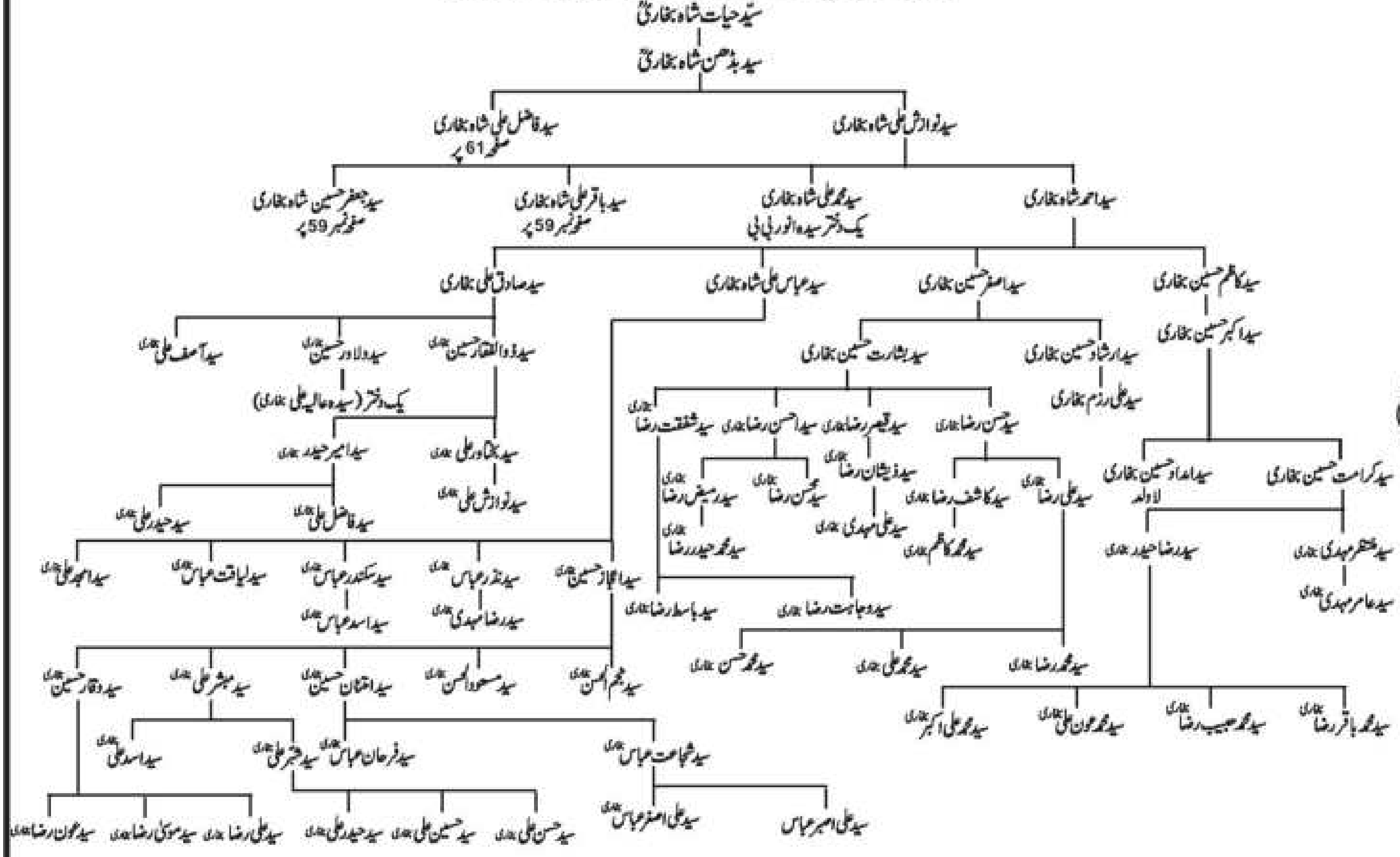

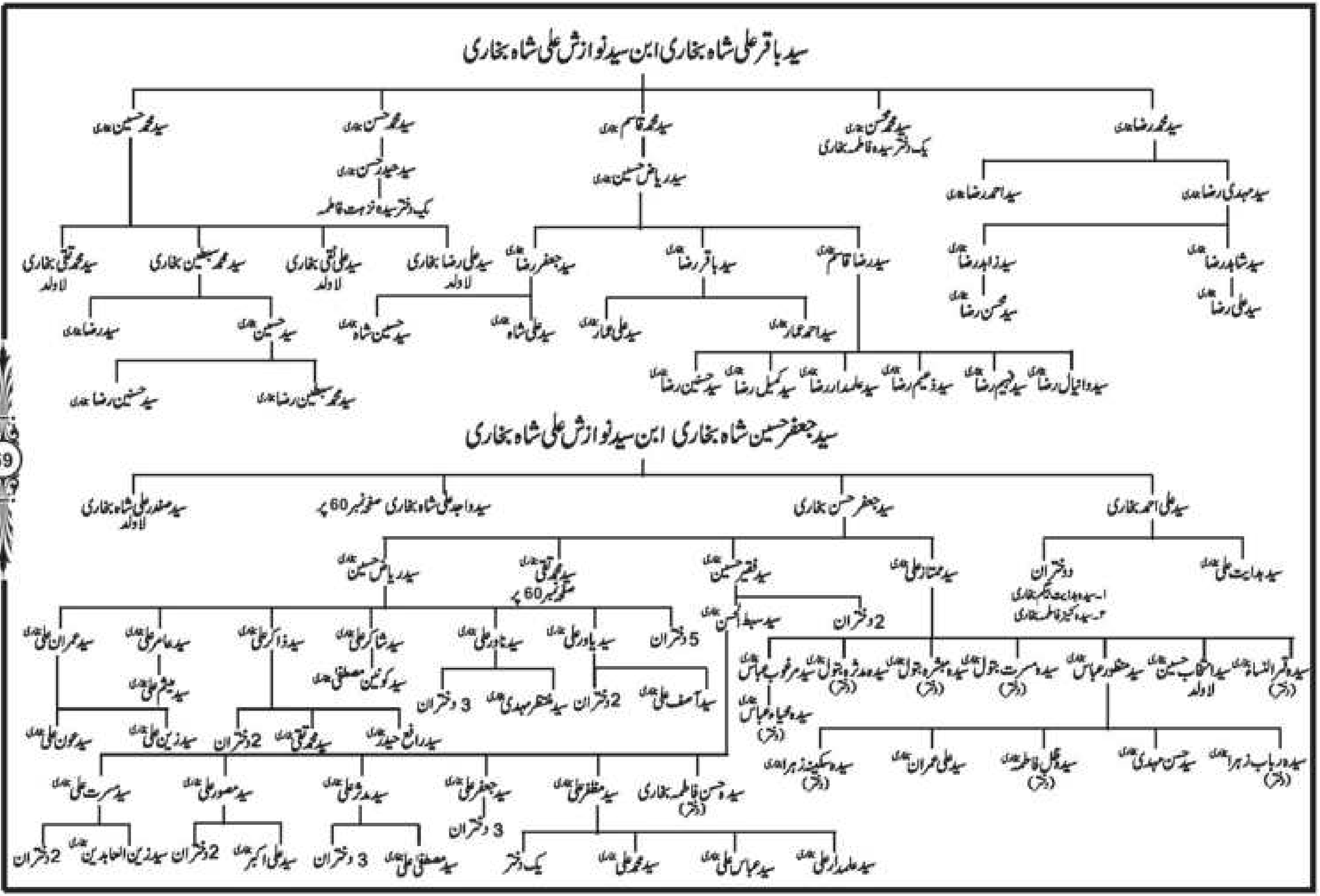
سید باقر علی شاہ بخاری ابن سید نوازش علی شاہ بخاری
سید محمد رضا بخاری
سید محمد محسن بخاری
یک دختر سیدہ فاطمہ بخاری
سید محمد قاسم بخاری
سید ریاض حسین بخاری
سید محمد حسن بخاری
سید حیدر حسن بخاری
یک دختر سیدہ نزہت فاطمہ
سید محمد حسین بخاری
سید احمد رضا بخاری
سید مہدی رضا بخاری
سید زاہد رضا بخاری
سید محسن رضا بخاری
سید شاہد رضا بخاری
سید علی رضا بخاری
سید رضا قاسم بخاری
سید باقر رضا بخاری
سید جعفر رضا بخاری
سید علی رضا بخاری
لاولد
سید علی تقی بخاری
لاولد
سید محمد سبطین بخاری
سید محمد تقی بخاری
لاولد
سید حسین شاہ بخاری
سید علی شاہ بخاری
سید علی عمار بخاری
سید احمد عمار بخاری
سید رضا بخاری
سید حسین بخاری
سید حسنین رضا بخاری
سید محمد سبطین رضا بخاری
سید دانیال رضا بخاری
سید فہیم رضا بخاری
سید ذیم رضا بخاری
سید علمدار رضا بخاری
سید کمیل رضا بخاری
سید حسنین رضا بخاری
سید جعفر حسین شاہ بخاری ابن سید نوازش علی شاہ بخاری
سید علی احمد بخاری
سید جعفر حسن بخاری
سید واجد علی شاہ بخاری صفحہ نمبر 60 پر
سید صفدر علی شاہ بخاری
لاولد
سید ہدایت علی بخاری
دو دختران
ا۔ سیدہ ہدایت بیگم بخاری
ب۔ سیدہ کنیز فاطمہ بخاری
سید ممتاز علی بخاری
سید فقیر حسین بخاری
سید محمد تقی بخاری
صفحہ نمبر 60 پر
سید ریاض حسین بخاری
سید سبط الحسن بخاری
2 دختران
سیدہ قمر النساء بخاری
(دختر)
سید انتخاب حسین بخاری
لاولد
سید منظور عباس بخاری
سیدہ مسرت بتول بخاری
(دختر)
سیدہ بشریٰ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ عذرا بتول بخاری
(دختر)
سید مرغوب عباس بخاری
سیدہ عظمیٰ عباس بخاری
(دختر)
سیدہ رباب زہرا بخاری
(دختر)
سید حسن مہدی بخاری
سیدہ گل فاطمہ بخاری
(دختر)
سید علی عمران بخاری
سیدہ سکینہ زہرا بخاری
(دختر)
5 دختران
سید یاور علی بخاری
سید ناصر علی بخاری
سید شاکر علی بخاری
سید ذاکر علی بخاری
سید عامر علی بخاری
سید عمران علی بخاری
سید آصف علی بخاری
2 دختران
سید مظفر مہدی بخاری
3 دختران
سید کونین مصطفیٰ بخاری
سید میثم علی بخاری
سید رافع حیدر بخاری
سید محمد تقی بخاری
2 دختران
سید زین علی بخاری
سید عون علی بخاری
سیدہ حسن فاطمہ بخاری
(دختر)
سید مظفر علی بخاری
سید جعفر علی بخاری
3 دختران
سید مدثر علی بخاری
سید منصور علی بخاری
سید مسرت علی بخاری
سید علمدار علی بخاری
سید عباس علی بخاری
سید محمد علی بخاری
یک دختر
سید مصطفیٰ علی بخاری
3 دختران
سید علی اکبر بخاری
2 دختران
سید زین العابدین بخاری
2 دختران

سید واجد علی بخاری ابن سید جعفر حسین بخاری ابن سید نوازش علی بخاری

- سید اسد علی بخاری
  - سید مجاہد علی بخاری
    - سید میثم مجاہد بخاری
    - سید عمار مجاہد بخاری
    - سید ذوہیب مجاہد بخاری
  - سید زاہد علی بخاری
    - سید علی سکندر بخاری
    - سید علی دبیر بخاری
  - سید عرفان عباس بخاری
  - سید احسان عباس بخاری
    - سید حسن اسد علی بخاری
  - سید شاہد علی بخاری
    - سید محمد علی بخاری
  - سید شجاعت علی بخاری
- سید آصف علی بخاری
  لاولد
- سید عارف علی بخاری
  - سید خرم عباس بخاری
- سید حسین مجتبیٰ بخاری
  - سید تاثیر رضا بخاری
  - سید توصیف رضا بخاری
- سید حسن مجتبیٰ بخاری
  - سید ذوہیب حسن بخاری
- سید ذوالفقار علی بخاری
  - سید ہارون موسیٰ عباس علی
- سید نیر علی بخاری
  - سید شاکر عباس بخاری
  - سید علی حیدر بخاری

سید محمد تقی بخاری ابن سید جعفر حسن بخاری ابن سید جعفر حسین بخاری

- سیدہ انور زہرا بخاری (دختر)
- سید سرفراز مہدی بخاری
  - سید وقار مہدی بخاری
    - سید محمد علی اصغر بخاری
    - سید علی امام بخاری
  - سید تراب مہدی بخاری
    - سید علی مہدی بخاری
    - سید محب مہدی بخاری
    - سید رضا مہدی بخاری
  - سید سجاد مہدی بخاری
    - سید محمد ادہم مہدی بخاری
- سید حیدر مہدی بخاری
  - سید علی عمران مہدی بخاری
  - سید قاسم مہدی بخاری
- سیدہ صدف زہرا بخاری (دختر)
- سید جعفر مہدی بخاری
  - سیدہ تطہیر زہرا بخاری (دختر)
- سید باقر مہدی بخاری
  - سیدہ راحت زہرا بخاری (دختر)
  - سیدہ مریم زہرا بخاری (دختر)
  - سیدہ بتول زہرا بخاری (دختر)
- سیدہ کوثر زہرا بخاری (دختر)
- سیدہ فاطمہ زہرا بخاری (دختر)
- سید ساجد مہدی بخاری
  - سیدہ انور زہرا بخاری (دختر)
  - سید محمد علی مہدی بخاری

ذکر اولاد سید فاضل علی شاہ بخاریؒ برادر سید نوازش علی شاہ بخاری

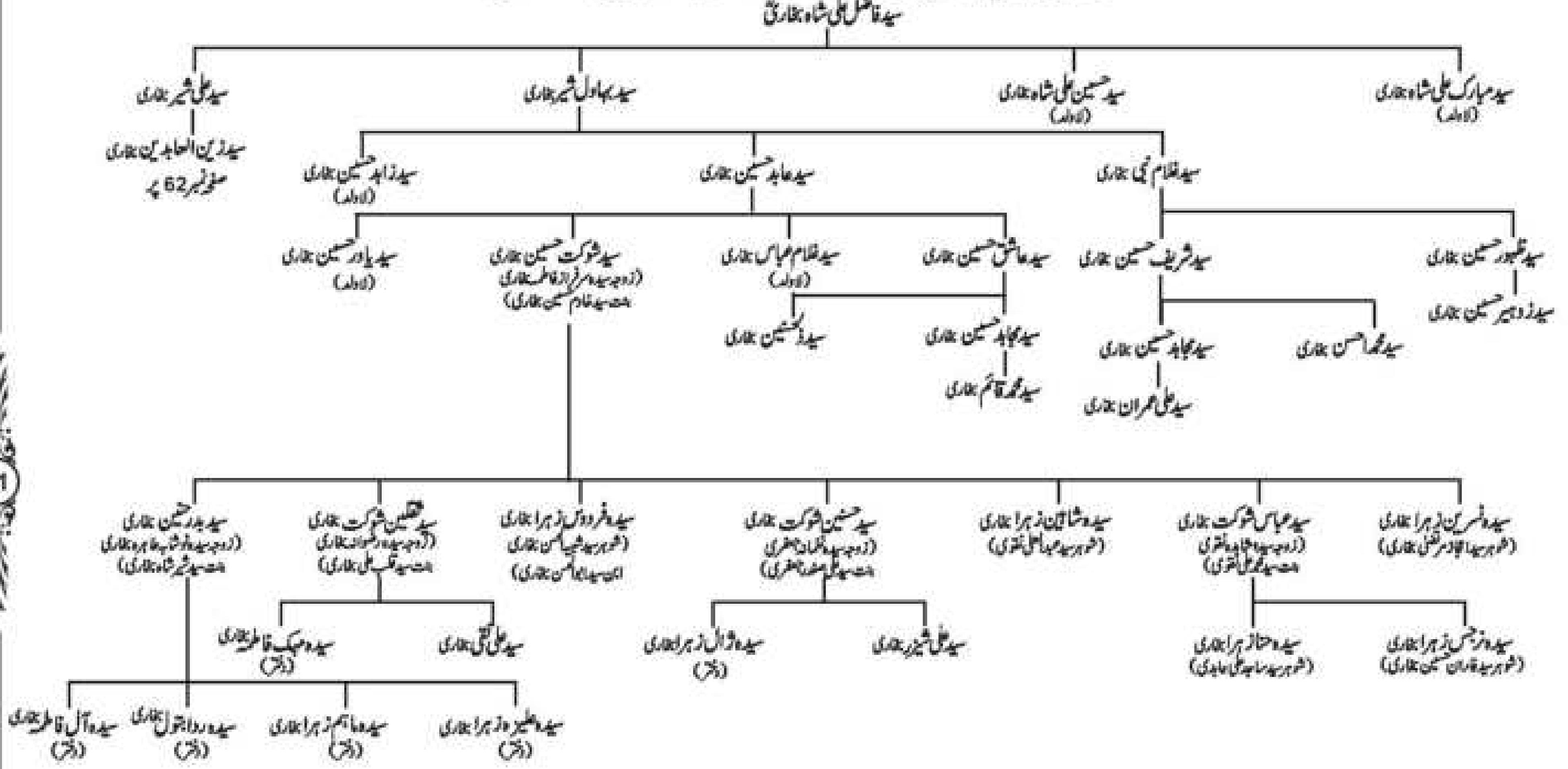

سید زین العابدین بخاری ابن سید علی شیر بخاری ابن سید فاضل شاہ بخاری

- سید سجاد حسین بخاری
  - سید بشیر حسین بخاری
    - سید مظفر علی بخاری
      - سید غضنفر امام بخاری
    - سید انتخاب حیدر بخاری
    - سید حسنین حیدر بخاری
      - سید علی مرتضیٰ بخاری
      - سید شبیہ الحسنین بخاری
      - سید نجم الحسنین بخاری
    - سید ثقلین حیدر بخاری
      - سید محمد عادل علی بخاری
    - سید سرفراز حیدر بخاری
      - سید میثم بخاری
      - سید قنبر علی بخاری
  - سید امداد حسین بخاری
    - سید ظفر عباس بخاری
      - سید نیر عباس بخاری
- سید فقیر حسین بخاری
  - سید نجم الحسن بخاری
    - سیدہ یوسفہ زہرا بخاری (دختر)
    - سید حسن اختر بخاری
      - سیدہ مریم زہرا بخاری (دختر)
      - سید محمد علی بخاری
        - سیدہ طیبہ بتول (دختر)
        - سید قاسم علی بخاری
      - سید سفیر مہدی بخاری
      - سید حسن عسکری بخاری
    - سید حسن طاہر بخاری
      - سیدہ آسیہ زہرا (دختر) بخاری
      - سید ذیشان حیدر بخاری
      - سیدہ ماہ نور فاطمہ (دختر) بخاری
      - سید حسنین حیدر بخاری
    - سید حسن ناصر بخاری
      - سیدہ ماہ رخ فاطمہ (دختر)
    - سید حسن قیصر بخاری
      - سید حسن مصطفیٰ بخاری
      - سیدہ شہر بانو بخاری (دختر)
      - سید حسن مرتضیٰ بخاری
    - سیدہ عترت زہرا بخاری (دختر)
  - سیدہ رقیہ زہرا بخاری (دختر)
  - سید فیض الحسن بخاری
    - سید ہاشم رضا بخاری
      - سید علی رضا بخاری
      - سیدہ رباب زہرا بخاری (دختر)
  - سید محمود الحسن بخاری
    - سید محسن علی بخاری
    - سید حسن علی بخاری
    - سید احسن علی بخاری
    - سیدہ نفیسہ زہرا بخاری (دختر)
    - سیدہ تحریم زہرا بخاری (دختر)
    - سیدہ ممتاز زہرا بخاری (دختر)
  - سید مسعود الحسن بخاری
    - سید ضیغم عباس بخاری
      - سید مظہر عباس بخاری
      - سیدہ منال زہرا بخاری (دختر)
    - سید فخر عباس بخاری
      - سید حسین عباس بخاری
      - سیدہ مہرین فاطمہ بخاری (دختر)
    - سیدہ رقیہ بتول بخاری (دختر)
  - سید انوار الحسن بخاری
    - سید نثار مہدی بخاری
    - سیدہ تنویر بتول بخاری (دختر)
    - سید وقار مہدی بخاری
  - سید ظہور الحسن بخاری
- سید خادم حسین بخاری
  - سید محمد رضا بخاری
    - سید علی رضا بخاری
      - سید فخر امام بخاری
    - سید موسیٰ رضا بخاری (لاولد)
  - سید حسن عسکری بخاری
    - سید محمد فخر عباس بخاری
    - سید محمد قمر عباس بخاری
    - سید محمد علی عباس بخاری
    - سید محمد نذر عباس بخاری
  - سید باقر علی بخاری
    - سید علی حسن بخاری
      - سید محمد علی بخاری
      - سید محمد موسیٰ بخاری
      - سید محمد حسن بخاری
    - سید علی عابد بخاری
      - سید فقیر حسین بخاری
      - سید علی رضا بخاری

ذکر اولاد سید باغ علی شاہ بخاریؒ برادر حقیقی سید حیدر شاہ بخاریؒ و سید حیات شاہ بخاری پسران حضرت شاہ غوث بخاری بن سید مشک علی بخاریؒ

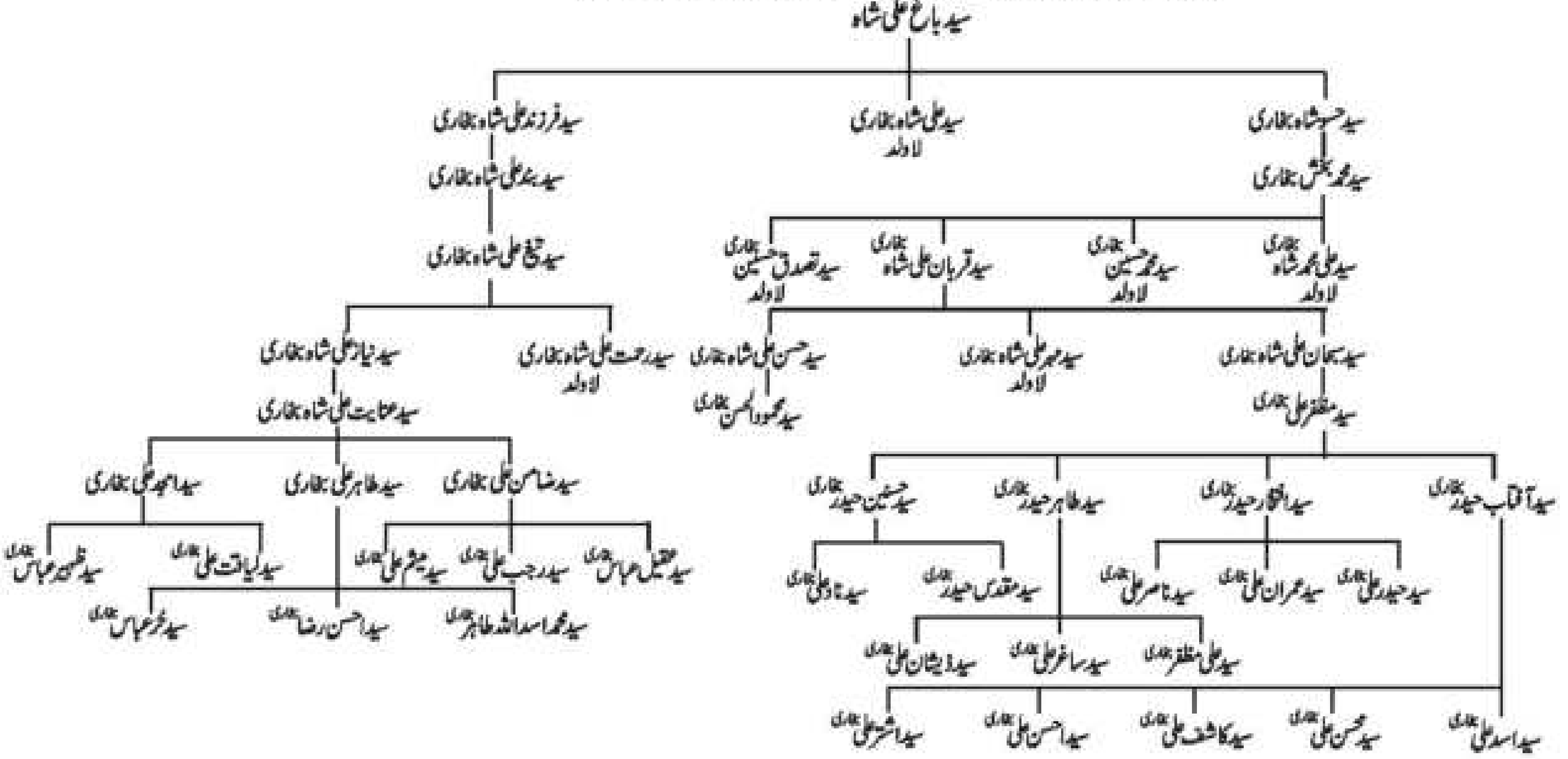

63

ذکر اولاد سیّد خود علی شاہ بخاریؒ ابن سیّد دائم شاہ بخاریؒ ابن حضرت سیّد مشک علی شاہ بخاریؒ

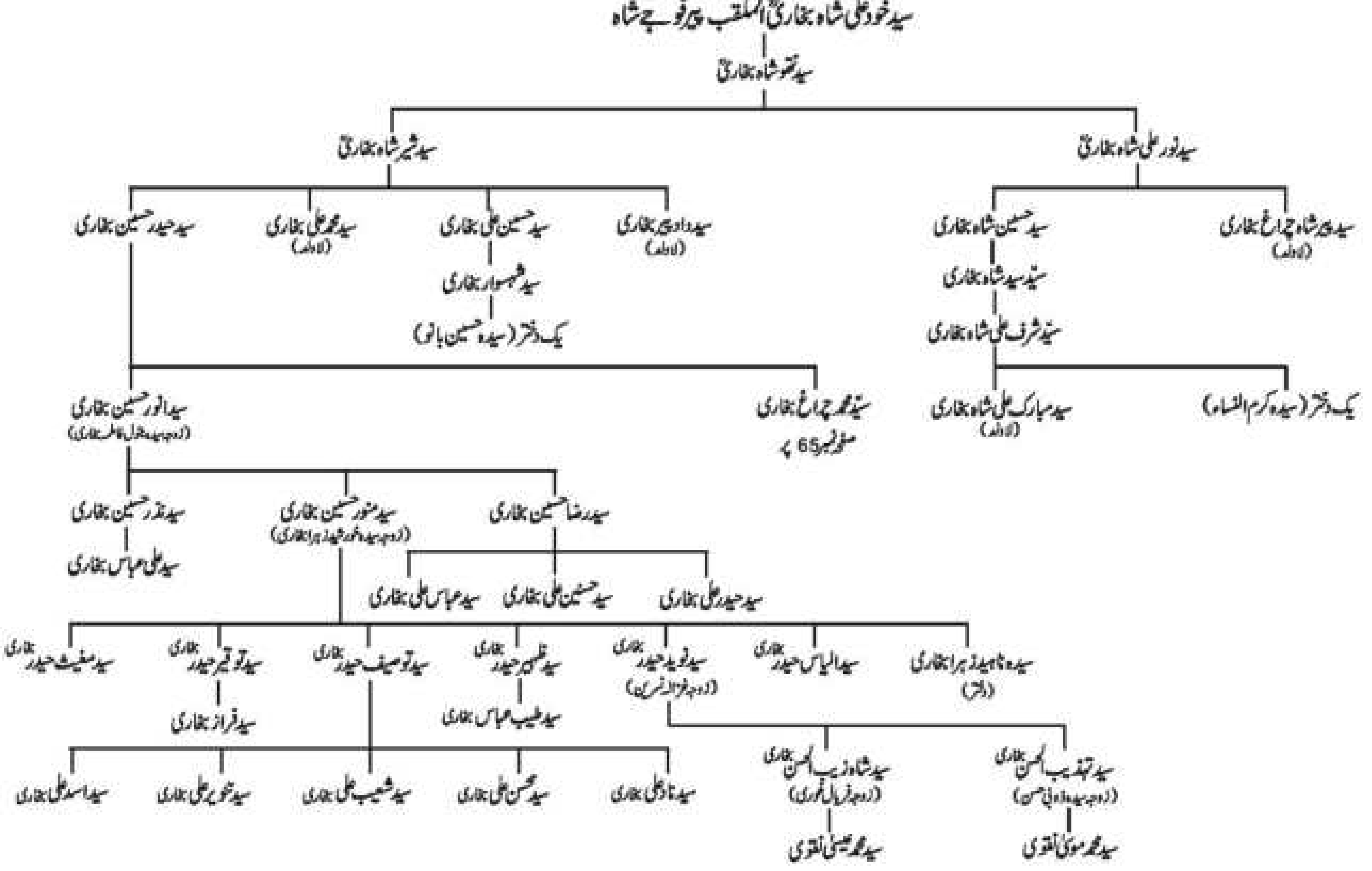

سید محمد چراغ بخاری
(زوجہ سیدہ غلام فاطمہ)

- سیدہ اللہ رکھی بخاری (دختر)
- سید شیر شاہ بخاری (زوجہ سیدہ عالیہ طاہرہ بخاری)
  - سیدہ رقیہ سلطانہ علیہا
  - سیدہ صباحت طاہرہ علیہا (دختر)
  - سیدہ نوشابہ طاہرہ علیہا (دختر)
  - سیدہ فہمیدہ طاہرہ بخاری (دختر)
  - سیدہ تنویر فاطمہ بخاری (دختر)
  - سیدہ کنیز فاطمہ بخاری (دختر)
  - سیدہ تطہیر فاطمہ بخاری (دختر)
  - سید بشارت علی بخاری (زوجہ سیدہ ریحانہ انور)
    - سیدہ وقار زہرا بخاری (دختر)
    - سیدہ دعا زہرا بخاری (دختر)
    - سید زین العابدین بخاری
    - سید آغا وحید بخاری
  - سید امجد علی بخاری (زوجہ سیدہ ام زہرا بخاری)
    - سیدہ فرخ زہرا بخاری (دختر)
    - سیدہ راضیہ بنت الہدیٰ بخاری (دختر)
    - سید محمد کامران شوزب بخاری (زوجہ سیدہ ثمین زہرا بخاری)
      - سیدہ عالیہ طاہرہ بخاری (دختر)
      - سید محمد کاظم رضا بخاری
    - سید محمد ارسلان شوزب بخاری (زوجہ سیدہ شہربانو)

ذکر اولاد سید رسول شاہ بخاریؒ ابن سید دائم شاہ بخاریؒ ابن حضرت سید مشک علی شاہ بخاریؒ

- سید رسول شاہ بخاری
  - سید نبی شاہ بخاری
    - سید جیون شاہ بخاری
      - سید سکندر شاہ بخاری (لاولد)
    - سید بہادر علی شاہ بخاری
      - سید خیر علی شاہ بخاری
        - سید حسین علی شاہ بخاری
          - سیدہ عنایت فاطمہ
          - سیدہ رحمت بی بی
          - سیدہ بی بی صاحبہ

حضرت سید مشک علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر ختم ہوا اب آپ کے برادر حقیقی حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ کی اولاد کا احوال درج کیا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ کے ایک فرزند حضرت سید امام شاہ بخاریؒ بٹالہ ہی رہے جن کی اولاد بٹالہ میں ہی آباد چلی آئی جبکہ حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ خود بٹالہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے گئے اور وہاں عقد ثانی کیا جہاں پر ان کی اولاد بفضلِ خدا آباد ہے۔

ذکر اولاد حضرت سیدؒ طلعہ زندہ نوری بخاریؒ ابن حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ ابن حضرت سید مصطفیٰؒ بخاریؒ ابن حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ

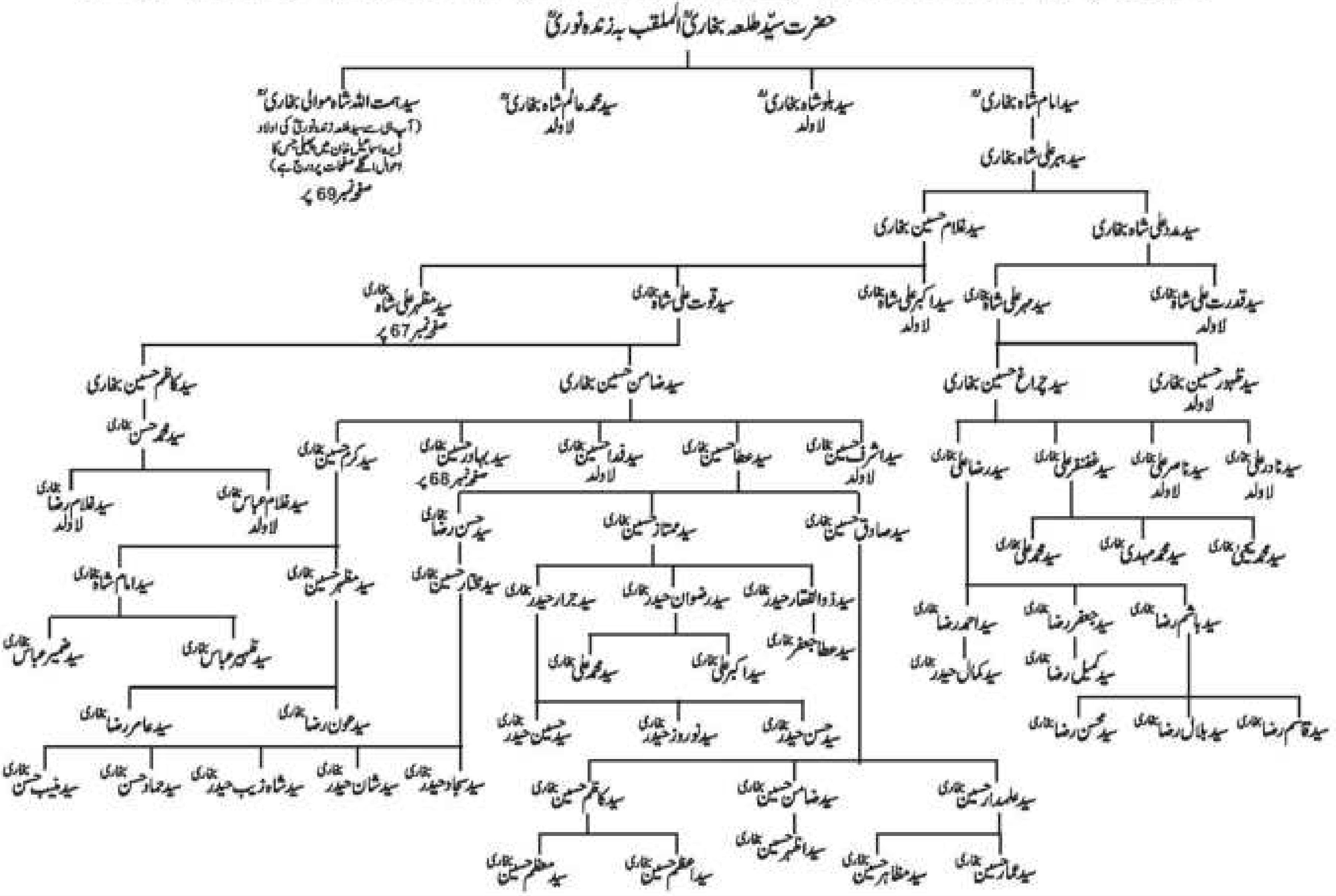

سیّد مظہر علی شاہ بخاری بن سید غلام حسین بخاری

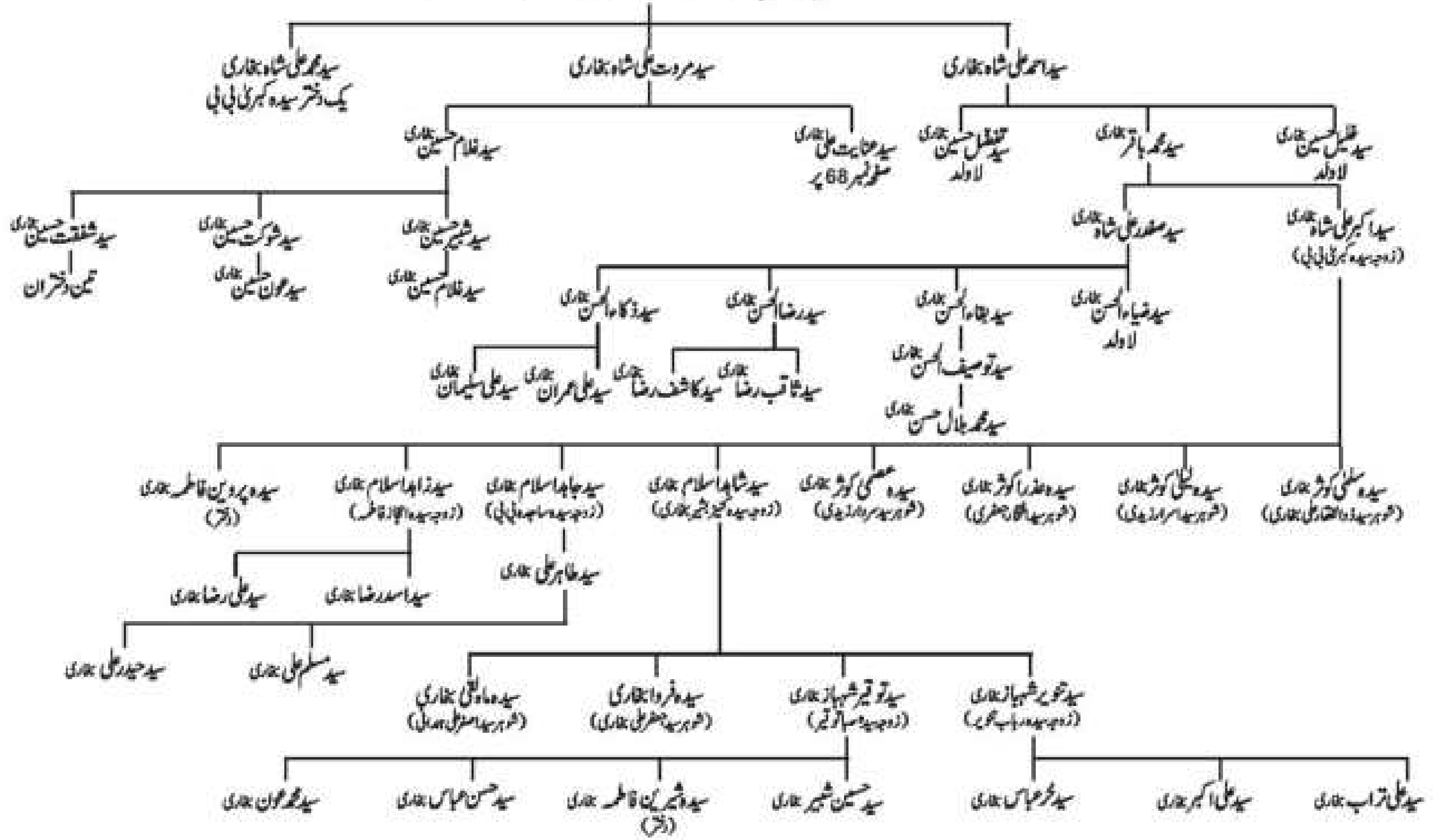

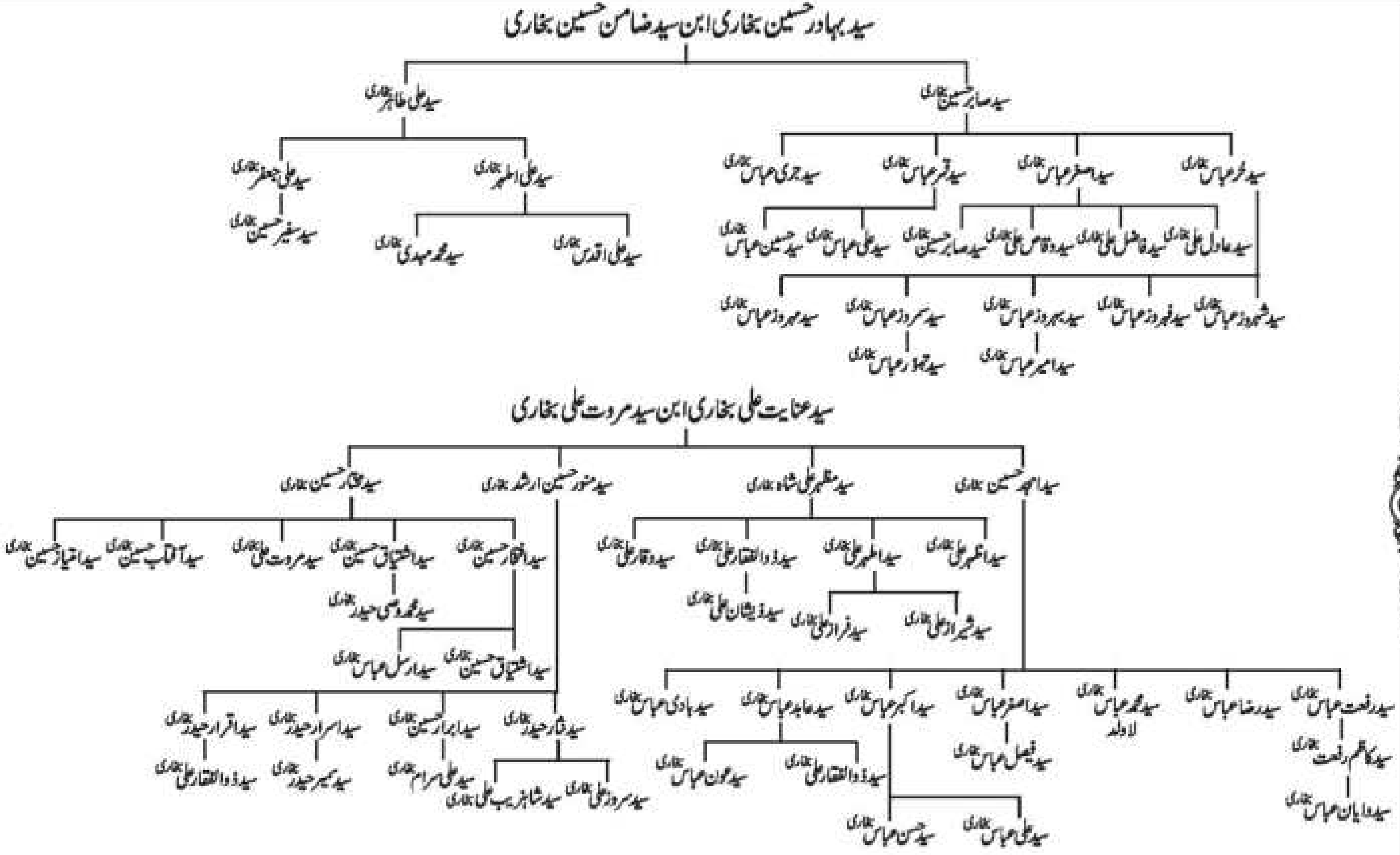

حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ کی جو اولاد بٹالہ میں سید امام شاہ بخاریؒ سے چلی اس کا حال درج ہوا۔ اب آپ کی اولاد جو دوسرے فرزند حضرت سید ہمت اللہ شاہ بخاریؒ سے ہے اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ابادر ہی اس کا ذکر اگلے صفحات پر درج کیا جاتا ہے۔

(اب یہ سادات ملک پاکستان کے دیگر شہروں کے علاوہ دنیا کے دوسرے ممالک میں کئی سالوں سے آباد ہیں)

ذکر اولاد حضرت سید ہمت اللہ شاہ موالی بخاریؒ ابن حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ ابن حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ

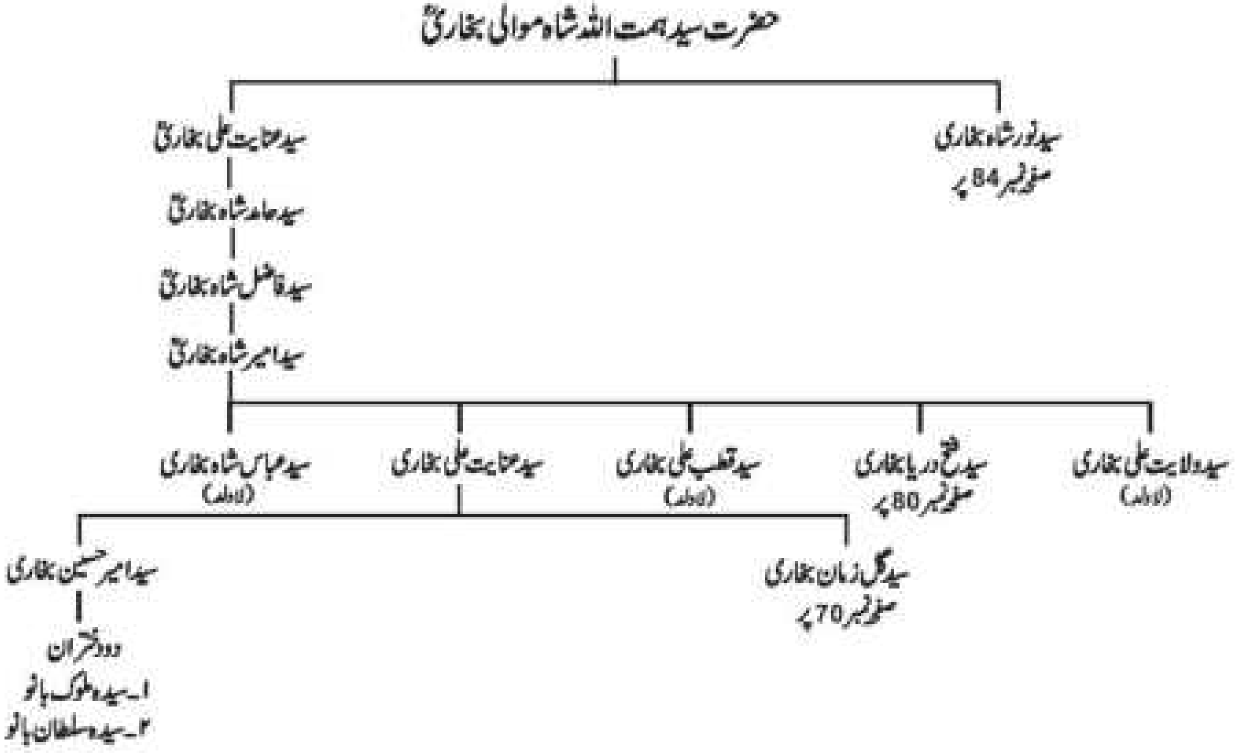

سید گل زمان بخاری

(زوجہ جنت بی بی)

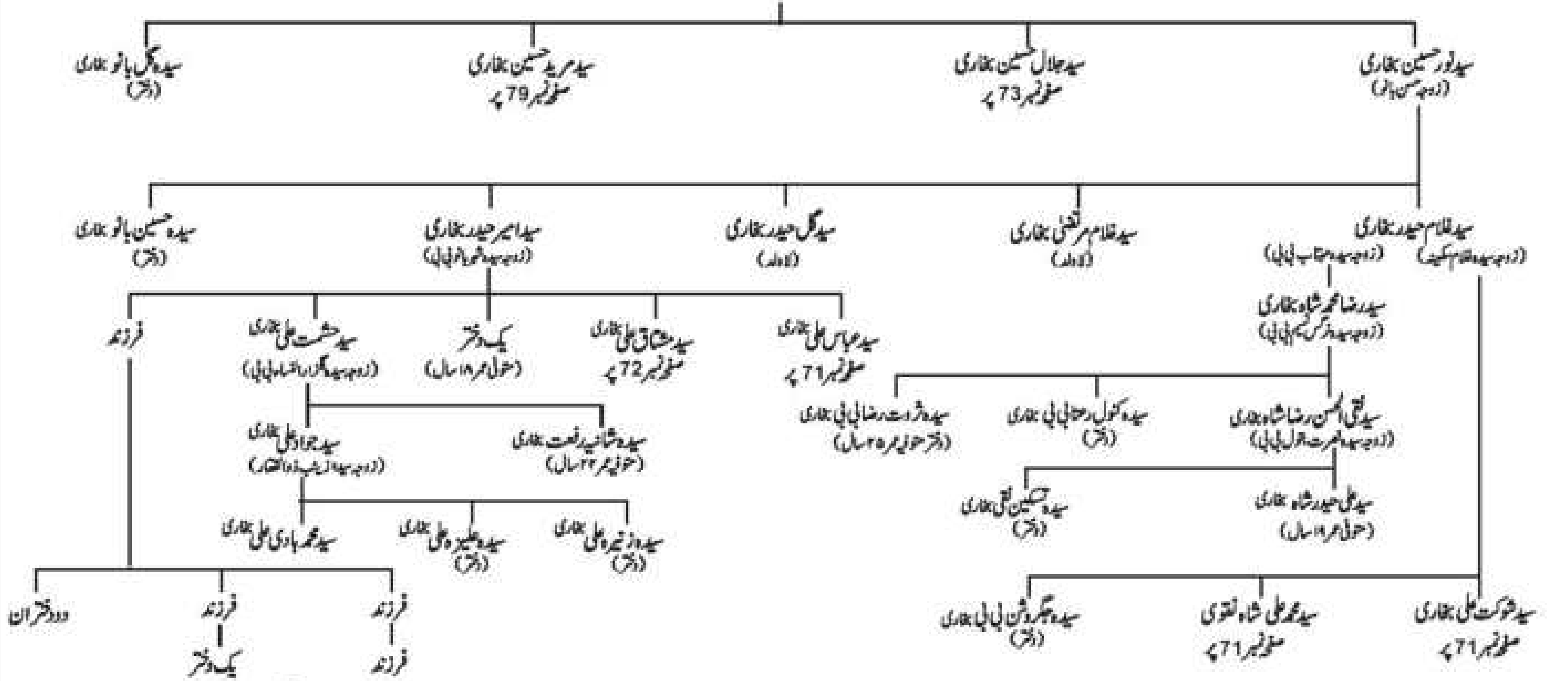

انہوں نے اپنے وکیل کے ذریعہ مورخہ ۲۸ نومبر ۲۰۲۲ حوالہ نمبر 497/DIK/CN کے تحت مصنف کو نوٹس بھیجا کہ ان صاحب کا شجرہ شامل کتاب نہ کیا جاوے۔

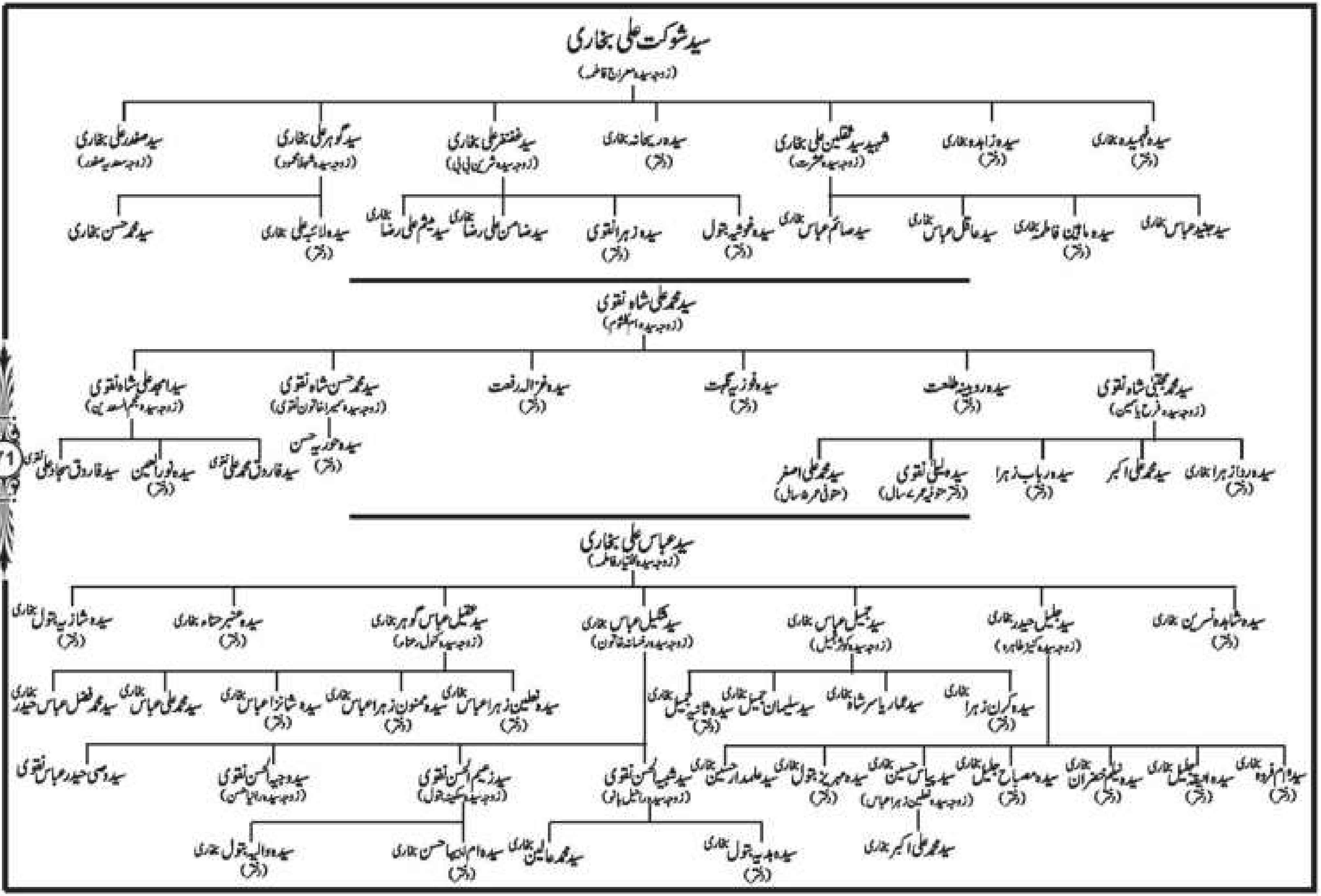
سید شوکت علی بخاری
سید صفدر علی بخاری
سید گوہر علی بخاری
سید غضنفر علی بخاری
سیدہ ریحانہ بخاری
(دختر)
شہید سید ثقلین علی بخاری
سیدہ زاہدہ بخاری
(دختر)
سیدہ مجیدہ بخاری
(دختر)
سید محمد حسن بخاری
سیدہ ولائیہ علی بخاری
(دختر)
سید میثم علی رضا بخاری
سید ضامن علی رضا بخاری
سیدہ زہرا نقوی
(دختر)
سیدہ خوشیہ بتول
(دختر)
سید صائم عباس بخاری
سید عاقل عباس بخاری
سیدہ ماتین فاطمہ بخاری
(دختر)
سید جنید عباس بخاری
سید محمد علی شاہ نقوی
سید امجد علی شاہ نقوی
سید محمد حسن شاہ نقوی
سیدہ فخر النساء رفعت
(دختر)
سیدہ فوزیہ نگہت
(دختر)
سیدہ روبینہ طلعت
(دختر)
سید محمد مجتبیٰ شاہ نقوی
سیدہ عزیزہ حسن
(دختر)
سید فاروق سجاد علی نقوی
سیدہ نور العین
(دختر)
سید فاروق محمد علی نقوی
سید محمد علی اصغر
سید وصی نقوی
سیدہ رباب زہرا
(دختر)
سید محمد علی اکبر
سیدہ رداء زہرا بخاری
(دختر)
سید عباس علی بخاری
سیدہ شازیہ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ عنبر حنا بخاری
(دختر)
سید عقیل عباس گوہر بخاری
سید شکیل عباس بخاری
سید جمیل عباس بخاری
سید جلیل حیدر بخاری
سیدہ شاہدہ نسرین بخاری
(دختر)
سید محمد فضل عباس حیدر بخاری
سید محمد علی عباس بخاری
سیدہ شاہزاد عباس بخاری
(دختر)
سیدہ ممنون زہرا عباس بخاری
(دختر)
سیدہ ثقلین زہرا عباس بخاری
(دختر)
سیدہ ثانیہ جمیل بخاری
(دختر)
سید سلیمان جمیل بخاری
سید عمار یاسر شاہ بخاری
سیدہ کرن زہرا بخاری
(دختر)
سید وصی حیدر عباس نقوی
سیدہ وجیہ الحسن نقوی
سید زعیم الحسن نقوی
سید شبیہ الحسن نقوی
سید علمدار حسین بخاری
سیدہ مہرین بتول بخاری
(دختر)
سید پیاس حسین بخاری
سیدہ مصباح جلیل بخاری
(دختر)
سیدہ نیلم صغراں بخاری
(دختر)
سیدہ عطیہ جلیل بخاری
(دختر)
سیدہ ام فروہ بخاری
(دختر)
سیدہ والیہ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ ام ابیہا حسن بخاری
(دختر)
سید محمد عالین بخاری
سیدہ بدیہ بتول بخاری
(دختر)
سید محمد علی اکبر بخاری

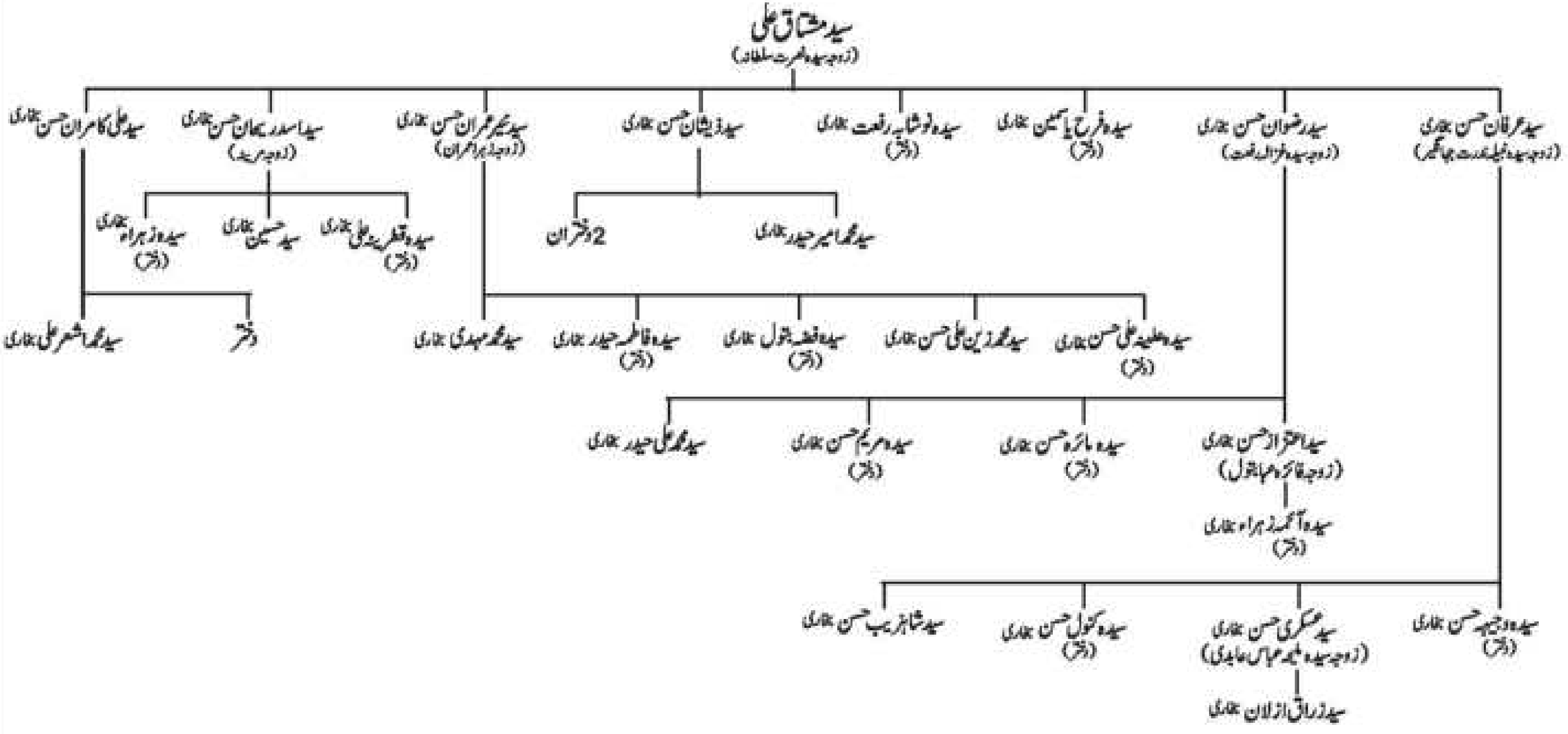
سید مشتاق علی
(زوجہ سیدہ عشرت سلطانہ)
سید عرفان حسن بخاری
(زوجہ سیدہ نبیلہ نصرت جہانگیر)
سید رضوان حسن بخاری
(زوجہ سیدہ غزالہ رفعت)
سیدہ فرح یاسمین بخاری
(دختر)
سیدہ نوشابہ رفعت بخاری
(دختر)
سید ذیشان حسن بخاری
سید عمران حسن بخاری
(زوجہ زہرا عمران)
سید اسد ریحان حسن بخاری
(زوجہ مریم)
سید علی کامران حسن بخاری
سید محمد امیر حیدر بخاری
2 دختران
سیدہ قطرینہ علی بخاری
(دختر)
سید حسنین بخاری
سیدہ زہراہ بخاری
(دختر)
سیدہ علیزہ علی حسن بخاری
(دختر)
سید محمد زین علی حسن بخاری
سیدہ فضہ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ فاطمہ حیدر بخاری
(دختر)
سید محمد مہدی بخاری
دختر
سید محمد اشعر علی بخاری
سید اعتزاز حسن بخاری
(زوجہ فائزہ عباس بتول)
سیدہ آمنہ زہراہ بخاری
(دختر)
سیدہ مائرہ حسن بخاری
(دختر)
سیدہ مریم حسن بخاری
(دختر)
سید محمد علی حیدر بخاری
سیدہ وجیہہ حسن بخاری
(دختر)
سید عسکری حسن بخاری
(زوجہ سیدہ ملیحہ عباس عابدی)
سید رازق ازلان بخاری
سیدہ کنول حسن بخاری
(دختر)
سید شاہزیب حسن بخاری

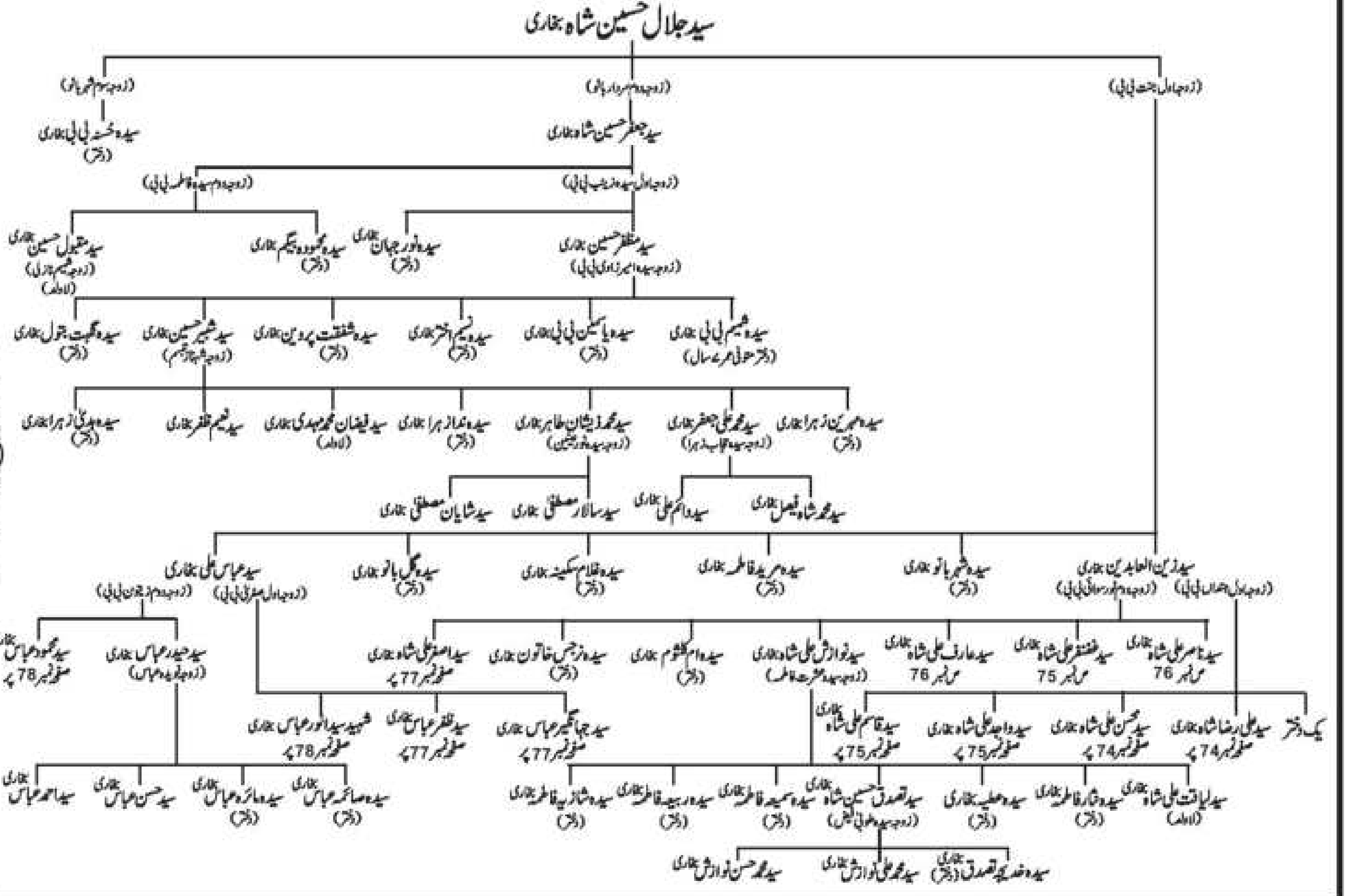
سید جلال حسین شاہ بخاری
(زوجہ اول جنت بی بی)
(زوجہ دوم سردار بانو)
سیدہ حسنہ بی بی بخاری
(دختر)
سید جعفر حسین شاہ بخاری
(زوجہ اول سیدہ زینب بی بی)
(زوجہ دوم سیدہ فاطمہ بی بی)
سید مظفر حسین بخاری
سیدہ نور جہاں بخاری
(دختر)
سیدہ محمودہ بیگم بخاری
(دختر)
سید مقبول حسین بخاری
(اولاد)
سیدہ شمیم بی بی بخاری
سیدہ یاسمین بی بی بخاری
(دختر)
سیدہ نسیم اختر بخاری
(دختر)
سیدہ شفقت پروین بخاری
(دختر)
سید شبیر حسین بخاری
سیدہ نگہت بتول بخاری
(دختر)
سیدہ ماہ جبین زہرا بخاری
(دختر)
سید محمد علی جعفر بخاری
سید محمد ذیشان طاہر بخاری
سیدہ ندا زہرا بخاری
(دختر)
سید فیضان محمد مہدی بخاری
(اولاد)
سید نعیم ظفر بخاری
سیدہ ہدیٰ زہرا بخاری
(دختر)
سید محمد شاہ فیصل بخاری
سید دائم علی بخاری
سید سالار مصطفیٰ بخاری
سید شایان مصطفیٰ بخاری
سید زین العابدین بخاری
سیدہ شہر بانو بخاری
(دختر)
سیدہ مریم فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ غلام سکینہ بخاری
(دختر)
سیدہ گل بانو بخاری
(دختر)
سید عباس علی بخاری
سید ناصر علی شاہ بخاری
ص نمبر 76
سید غضنفر علی شاہ بخاری
ص نمبر 75
سید عارف علی شاہ بخاری
ص نمبر 76
سید نوازش علی شاہ بخاری
سیدہ ام کلثوم بخاری
(دختر)
سیدہ نرجس خاتون بخاری
(دختر)
سید اصغر علی شاہ بخاری
صفحہ نمبر 77 پر
سید حیدر عباس بخاری
سید محمود عباس بخاری
صفحہ نمبر 78 پر
یک دختر
سید علی رضا شاہ بخاری
صفحہ نمبر 74 پر
سید محسن علی شاہ بخاری
صفحہ نمبر 74 پر
سید واجد علی شاہ بخاری
صفحہ نمبر 75 پر
سید قاسم علی شاہ بخاری
صفحہ نمبر 75 پر
سید جہانگیر عباس بخاری
صفحہ نمبر 77 پر
سید مظفر عباس بخاری
صفحہ نمبر 77 پر
شہید سید انور عباس بخاری
صفحہ نمبر 78 پر
سید لیاقت علی شاہ بخاری
(اولاد)
سیدہ نثار فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ حلیمہ بخاری
(دختر)
سید تصدق حسین شاہ بخاری
سیدہ سمیعہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ ربیعہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ شازیہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ صائمہ عباس بخاری
(دختر)
سیدہ مائرہ عباس بخاری
(دختر)
سید حسن عباس بخاری
سید احمد عباس بخاری
سیدہ خدیجہ تصدق بخاری
(دختر)
سید محمد علی نوازش بخاری
سید محمد حسن نوازش بخاری

73

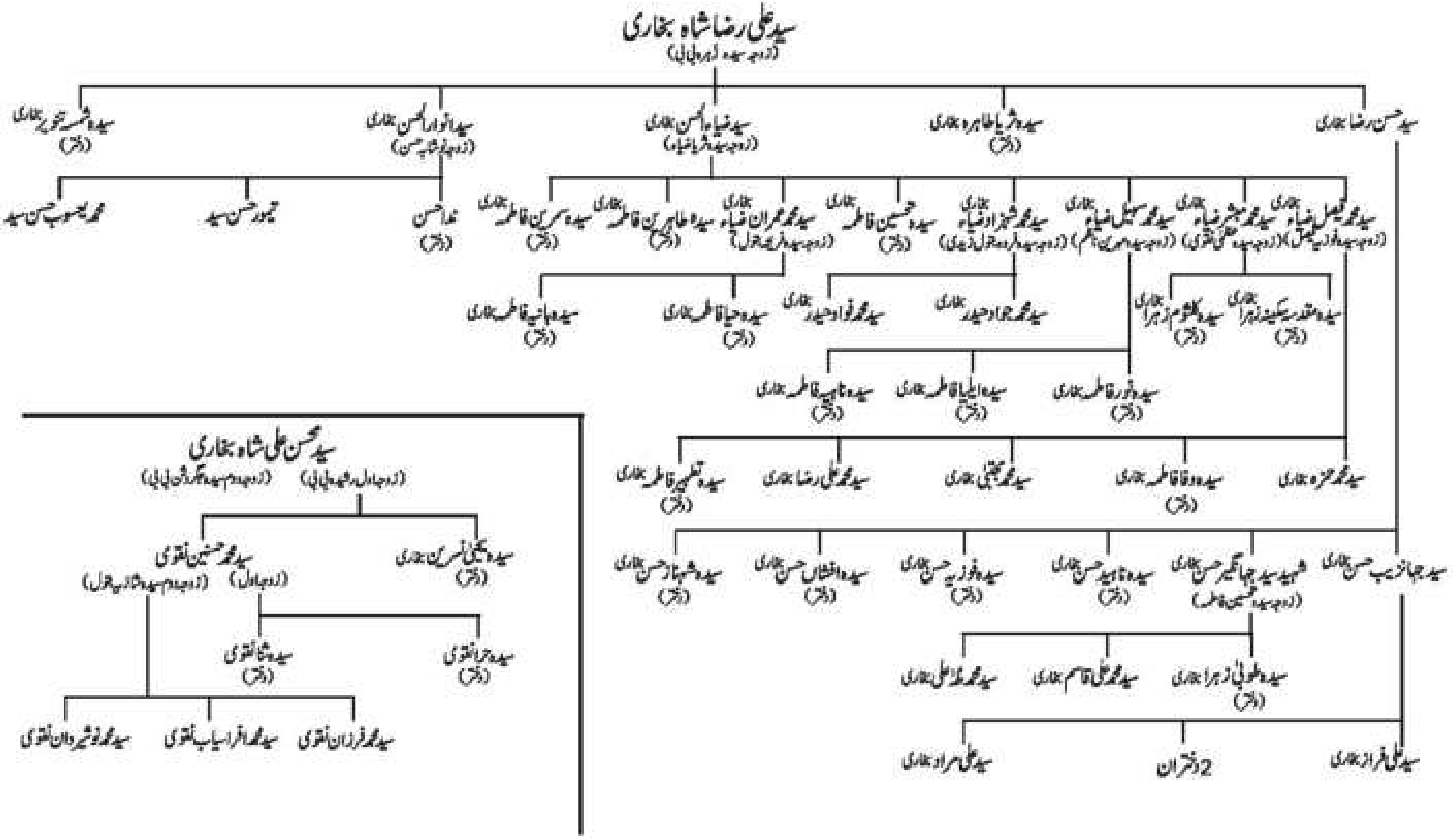

سید علی رضا شاہ بخاری
سیدہ ثمر تنویر بخاری
(دختر)
سید انوار الحسن بخاری
سید ضیاء الحسن بخاری
سیدہ ثریا طاہرہ بخاری
(دختر)
سید حسن رضا بخاری
محمد یعسوب حسن سید
تیمور حسن سید
ندا حسن
(دختر)
سیدہ سحرین فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ طاہرین فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد عمران ضیاء بخاری
سیدہ تحسین فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد شہزاد ضیاء بخاری
سید محمد سہیل ضیاء بخاری
سید محمد جبشر ضیاء بخاری
سید محمد فیصل ضیاء بخاری
سیدہ ہانیہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ حیا فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد فواد حیدر بخاری
سید محمد جواد حیدر بخاری
سیدہ کلثوم زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ مقدس سکینہ زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ تانیہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ ایلیا فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ نور فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ تطہیر فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد علی رضا بخاری
سید محمد مجتبیٰ بخاری
سیدہ وفا فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد حمزہ بخاری
سیدہ شہناز حسن بخاری
(دختر)
سیدہ افشاں حسن بخاری
(دختر)
سیدہ فوزیہ حسن بخاری
(دختر)
سیدہ واجدہ حسن بخاری
(دختر)
شہید سید جہانگیر حسن بخاری
سید جہانزیب حسن بخاری
سید محمد طٰہٰ علی بخاری
سید محمد علی قاسم بخاری
سیدہ طوبیٰ زہرا بخاری
(دختر)
سید علی مراد بخاری
2 دختران
سید علی فراز بخاری
سید محسن علی شاہ بخاری
سید محمد حسنین نقوی
سیدہ نگین نسرین بخاری
(دختر)
(زوجہ اول)
سیدہ ثنا نقوی
(دختر)
سیدہ حرا نقوی
(دختر)
سید محمد نوشیروان نقوی
سید محمد افراسیاب نقوی
سید محمد فرزان نقوی

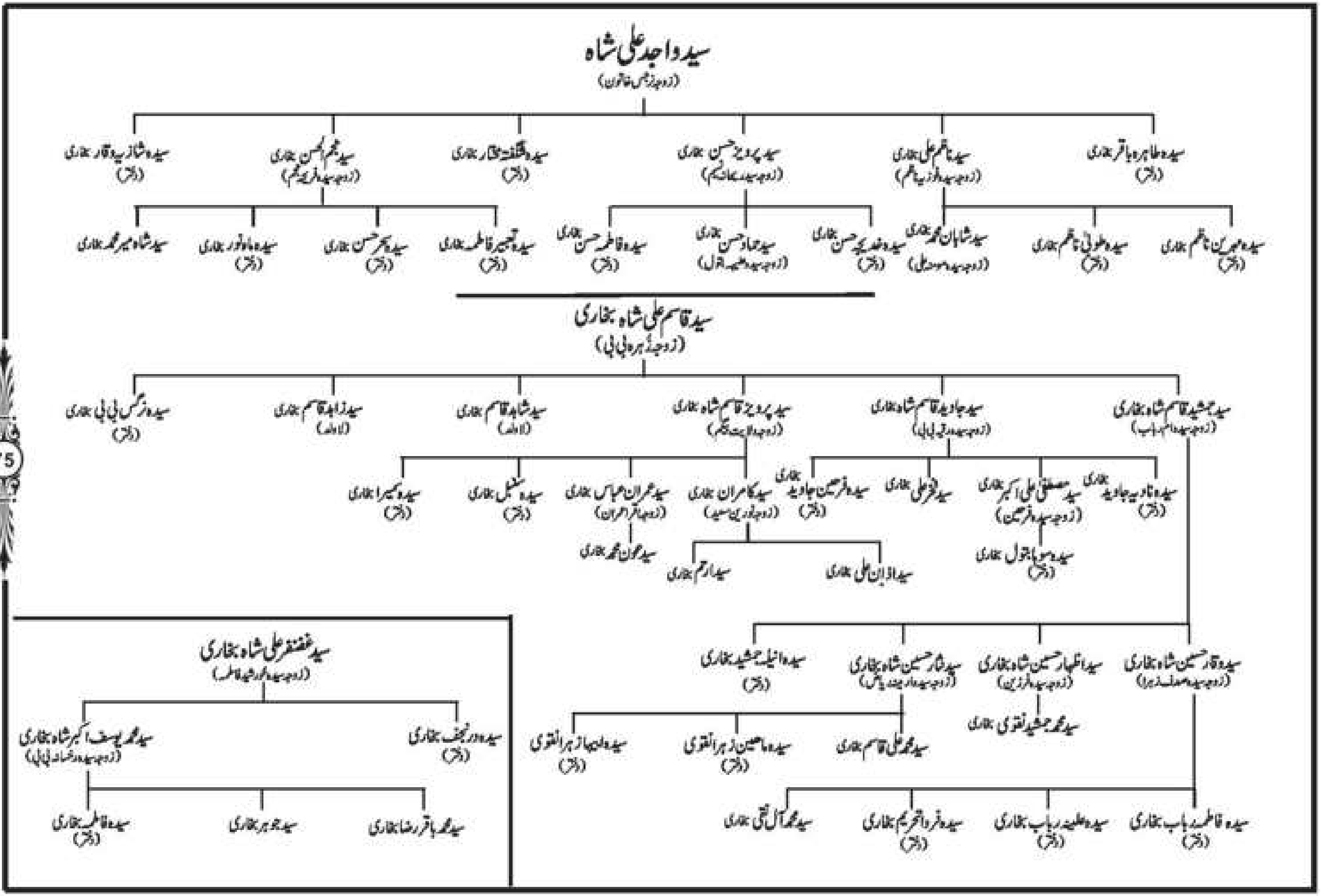

سید واجد علی شاہ
سیدہ طاہرہ باقر بخاری
سید ناظم علی بخاری
سید پرویز حسن بخاری
سیدہ شگفتہ افتخار بخاری
سید نجم الحسن بخاری
سیدہ شازیہ وقار بخاری
سیدہ عمبرین ناظم بخاری
سیدہ طوبیٰ ناظم بخاری
سید شاہان محمد بخاری
سیدہ خدیجہ حسن بخاری
سید حماد حسن بخاری
سیدہ فاطمہ حسن بخاری
سیدہ تحمیرہ فاطمہ بخاری
سید بحر حسن بخاری
سیدہ ماہ نور بخاری
سید شاہ میر محمد بخاری
سید قاسم علی شاہ بخاری
سید جمشید قاسم شاہ بخاری
سید جاوید قاسم شاہ بخاری
سید پرویز قاسم شاہ بخاری
سید شاہد قاسم بخاری
سید زاہد قاسم بخاری
سیدہ نرگس بی بی بخاری
سیدہ نادیہ جاوید بخاری
سید مصطفیٰ علی اکبر بخاری
سید قمر علی بخاری
سیدہ فرحین جاوید بخاری
سید کامران بخاری
سید عمران عباس بخاری
سیدہ سنبل بخاری
سیدہ سمیرا بخاری
سیدہ صبا بتول بخاری
سید ذیان علی بخاری
سید ارحم بخاری
سید عون محمد بخاری
سید وقار حسین شاہ بخاری
سید اظہار حسین شاہ بخاری
سید نثار حسین شاہ بخاری
سیدہ نائلہ جمشید بخاری
سید محمد جمشید نقوی بخاری
سید محمد علی قاسم بخاری
سیدہ ماحین زہرا نقوی
سیدہ منیحہ زہرا نقوی
سیدہ فاطمہ رباب بخاری
سیدہ علینہ رباب بخاری
سیدہ فروا تحریم بخاری
سید محمد آل تقی بخاری
سید غضنفر علی شاہ بخاری
سیدہ در نجف بخاری
سید محمد یوسف اکبر شاہ بخاری
سید محمد باقر رضا بخاری
سید جوہر بخاری
سیدہ فاطمہ بخاری

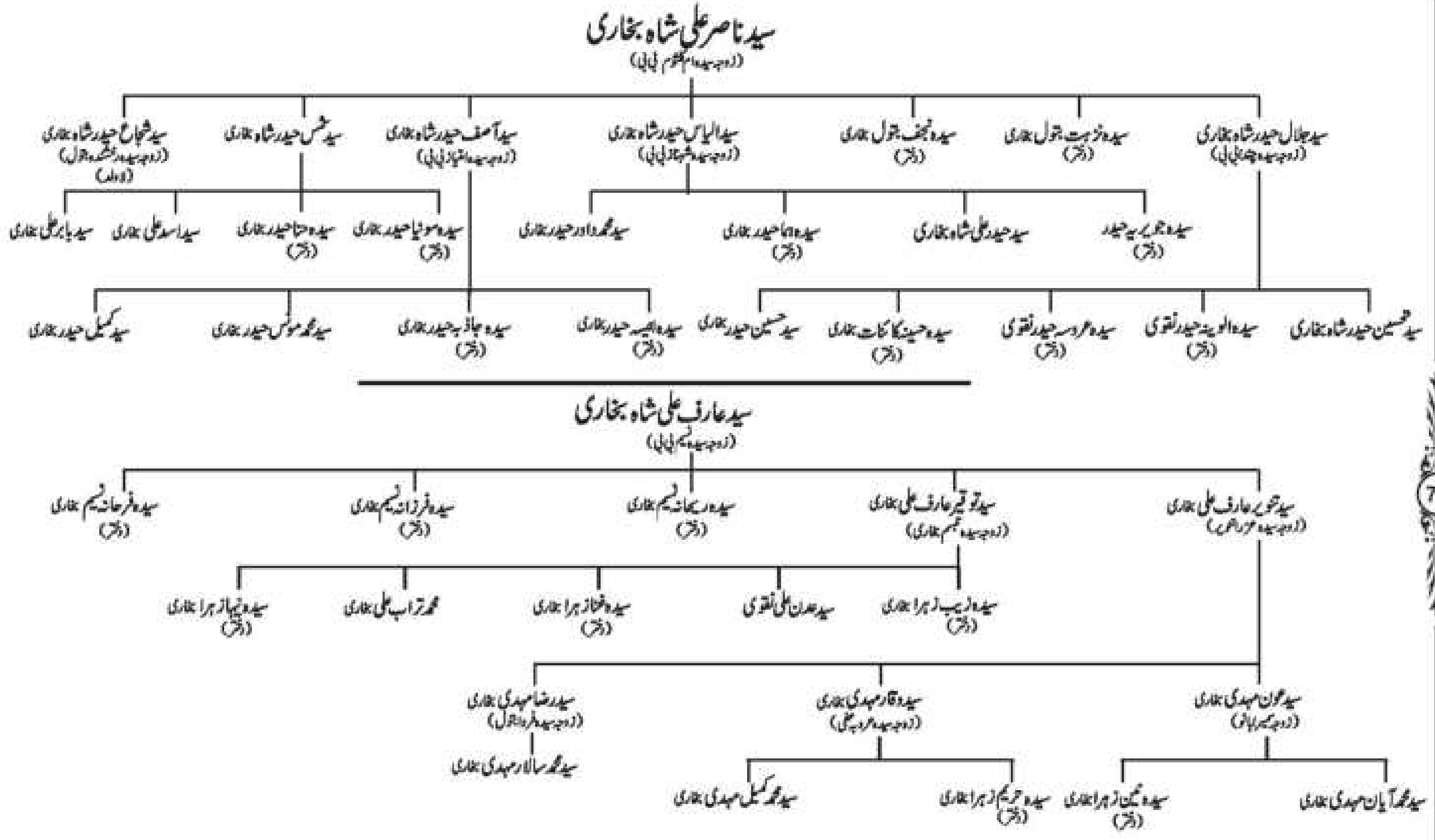

سید ناصر علی شاہ بخاری
(زوجہ سیدہ ام کلثوم بی بی)
سید جلال حیدر شاہ بخاری
سیدہ نزہت بتول بخاری
(دختر)
سیدہ نجف بتول بخاری
(دختر)
سید الیاس حیدر شاہ بخاری
سید آصف حیدر شاہ بخاری
سید شمس حیدر شاہ بخاری
سید شجاع حیدر شاہ بخاری
سید حیدر علی شاہ بخاری
سید محمد داور حیدر بخاری
سیدہ سونیا حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ حنا حیدر بخاری
(دختر)
سید اسد علی بخاری
سید بابر علی بخاری
سید حسنین حیدر شاہ بخاری
سیدہ عروسہ حیدر نقوی
(دختر)
سیدہ حسینہ کائنات بخاری
(دختر)
سید حسین حیدر بخاری
سیدہ جاذبہ حیدر بخاری
(دختر)
سید محمد موسیٰ حیدر بخاری
سید کمیل حیدر بخاری
سید عارف علی شاہ بخاری
(زوجہ سیدہ نسیم بی بی)
سید تنویر عارف علی بخاری
سید توقیر عارف علی بخاری
(زوجہ سیدہ تبسم بخاری)
سیدہ ریحانہ نسیم بخاری
(دختر)
سیدہ فرزانہ نسیم بخاری
(دختر)
سیدہ فرحانہ نسیم بخاری
(دختر)
سیدہ زینب زہرا بخاری
(دختر)
سید عدن علی نقوی
سیدہ ممتاز زہرا بخاری
(دختر)
محمد تراب علی بخاری
سیدہ نیاز زہرا بخاری
(دختر)
سید عون مہدی بخاری
سید وقار مہدی بخاری
سید رضا مہدی بخاری
سید محمد سالار مہدی بخاری
سیدہ حریم زہرا بخاری
(دختر)
سید محمد کمیل مہدی بخاری
سید محمد آیان مہدی بخاری

76

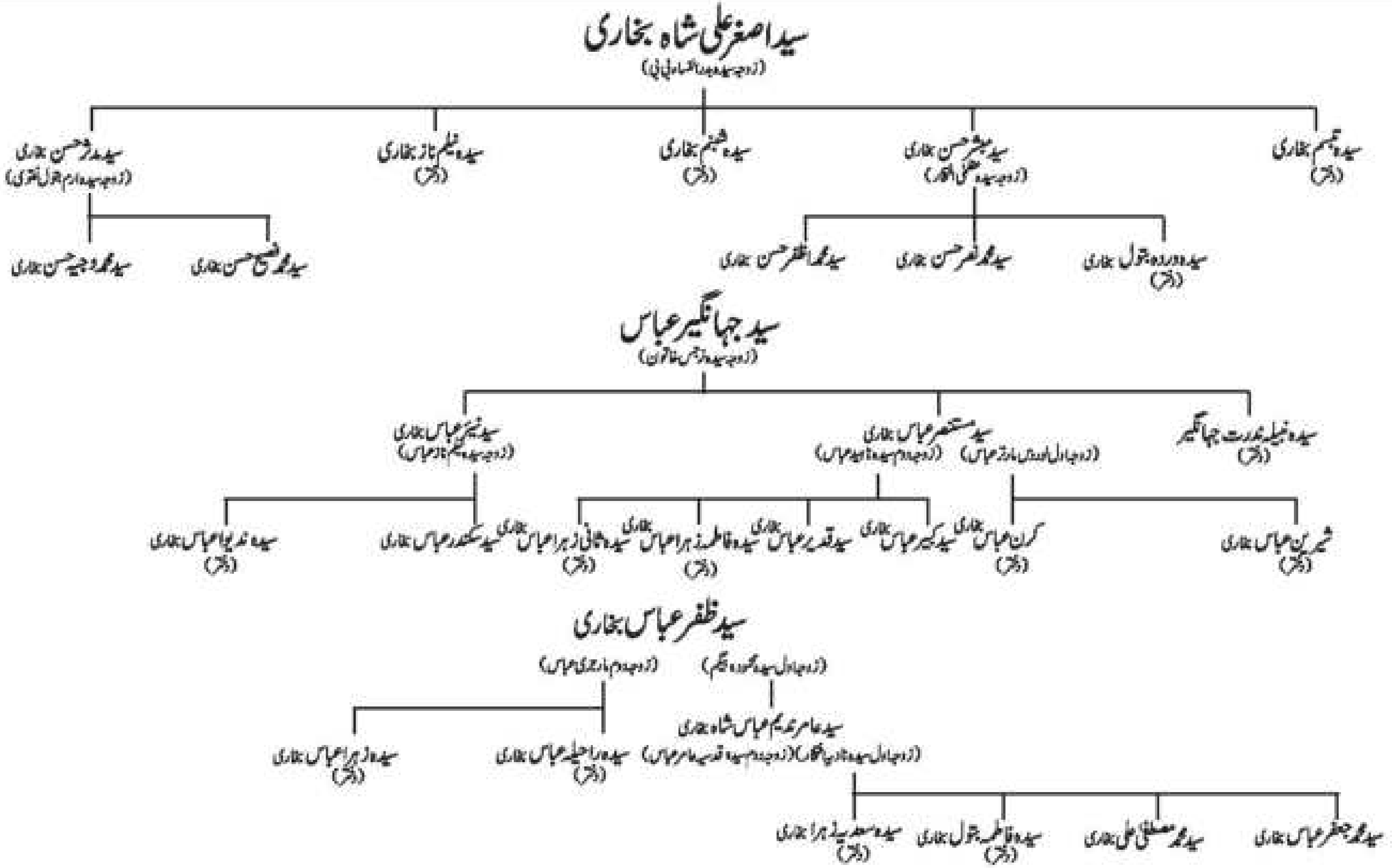
سید اصغر علی شاہ بخاری
سیدہ نیلم ناز بخاری (دختر)
سیدہ شبنم بخاری (دختر)
سید مبشر حسن بخاری
سیدہ تبسم بخاری (دختر)
سید محمد وجیہ حسن بخاری
سید محمد فصیح حسن بخاری
سید محمد اظفر حسن بخاری
سید محمد ظفر حسن بخاری
سیدہ وردہ بتول بخاری (دختر)
سید جہانگیر عباس
سید نیئر عباس بخاری
سید مستنصر عباس بخاری
(دختر)
سیدہ نادیہ عباس بخاری (دختر)
سید سکندر عباس بخاری
سیدہ ثانی زہرا عباس بخاری (دختر)
سیدہ فاطمہ زہرا عباس بخاری (دختر)
سید قنبر عباس بخاری
سید کبیر عباس بخاری
کرن عباس بخاری (دختر)
شیریں عباس بخاری (دختر)
سید ظفر عباس بخاری
(زوجہ اول سیدہ محمودہ بیگم)
سیدہ زہرا عباس بخاری (دختر)
سیدہ راحیلہ عباس بخاری (دختر)
سید عامر ندیم عباس شاہ بخاری
سیدہ سعدیہ زہرا بخاری (دختر)
سیدہ فاطمہ بتول بخاری (دختر)
سید محمد مصطفیٰ علی بخاری
سید محمد جعفر عباس بخاری

شہید سید انور عباس بخاری
(زوجہ سیدہ ناہید عادل عباس)

- سید علی عباس بخاری (زوجہ سیدہ صالحہ ذوالفقار)
  - سیدہ نور فاطمہ عباس بخاری (دختر)
  - سید احمد کمیل عباس بخاری
  - سیدہ آیت زہرا عباس بخاری (دختر)
- سید اسد عباس بخاری (زوجہ سیدہ تمیز ذوالفقار)
  - آمنہ زہرا عباس بخاری (دختر)
  - زیرک سید عباس بخاری
  - حیا زینب عباس بخاری
- سیدہ کنزا عباس بخاری (دختر)

سید محمود عباس بخاری
(زوجہ حمیدہ محمود)

- سیدہ سمیلا محمود بخاری (دختر)
- سیدہ عابدہ محمود بخاری (دختر)
- سیدہ شہلا محمود بخاری (دختر)
- سیدہ زہرا محمود بخاری (دختر)
- سید محمد علی عباس بخاری (زوجہ سیدہ ماریہ بی بی)
  - سید ہادی عباس بخاری
  - سیدہ سکینہ علی عباس بخاری (دختر)
  - سیدہ افزا علی عباس بخاری (دختر)
- سیدہ عرش عباس بخاری (دختر)
- سید صوبان عباس بخاری (زوجہ سیدہ عشق زہرا)
  - سید مصطفیٰ عباس بخاری
  - سید مرتضیٰ عباس بخاری

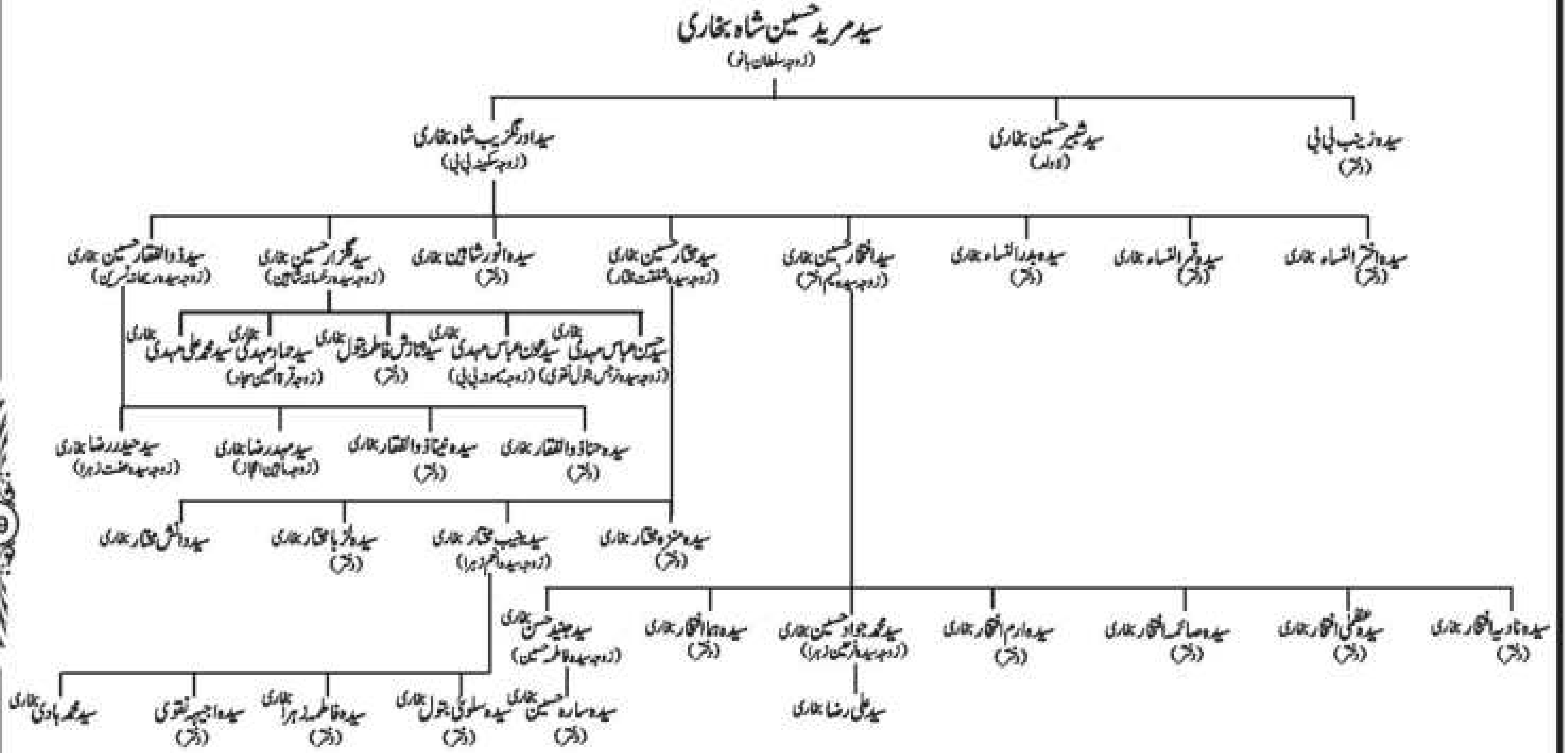
سید مرید حسین شاہ بخاری
(زوجہ سلطان بی بی)
سید اورنگزیب شاہ بخاری
(زوجہ سکینہ بی بی)
سید شبیر حسین بخاری
(لاولد)
سیدہ زینب بی بی
(دختر)
سید ذوالفقار حسین بخاری
سید گلزار حسین بخاری
سیدہ انور شاہین بخاری
(دختر)
سید مختار حسین بخاری
سید افتخار حسین بخاری
سیدہ بدر النساء بخاری
(دختر)
سیدہ قمر النساء بخاری
(دختر)
سیدہ اختر النساء بخاری
(دختر)
سید کمیل عباس مہدی بخاری
سید عون عباس مہدی بخاری
سیدہ فاطمہ بتول بخاری
(دختر)
سید حماد مہدی بخاری
سید محمد علی مہدی بخاری
سید حیدر رضا بخاری
(زوجہ سیدہ عفت زہرا)
سید مہدی رضا بخاری
سیدہ ذوالفقار بخاری
(دختر)
سیدہ حنا ذوالفقار بخاری
(دختر)
سید دانش مختار بخاری
سیدہ مختار بخاری
(دختر)
سید مجتبیٰ مختار بخاری
سیدہ مختار بخاری
(دختر)
سید محمد ہادی بخاری
سیدہ نقوی
(دختر)
سیدہ فاطمہ زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ سلویٰ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ سارہ حسین بخاری
(دختر)
سید جنید حسن بخاری
(زوجہ سیدہ فاطمہ حسین)
سیدہ افتخار بخاری
(دختر)
سید محمد جواد حسین بخاری
سید علی رضا بخاری
سیدہ ارم افتخار بخاری
(دختر)
سیدہ صائمہ افتخار بخاری
(دختر)
سیدہ عظمیٰ افتخار بخاری
(دختر)
سیدہ نادیہ افتخار بخاری
(دختر)

سیّد فتح دریا بخاریؒ بن سید امیر شاہ بخاریؒ

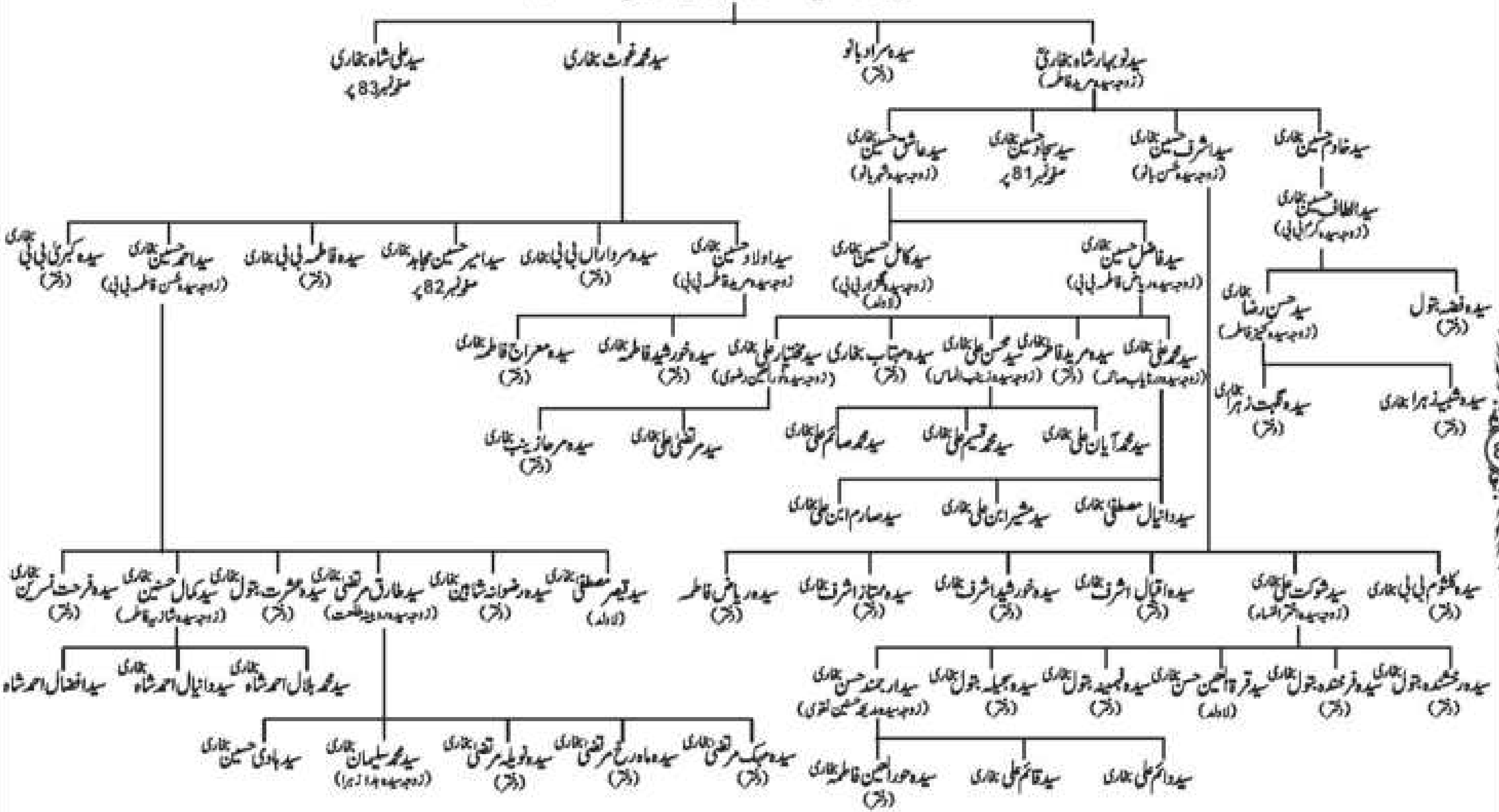

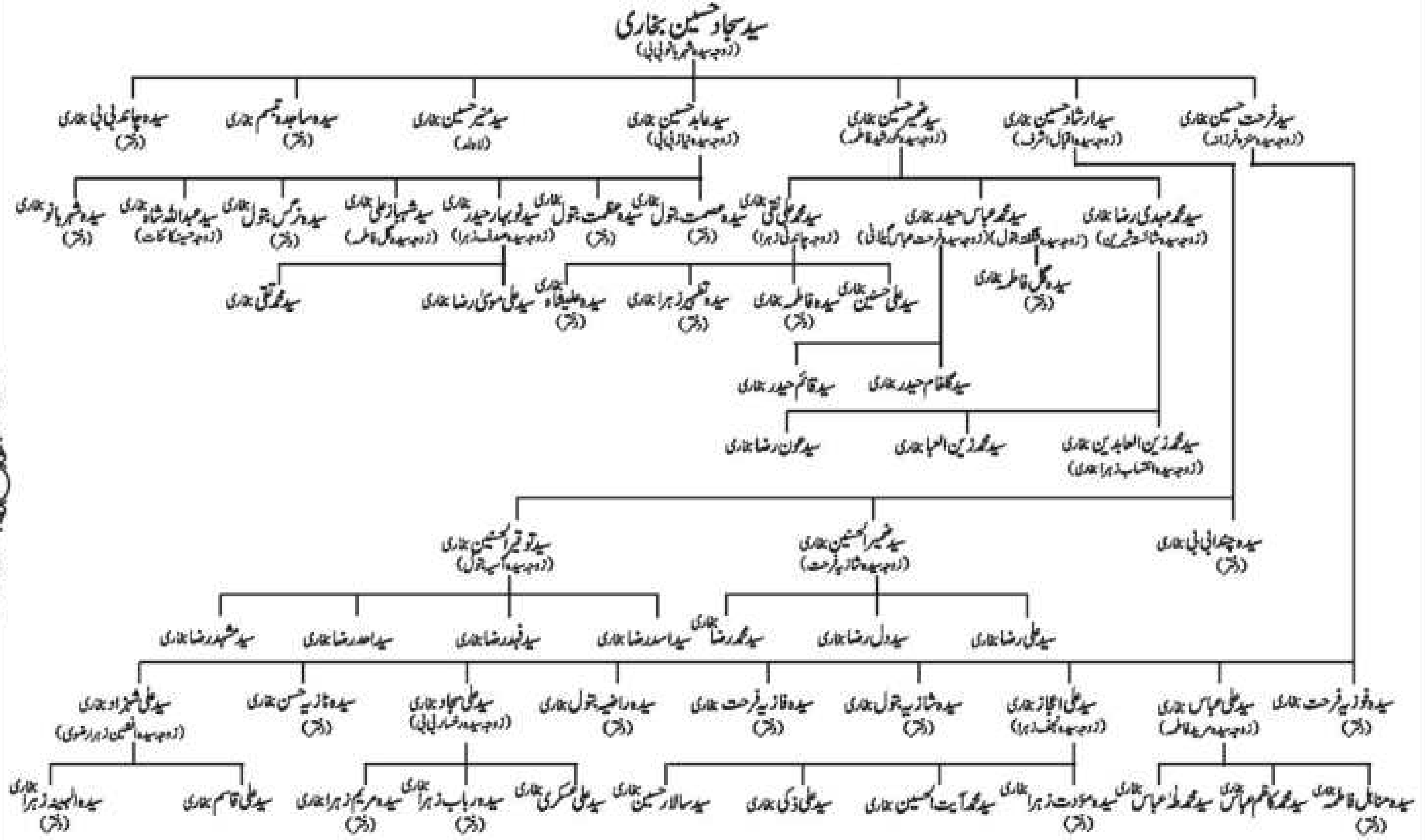
سید سجاد حسین بخاری
(زوجہ سیدہ شہر بانو بی بی)
سید فرحت حسین بخاری
سید ارشاد حسین بخاری
(زوجہ سیدہ اقبال اشرف)
سید ضمیر حسین بخاری
سید عابد حسین بخاری
سید منیر حسین بخاری
(لاولد)
سیدہ ساجدہ تبسم بخاری
(دختر)
سیدہ چاند بی بی بخاری
(دختر)
سید محمد مہدی رضا بخاری
سید محمد عباس حیدر بخاری
سید محمد علی نقی بخاری
سیدہ عصمت بتول بخاری
(دختر)
سیدہ عظمت بتول بخاری
(دختر)
سید نوبہار حیدر بخاری
سید شہباز علی بخاری
سیدہ نرگس بتول بخاری
(دختر)
سید عبداللہ شاہ بخاری
سیدہ شہر بانو بخاری
(دختر)
سیدہ گل فاطمہ بخاری
(دختر)
سید علی حسین بخاری
سیدہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ تطہیر زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ علیشاہ بخاری
(دختر)
سید علی موسیٰ رضا بخاری
سید محمد تقی بخاری
سید گلفام حیدر بخاری
سید قاسم حیدر بخاری
سید محمد زین العابدین بخاری
سید محمد زین العبا بخاری
سید عون رضا بخاری
سیدہ چندائی بی بی بخاری
(دختر)
سید ضمیر الحسین بخاری
(زوجہ سیدہ شازیہ فرحت)
سید توقیر الحسین بخاری
(زوجہ سیدہ آسیہ بتول)
سید علی رضا بخاری
سید ولی رضا بخاری
سید محمد رضا بخاری
سید اسد رضا بخاری
سید فہد رضا بخاری
سید احد رضا بخاری
سید مشہد رضا بخاری
سیدہ نوزیہ فرحت بخاری
(دختر)
سید علی عباس بخاری
سید علی اعجاز بخاری
(زوجہ سیدہ نجف زہرا)
سیدہ شازیہ بتول بخاری
(دختر)
سیدہ فائزہ فرحت بخاری
(دختر)
سیدہ راضیہ بتول بخاری
(دختر)
سید علی سجاد بخاری
سیدہ نازیہ حسن بخاری
(دختر)
سید علی شہزاد بخاری
سیدہ منال فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد کاظم عباس بخاری
سید محمد طہٰ عباس بخاری
سیدہ سعادت زہرا بخاری
(دختر)
سید محمد آیت الحسین بخاری
سید علی ذکی بخاری
سید سالار حسین بخاری
سید علی عسکری بخاری
سیدہ رباب زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ مریم زہرا بخاری
(دختر)
سید علی قاسم بخاری
سیدہ الہیہ زہرا بخاری
(دختر)

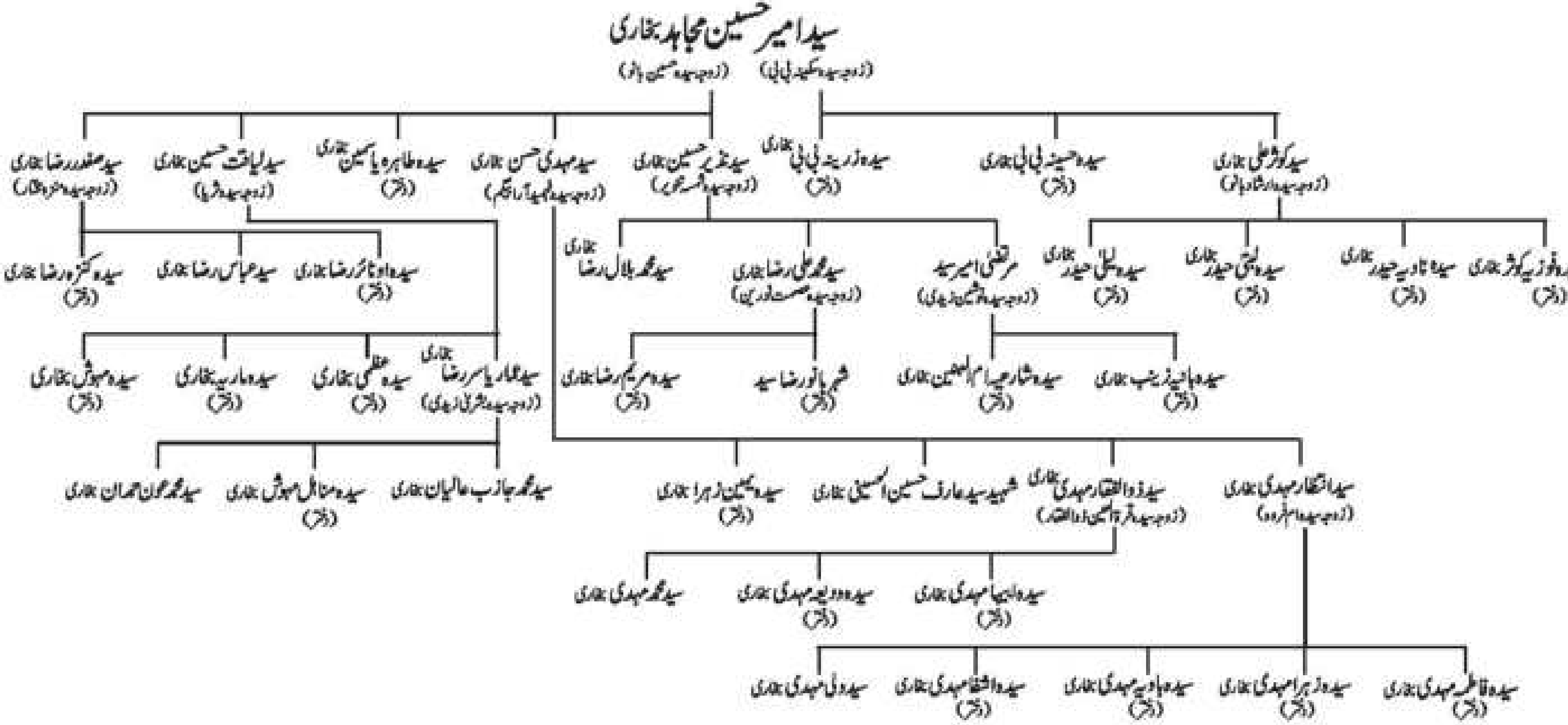

سید امیر حسین مجاہد بخاری
(زوجہ سیدہ حسین بانو)
(زوجہ سیدہ سکینہ بی بی)
سید صفدر رضا بخاری
سید لیاقت حسین بخاری
(زوجہ سیدہ ثریا)
سیدہ طاہرہ یاسمین بخاری
(دختر)
سید مہدی حسن بخاری
سید نذیر حسین بخاری
سیدہ زرینہ بی بی بخاری
(دختر)
سیدہ حسینہ بی بی بخاری
(دختر)
سید کوثر علی بخاری
سیدہ کنزہ رضا بخاری
(دختر)
سید عباس رضا بخاری
(دختر)
سید محمد بلال رضا بخاری
سید محمد علی رضا بخاری
(زوجہ سیدہ عصمت نورین)
مرتضیٰ امیر سید
(دختر)
(دختر)
سیدہ نادیہ حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ فوزیہ کوثر بخاری
(دختر)
سیدہ مہوش بخاری
(دختر)
سیدہ ماریہ بخاری
(دختر)
سیدہ عظمیٰ بخاری
(دختر)
سید عمار یاسر رضا بخاری
(زوجہ سیدہ بشریٰ زیدی)
سیدہ مریم رضا بخاری
(دختر)
شہربانو رضا سید
(دختر)
(دختر)
سیدہ زینب بخاری
(دختر)
سید محمد عون احسان بخاری
سیدہ منال مہوش بخاری
(دختر)
سید محمد جاذب عالیان بخاری
سیدہ یمین زہرا بخاری
(دختر)
شہید سید عارف حسین الحسینی بخاری
سید ذوالفقار مہدی بخاری
سید افتخار مہدی بخاری
(زوجہ سیدہ ام فروہ)
سید محمد مہدی بخاری
سیدہ ودیعہ مہدی بخاری
(دختر)
(دختر)
سید علی مہدی بخاری
(دختر)
(دختر)
سیدہ زہرا مہدی بخاری
(دختر)
سیدہ فاطمہ مہدی بخاری
(دختر)

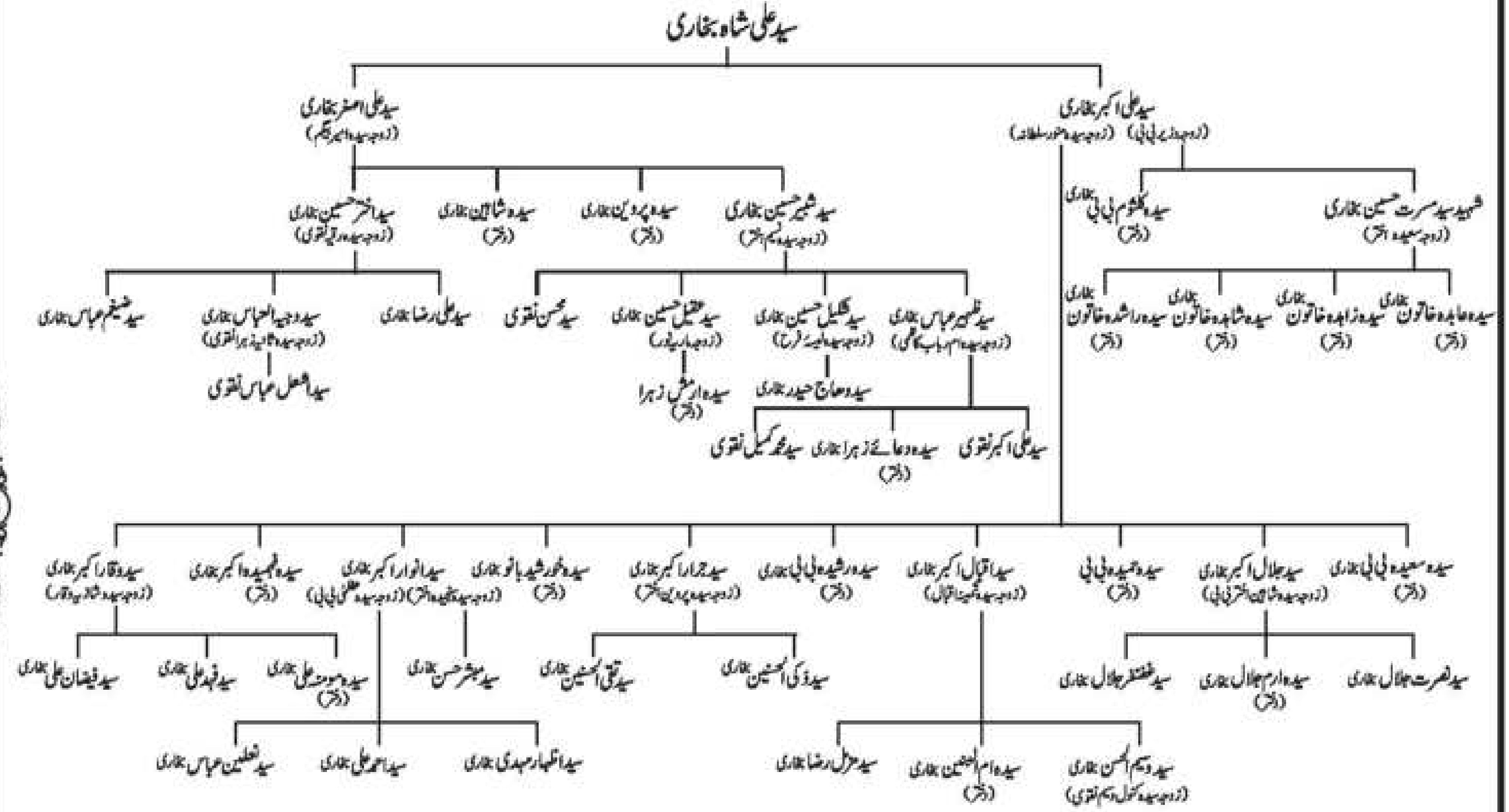
سید علی شاہ بخاری
سید علی اصغر بخاری
سید علی اکبر بخاری
سید اختر حسین بخاری
سیدہ شاہین بخاری
سیدہ پروین بخاری
سید شبیر حسین بخاری
سیدہ کلثوم بی بی بخاری
شہید سید مسرت حسین بخاری
سید ضیغم عباس بخاری
سید وجیہ العباس بخاری
سید علی رضا بخاری
سید اشعل عباس نقوی
سید محسن نقوی
سید عقیل حسین بخاری
سید شکیل حسین بخاری
سید ظہیر عباس بخاری
سیدہ ارمش زہرا
سیدہ وعاج حیدر بخاری
سید محمد کمیل نقوی
سیدہ دعائے زہرا بخاری
سید علی اکبر نقوی
سیدہ راشدہ خاتون بخاری
سیدہ شاہدہ خاتون بخاری
سیدہ زاہدہ خاتون بخاری
سیدہ عابدہ خاتون بخاری
سید وقار اکبر بخاری
سیدہ فہمیدہ اکبر بخاری
سید انوار اکبر بخاری
سیدہ خورشید بانو بخاری
سید جرار اکبر بخاری
سیدہ رشیدہ بی بی بخاری
سید اقبال اکبر بخاری
سیدہ حمیدہ بی بی
سید جلال اکبر بخاری
سیدہ سعیدہ بی بی بخاری
سید فیضان علی بخاری
سید فہد علی بخاری
سیدہ مومنہ علی بخاری
سید مبشر حسن بخاری
سید تقی الحسنین بخاری
سید زکی الحسنین بخاری
سید غضنفر جلال بخاری
سیدہ ارم جلال بخاری
سید نصرت جلال بخاری
سید ثقلین عباس بخاری
سید احمد علی بخاری
سید اظہار مہدی بخاری
سید عزل رضا بخاری
سیدہ ام الحسنین بخاری
سید وسیم الحسن بخاری

83

ذکر اولاد حضرت سید نور شاہ بخاریؒ ابن حضرت سید ہمت اللہ شاہ بخاریؒ

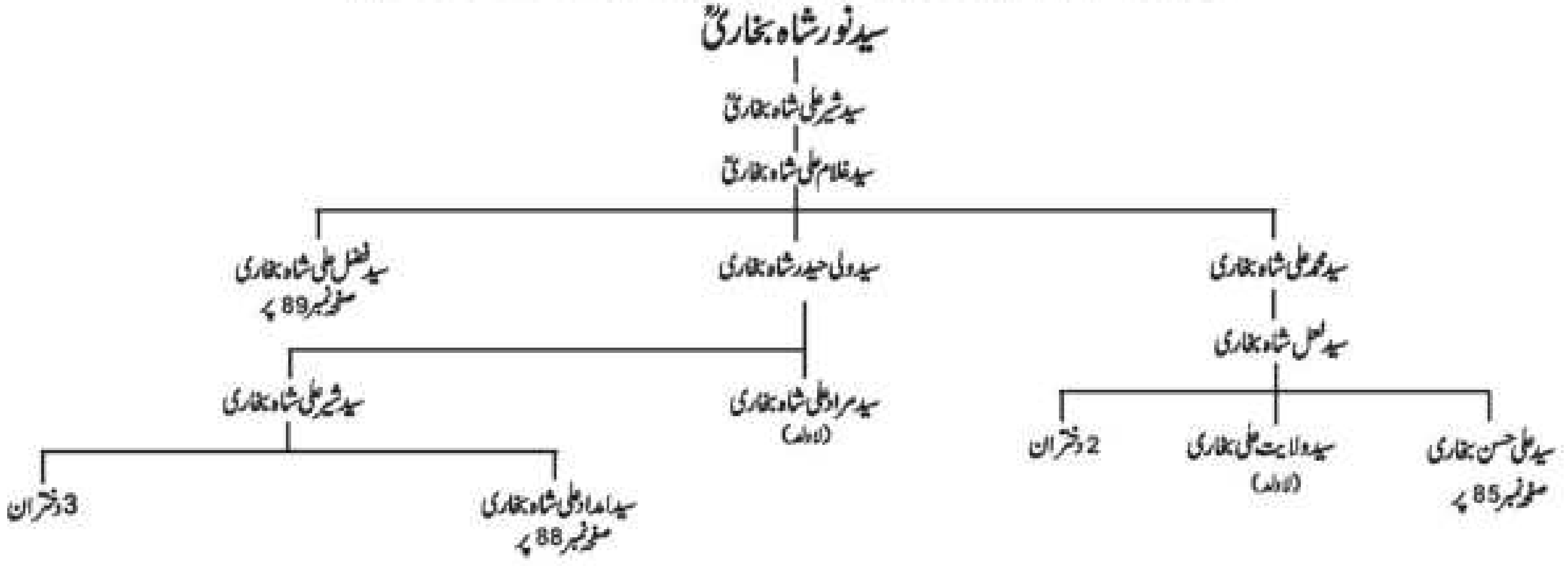

سید علی حسن شاہ بخاری ابن سید لعل شاہ بخاری ابن سید محمد علی شاہ بخاری

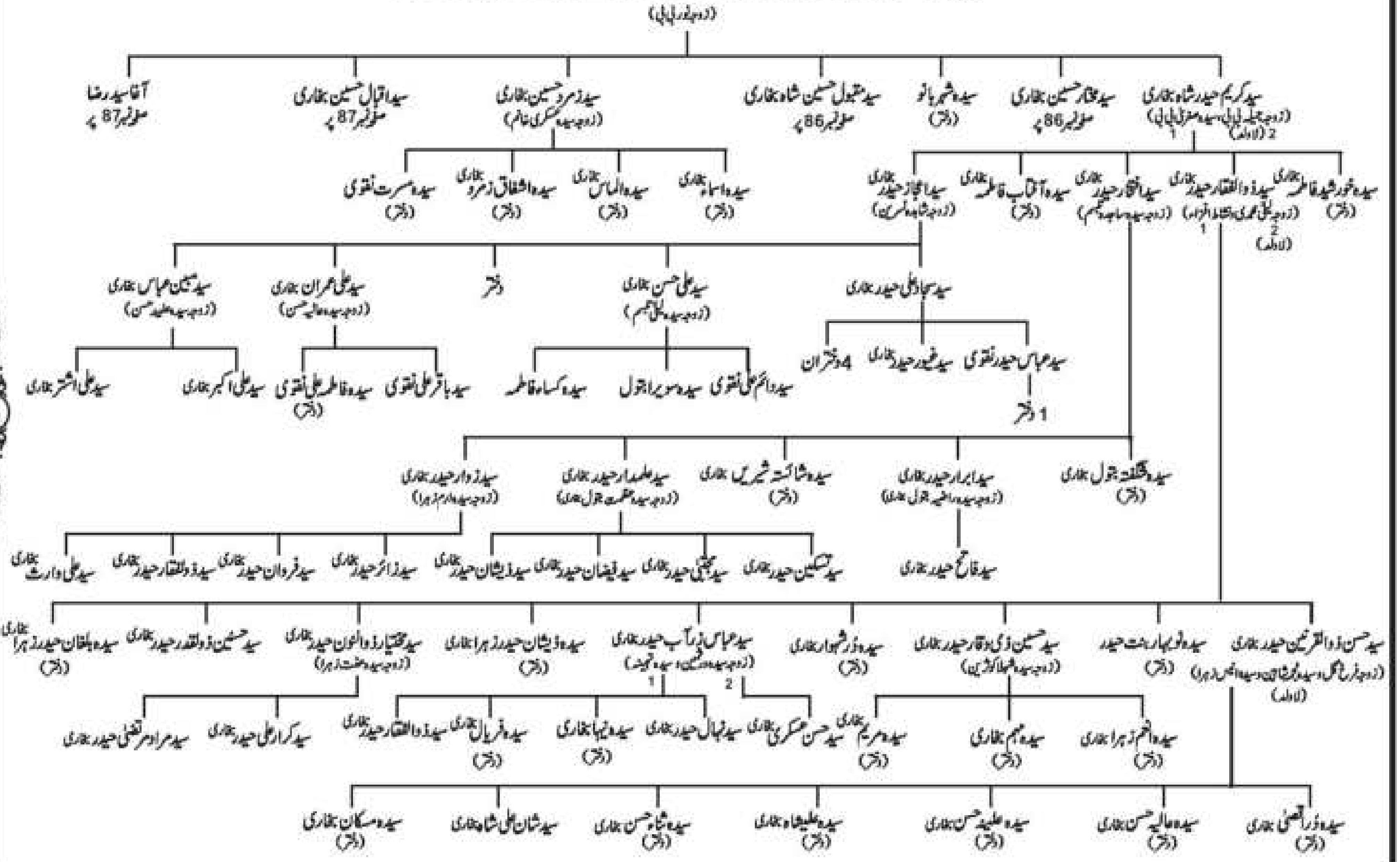

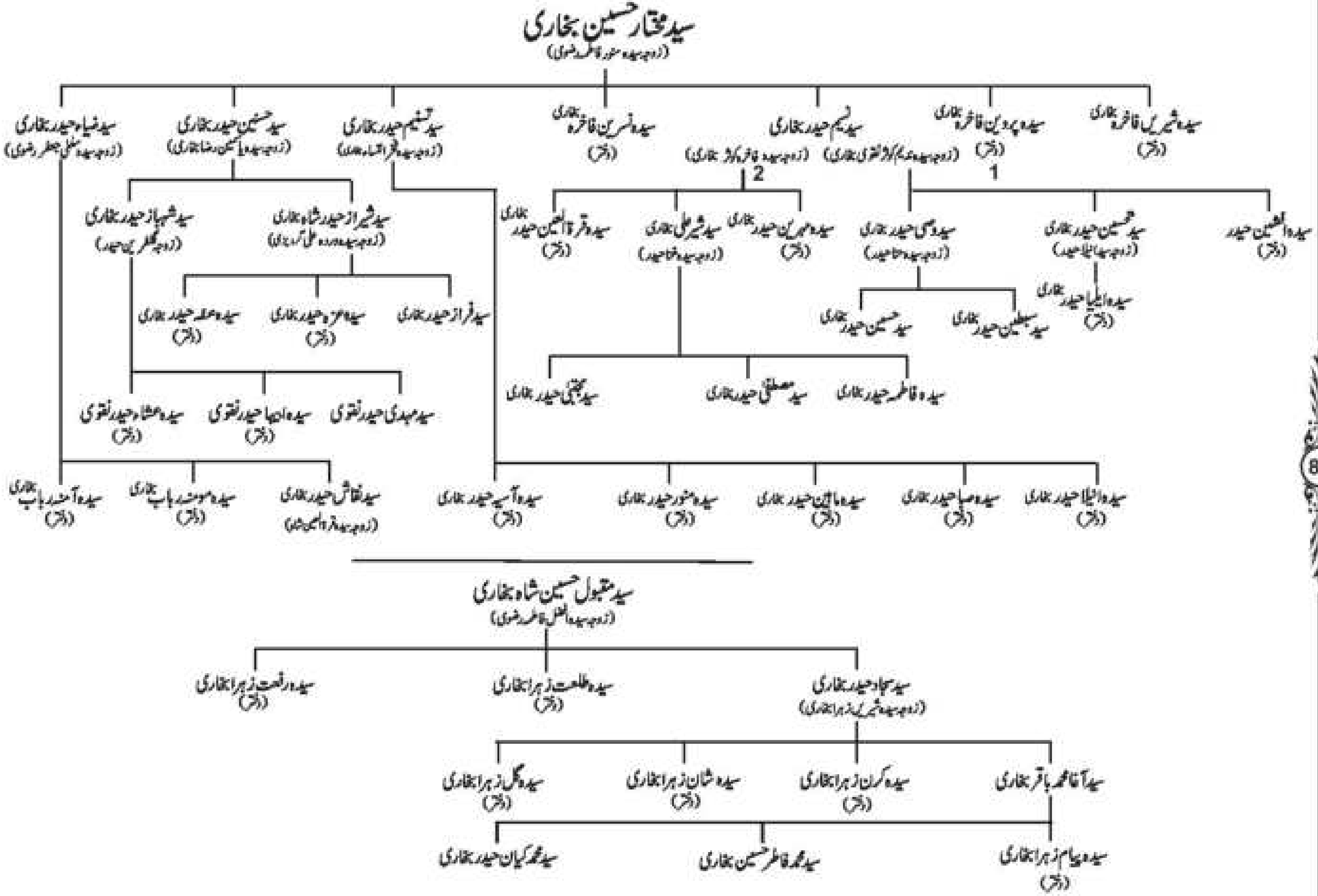

سید مختار حسین بخاری
سیدہ شیریں فاخرہ بخاری
(دختر)
سیدہ پروین فاخرہ بخاری
(دختر)
1
سید نسیم حیدر بخاری
2
سیدہ نسرین فاخرہ بخاری
(دختر)
سید تسنیم حیدر بخاری
سید حسنین حیدر بخاری
سید ضیاء حیدر بخاری
سیدہ قرۃ العین حیدر بخاری
(دختر)
سید شیر علی بخاری
سیدہ عنبرین حیدر بخاری
(دختر)
سید علی حیدر بخاری
سید حسنین حیدر بخاری
سیدہ ایلیا حیدر بخاری
(دختر)
سید حسین حیدر بخاری
سید سبطین حیدر بخاری
سید مجتبیٰ حیدر بخاری
سید مصطفیٰ حیدر بخاری
سیدہ فاطمہ حیدر بخاری
سید شہباز حیدر بخاری
سید شیراز حیدر شاہ بخاری
سیدہ عظمہ حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ عزہ حیدر بخاری
(دختر)
سید فراز حیدر بخاری
سیدہ عشاء حیدر نقوی
(دختر)
سیدہ ایما حیدر نقوی
(دختر)
سید مہدی حیدر نقوی
سیدہ آمنہ رباب بخاری
(دختر)
سیدہ مومنہ رباب بخاری
(دختر)
سید نقاش حیدر بخاری
سیدہ آسیہ حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ منور حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ ماہین حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ صبا حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ ایلیا حیدر بخاری
(دختر)
سید مقبول حسین شاہ بخاری
سیدہ رفعت زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ طلعت زہرا بخاری
(دختر)
سید سجاد حیدر بخاری
سیدہ گل زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ شان زہرا بخاری
(دختر)
سیدہ کرن زہرا بخاری
(دختر)
سید آغا محمد باقر بخاری
سید محمد کیان حیدر بخاری
سید محمد فاطر حسین بخاری
سیدہ پیام زہرا بخاری
(دختر)

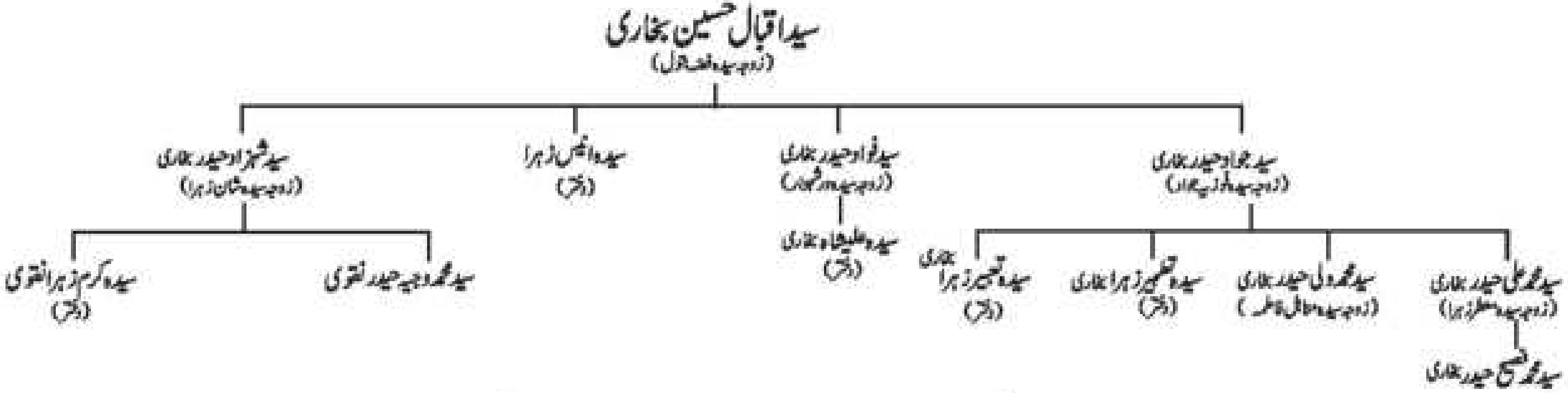
سید اقبال حسین بخاری
سید جواد حیدر بخاری
سید فواد حیدر بخاری
سیدہ انیس زہرا
(دختر)
سید شہزاد حیدر بخاری
(زوجہ سیدہ شان زہرا)
سید محمد علی حیدر بخاری
سید محمد ولی حیدر بخاری
سیدہ علیشاہ بخاری
(دختر)
سید محمد وجیہ حیدر نقوی
سیدہ کرم زہرا نقوی
(دختر)
سید محمد مسیح حیدر بخاری

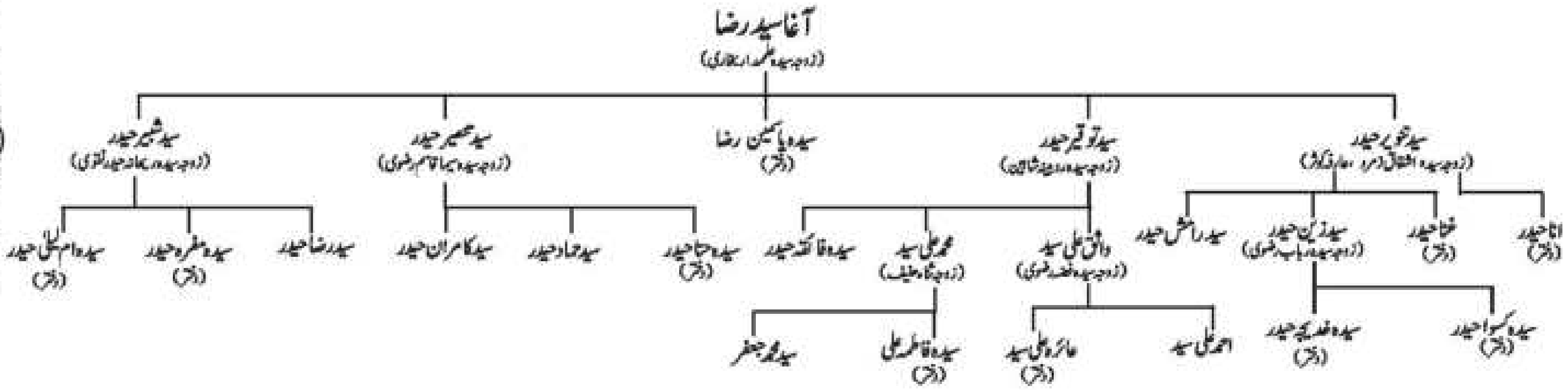
آغا سید رضا
سید تنویر حیدر
سید توقیر حیدر
سیدہ یاسمین رضا
(دختر)
سید شبیر حیدر
سید رضا حیدر
سید کامران حیدر
سید حماد حیدر
سیدہ فائقہ حیدر
محمد علی سید
واثق علی سید
سید زین حیدر
حنا حیدر
(دختر)
انا حیدر
(دختر)
سید محمد جعفر
سیدہ فاطمہ علی
(دختر)
احمد علی سید
سیدہ خدیجہ حیدر
(دختر)

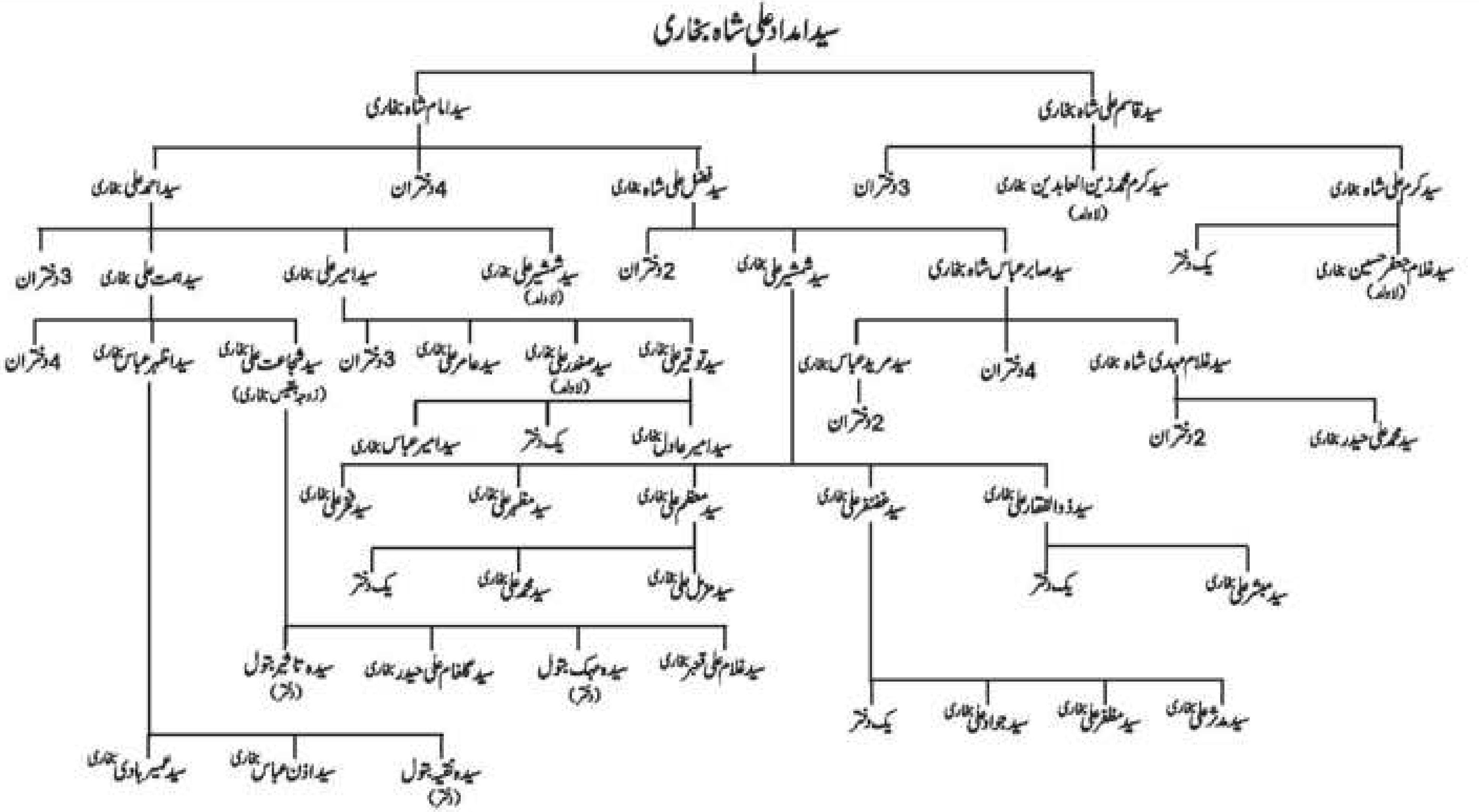

سید امداد علی شاہ بخاری
سید امام شاہ بخاری
سید قاسم علی شاہ بخاری
سید احمد علی بخاری
4 دختران
سید فضل علی شاہ بخاری
3 دختران
سید کرم محمد زین العابدین بخاری (لاولد)
سید کرم علی شاہ بخاری
3 دختران
سید امت علی بخاری
سید امیر علی بخاری
سید شمشیر علی بخاری (لاولد)
2 دختران
سید شبیر علی بخاری
سید صابر عباس شاہ بخاری
یک دختر
سید غلام جعفر حسین بخاری (لاولد)
4 دختران
سید اظہر عباس بخاری
سید شجاعت علی بخاری (زوجہ نفیس بخاری)
3 دختران
سید عامر علی بخاری
سید صفدر علی بخاری (لاولد)
سید توقیر علی بخاری
سید مرید عباس بخاری
4 دختران
سید غلام مہدی شاہ بخاری
2 دختران
2 دختران
سید محمد علی حیدر بخاری
سید امیر عباس بخاری
یک دختر
سید امیر عادل بخاری
سید قمر علی بخاری
سید مظہر علی بخاری
سید معظم علی بخاری
سید غضنفر علی بخاری
سید ذوالفقار علی بخاری
یک دختر
سید محمد علی بخاری
سید عدل علی بخاری
یک دختر
سید مبشر علی بخاری
سیدہ تاثیر بتول (دختر)
سید گلفام علی حیدر بخاری
سیدہ مہک بتول (دختر)
سید غلام علی قنبر بخاری
یک دختر
سید جواد علی بخاری
سید مظفر علی بخاری
سید مدثر علی بخاری
سید عمیر ہادی بخاری
سید اذان عباس بخاری
سیدہ نجف بتول (دختر)

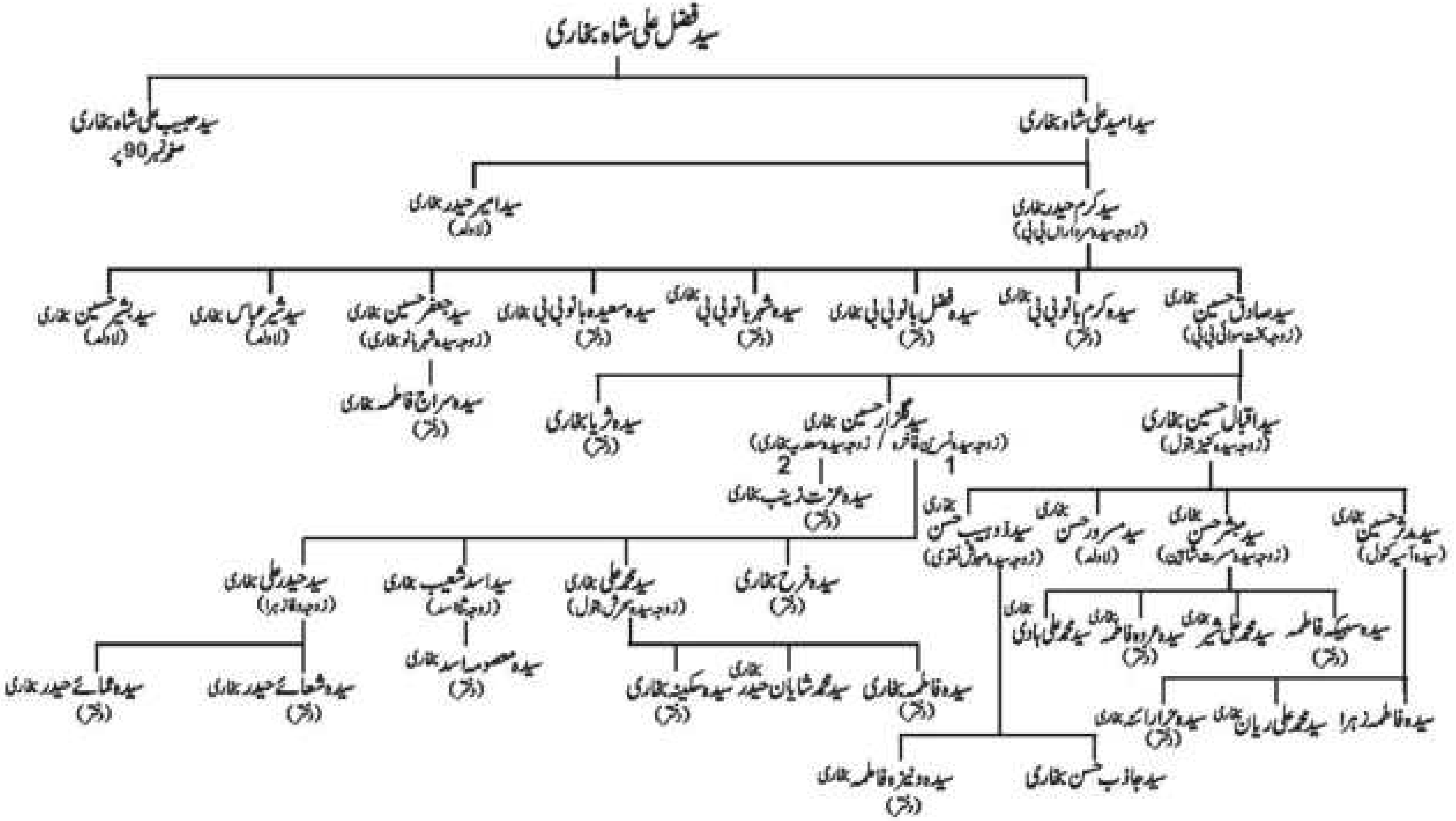
سید فضل علی شاہ بخاری
سید حبیب علی شاہ بخاری
صفحہ نمبر 90 پر
سید امید علی شاہ بخاری
سید امیر حیدر بخاری
(لاولد)
سید کرم حیدر بخاری
(زوجہ سیدہ سردار اں بی بی)
سید شبیر حسین بخاری
(لاولد)
سید شبیر عباس بخاری
(لاولد)
سید جعفر حسین بخاری
(زوجہ سیدہ شمر بانو بخاری)
سیدہ سراج فاطمہ بخاری
(دختر)
سیدہ سعیدہ بانو بی بی بخاری
(دختر)
سیدہ شمر بانو بی بی بخاری
(دختر)
سیدہ فضل بانو بی بی بخاری
(دختر)
سیدہ کرم بانو بی بی بخاری
(دختر)
سید صادق حسین بخاری
(زوجہ سیدہ عنایت سوائی بی بی)
سیدہ ثریا بخاری
(دختر)
سید گلزار حسین بخاری
(زوجہ سیدہ نسرین فاطمہ / زوجہ سیدہ محبوبہ بخاری)
2
1
سیدہ عزت زینب بخاری
(دختر)
سید اقبال حسین بخاری
(زوجہ سیدہ کنیز بتول)
سید حیدر علی بخاری
(زوجہ فاطمہ زہرا)
سید اسد شعیب بخاری
(زوجہ ثناء اسد)
سید محمد علی بخاری
(زوجہ سیدہ عرش بتول)
سیدہ فرح بخاری
(دختر)
سیدہ ثناءے حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ شعاءے حیدر بخاری
(دختر)
سیدہ معصومہ اسد بخاری
(دختر)
سیدہ سکینہ بخاری
(دختر)
سید محمد شایان حیدر بخاری
سیدہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سید ذوہیب حسن بخاری
(زوجہ سیدہ صوفیہ نقوی)
سید سرور حسن بخاری
(لاولد)
سید مبشر حسن بخاری
(زوجہ سیدہ مسرت شاہین)
سید مدثر حسین بخاری
(سیدہ آسیہ کنول)
سید محمد علی ہادی بخاری
سیدہ عروہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سید محمد علی شبیر بخاری
سیدہ سکینہ فاطمہ
(دختر)
سیدہ حراریہ بخاری
(دختر)
سید محمد علی ریان بخاری
سیدہ فاطمہ زہرا
سیدہ وجیزہ فاطمہ بخاری
(دختر)
سید جاذب حسن بخاری

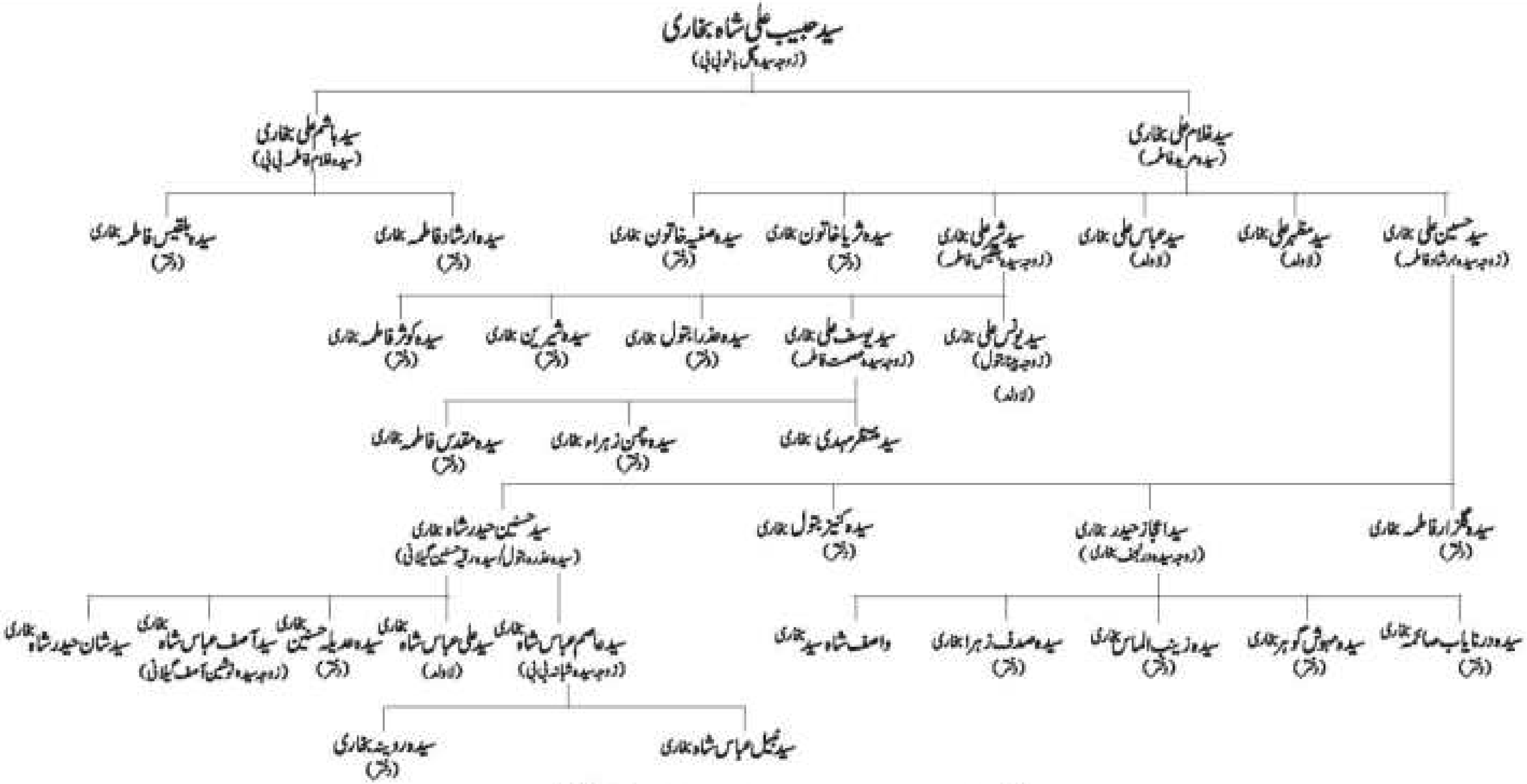

شجرہ نسب اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ اب تک مکمل ہوا

رب العالمین بوسیلہ محمدؐ وآل محمدؑ ہمیں ایمان یعنی ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ

پر بلا شرکت غیر قائم رکھتے ہوئے برکتیں عطا فرمائے۔

طالب دُعا: حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری

حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید جلال قطب کمال بخاریؒ کی نویں پشت سے ہیں اور اس طرح خانوادۂ نبوت کے امام دہم حضرت علی النقی الہادی علیہ السلام کے واسطہ سے تاجدار خلافت شہنشاہ ولایت وصی المصطفیٰؐ، امام الہدیٰ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کی چھبیسویں پشت سے ہوئے۔ آپ کی ولادت اُوچ شریف ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت سید صفی الدین بخاریؒ خانقاہ جلالیہ اُوچ کے سربراہ تھے جو پورے برصغیر پاک و ہند میں تبلیغ اسلام کی منظم تبلیغ کے باعث ایک ممتاز حیثیت کی حامل تھی۔ مسلمان حکمرانوں سے خانوادہ جلالیہ بخاریہ کے مراسم کسی ذاتی مفاد کی خاطر نہ تھے بلکہ اولیاء بخاری سادات ان حکمرانوں کو تبلیغ حق میں معاون سمجھتے تھے۔ شاہان تغلق کی طرح شاہان مغلیہ بھی آستانہ جلالیہ کی عظمت و سیادت، رشد و ہدایت، علم و فضل اور روحانیت کے قائل تھے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم نے اگرچہ اپنی حکمت عملی سے راجپوتوں کے دل تو موہ لئے تھے مگر ریاست میواڑ کے راجپوت اپنی روایت کو ترک نہ کر سکے۔ "آن پر جان دینا" ان کا نصب العین ہی رہا۔ میواڑی راجپوت اس قدر سخت اور کرخت تھے کہ اکبر اعظم کے زیر نہ آ سکے۔ ان کی رگوں میں رانا سانگا کہ جس نے بابر سے جنگ کی تھی کا خون جوش مار رہا تھا۔ جب جے پور، بیکانیر اور جیسلمیر کے راجپوت راجاؤں نے اپنی دختران اکبر اعظم کے عقد میں دیں تو میواڑی راجپوتوں نے انہیں سخت لعن طعن کی۔ غرضیکہ اکبر کے لئے ریاست میواڑ دردِ سر بنی رہی مگر وہ اس کانٹا کو بھی راستہ سے صاف کرنا چاہتا تھا۔ بالآخر دسمبر ۱۵۶۷ء میں اکبر نے ریاست میواڑ پر حملہ کر دیا۔ راجپوتوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ چتوڑ کا قلعہ اپنی مضبوطی، گولہ بارود اور سامان حرب کے لحاظ سے اکبری افواج کیلئے آسان نہ تھا کہ اُسے فتح کر لیتے۔ میواڑی راجپوتوں نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ مغل افواج کے حوصلے پست ہو گئے۔ جب کوئی صورت نظر نہ آئی تو شہنشاہ اکبر اعظم نے اپنا خاص نمائندہ آستانہ جلالیہ اُوچ شریف حضرت سید صفی الدین بخاریؒ کی خدمت میں بھیجا۔

حضرت کے سامنے جنگ کی تمام کیفیت بیان کر کے شاہی نمائندے نے شہنشاہ اکبر کی درخواست پیش کی۔ حضرت نے دُعا فرمائی اور ارشاد کیا کہ "مولا کریم شاہِ مرداں شیر یزداںؑ کی طفیل فتح عطا کرے گا۔ ہمارا فرزند سید محمد شاہ بخاریؒ جو موج دریا ہے وہ بھی موقعہ پر پہنچ جائے گا۔ خیال کرنا کہ میدان کارزار میں زبردست آندھی آئے گی تمام خیمہ جات اُکھڑ جائیں گے شمعیں گل ہو جائیں گی۔ صرف ایک شمع روشن رہے گی وہ میرے لخت جگر موج دریا بخاریؒ کی شمع ہوگی بس اس وقت قلعہ پر بھرپور حملہ کر دیا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا ۲۳ فروری ۱۵۶۸ء کو میدان کارزار میں ایسا طوفان آیا کہ تمام خیمے اُڑ گئے، شمعیں گل ہو گئیں صرف ایک شمع دور روشن نظر آئی۔ مغل سردار اس طرف گئے تو حضرت موج دریا بخاریؒ کو پایا۔ آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا اور حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کر دیا جائے۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، میواڑی راجپوتوں کی لاشوں سے میدان جنگ اَٹ گیا۔ قلعہ کا دروازہ بارود سے اڑا دیا گیا، بے شمار راجپوتوں نے قلعہ سے چھلانگیں لگا کر خودکشی کی۔ راجا اودے سنگھ تو بھاگنے میں کامیاب ہو گیا مگر جے مل اور فتا سنگھ مارے گئے۔ اکبری افواج قلعہ میں داخل ہوئی۔

حضرت موج دریا بخاریؒ واپس اُوچ شریف آستانہ جلالیہ تشریف لے آئے۔ مغل شہنشاہ اکبر اعظم حاضر خدمت ہوا، حضرت سے التجا کی کہ آپ آگرہ میں قیام فرما دیں۔ آپ نے دُعا دی مگر بعد میں اکبر اعظم کی بار بار کی التجا پر آپ نے لاہور کا قیام منظور فرما لیا۔ جہاں پرانی انارکلی اب آپ کا روضہ مبارک ہے یہاں پر خانقاہ جلالیہ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی سیادت، عظمت، روحانیت اور علم و فضل کی شہرت تو تھی ہی اب اہل لاہور آپ کے فیوض سے سیراب ہونے لگے۔ حضرت سید عبدالقادر ثالث گیلانی کہ جن کا مزار اندرون مقبرہ حضرت شاہ چراغ (ہائی کورٹ) لاہور ہے نے اپنی دختر سیدہ فاطمہ آپ کے عقد میں دے دی۔ حضرت شاہ چراغ کا اصل نام سید عبدالرزاق ہے جو حضرت سید عبدالقادر ثالث گیلانی کے پوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موج دریا بخاریؒ نے خانقاہ جلالیہ لاہور میں رہائشی حویلی تیار کرائی۔ جب شہنشاہ اکبر اعظم حضرت کی ملاقات کے لئے لاہور حاضر ہوا تو حضرت کی زندگی میں ہی ان کا موجودہ مقبرہ تعمیر کرا دیا اور حضرت کے نام دو لاکھ بیگہ ارضی بطور جاگیر کا فرمان شاہی جاری کیا۔ اکبر کو

علاقہ گورداسپور وغیرہ بہت پسند تھا جیسا کہ وہ ہمایوں کی زندگی میں بھی برائے شکار یہاں آیا کرتا تھا۔ چنانچہ جب شہنشاہ ہمایوں فوت ہوا تو اکبران دنوں اسی علاقہ میں شکار کے لئے آیا ہوا تھا جہاں کہ بمقام کلانور اس کی تاج پوشی ہوئی۔ لہٰذا یہ جاگیر بھی اسی علاقہ میں دی گئی۔ جس سے حضرت نے بمقام بٹالہ خان فتا، پستانوالہ اور لاہور میں لنگر جاری کئے۔ تبلیغ اسلام کا سلسلہ ان علاقوں میں کامیاب رہا۔

سیدہ فاطمہ سے حضرت کے دو بیٹے سید صفی الدین بخاری (مصنف انساب جلالی) اور سید بہاء الدین بخاری پیدا ہوئے۔ پھر حضرت نے بی بی نور رنگ صاحبہ سے عقدِ ثانی کیا۔ سیدہ فاطمہ بی بی کلاں اور بی بی نور رنگ صاحبہ بی بی خورد کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے بی بی نور رنگ صاحبہ کی رہائش کا اہتمام بٹالہ کیا جن کے بطن سے حضرت سید شہاب الدین پیدا ہوئے۔

حضرت موج دریا بخاری کبھی لاہور اور کبھی بٹالہ اقامت پذیر ہوئے۔ خدام کی ایک کثیر جماعت لنگر خانوں کا اہتمام کرتی۔ چنانچہ آپ کی وفات بھی ۱۷ ربیع الثانی ۱۰۱۳ھ بمقام خان فتا (نزد بٹالہ) بھارت ہوئی جہاں آپ کو غسل اور کفن دیا گیا۔ اس مقام پر بھی آپ کی تربت بطور یادگار موجود ہے جو اب نہر اپر باری دوآب کے کنارے پر واقع ہے۔(۱)

چونکہ آپ کا روضہ آپ کی زندگی میں ہی تعمیر ہو چکا تھا لہٰذا آپ کا جنازہ ایک جلوس کی صورت میں خان فتا سے بٹالہ لایا گیا اور بٹالہ سے لاہور تعمیر شدہ روضہ مبارک میں آپ کو دفن کیا گیا۔ مسلمانوں کے علاوہ اہل ہنود کی بھی کثیر تعداد جلوس جنازہ میں شریک ہوئی۔

آپ کو رموز قرآن پر کافی عبور تھا، احادیث معصومین علیہم السلام اکثر بیان کرتے تھے۔ عدل خداوندی پر آپ کے ارشادات بے شمار طالبانِ حق دوزانو ہو کر سماعت کرتے تھے۔ آپ کی نسل حضرت سید شہاب الدین بخاری سے ہی قائم چلی آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم اور معزز و ممتاز رکھے۔

حضرت سیّد شہاب الدین نہرا بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاری کے تیسرے فرزند تھے۔ چونکہ آپ میں بچپنے سے ہی آثار کرامت تھے لہٰذا حضرت کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ ایک دفعہ جب شہنشاہ اکبر لاہور آیا تو بعض حاسد اُمرا نے شہنشاہ سے کہا کہ آپ نے اس قدر جاگیر ایک سید کو ہی دے دی اگر اسے عوام میں تقسیم کیا جاتا تو بے شمار بندگانِ خدا کو فائدہ پہنچتا۔ شہنشاہ نے جواباً کہا ان حضرت سے عوام کو کیا نسبت؟ مگر امرا اس بات پر اڑے رہے۔ اس کی اطلاع حضرت موج دریا بخاریؒ کو بھی مل گئی۔ جب اکبر اعظم امراء سمیت حضرت کی ملاقات کو آیا تو حضرت سید شہاب الدین بخاریؒ نے اس انداز سے امراء کی جانب نگاہ اُٹھائی کہ آپ شیر کی طرح نظر آنے لگے۔ حضرت موج دریا بخاریؒ نے فرمایا کہ

بیٹا! کیا تو نہرا ہو گیا ہے؟ غصہ دور کرو۔

نہرا ہندی میں شیر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ امراء شرمندہ ہوئے اور آداب و تسلیمات بجا لائے۔ اسی دن سے آپ کا لقب نہرا مشہور ہوا۔ آپ ولی کامل تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات مشہور و معروف ہیں۔ نسب کے بارے آپ بڑے ہی سخت تھے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لعنۃ اللہ علی خارج النسب وداخل النسب

لہٰذا آپ کے سامنے کسی مصنوعی سید کو ہمت نہ ہوتی کہ وہ سید ہونے کا دعویٰ کرے۔ یہی صفت ورثہ میں آپ کی اولاد کو ملی کہ وہ امیر ترین صاحب عزّ و وقار مصنوعی سید کی سیادت سے انکار کرنے میں ذرہ بھر جھجک محسوس نہیں کرتی۔

آپ کے ہر دو برادران سید صفی الدین بخاری اور سید بہاء الدین بخاری لاہور ہی قیام پذیر رہے مگر آپ نے بفرمان والد بزرگوار بٹالہ ہی رہائش اختیار رکھی۔ چنانچہ اس علاقہ میں آپ کی تبلیغ سے اکثر اہل ہنود نے اسلام قبول کیا۔ ۱۰۴۱ ہجری میں آپ کی وفات بٹالہ میں ہوئی۔ جہاں آپ کو غسل دیا گیا اس مقام پر بھی آپ کی تربت بطور یادگار موجود ہے جو محلہ بخاری سادات بٹالہ (بھارت) میں واقع ہے۔ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ بٹالہ سے لاہور لایا گیا، جب جنازہ بمقام بھوگیوال (باغبانپورہ) پہنچا تو رُک گیا۔ آپ کے فرزند حضرت سید مصطفیٰ بخاریؒ نے فرمایا کہ والدِ بزرگوار کا مجھے حکم تھا کہ جہاں پر میرا جنازہ رُک جائے وہاں ہی دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپ کا مزار مبارک

(۱) یہ مقام اب بھارت میں ہے۔

بھوگیوال میں زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔ حضرت موج دریا بخاریؒ کی اولاد کا سلسلہ انہی سے بفضل خدا قائم چلا آ رہا ہے۔ ماسوا علاقہ جات لاہور کی جاگیر کے علاقہ جات گورداسپور اور امرتسر کے مواضعات کی تمام جاگیر انہی کی اولاد میں نسلاً بہ نسلاً منتقل ہوتی چلی آئی۔ اگرچہ ان کی اولاد بٹالہ کے علاوہ ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں بھی پھیلی مگر انہوں نے جاگیر سے کوئی حصہ طلب نہ کیا کیونکہ وہ بفضل خدا وہاں ممتاز اور خوشحال رہے۔

آپ صاحب تصنیف بھی تھے فارسی زبان میں آپ کا دیوان برادرم سید غضنفر علی شاہ صاحب بخاری کے پاس موجود تھا جس میں ایک باب بعنوان

"زمینِ دوستاں ملک عراق است"

میں عراق کے ان تمام مقاماتِ مقدسہ کی عظمت وجلالت اور قدر ومنزلت پر اشعار تھے۔ افسوس کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب میں برادر موصوف یہ دیوان بٹالہ سے ہمراہ نہ لا سکے۔

حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید شہاب الدین ضہرا بخاریؒ کے پوتے ہیں۔ آپ ولی کامل اور عارف باللہ تھے۔ آپ نے اگرچہ بٹالہ ہی قیام رکھا مگر امرتسر میں بھی خانقاہ جلالیہ قائم کی جہاں پر ایک درسگاہ کا قیام عمل میں آیا۔ توحید، عدل، نبوت، امامت، قیامت پر آپ کے دروس میں اکثر غیر مسلم بھی شامل ہوتے۔ آپ نے بھی اپنے اجدادؒ کی طرح مبلغین کی جماعت تیار کی جن کی تبلیغی کاوشوں سے اسلام کی شمعیں روشن ہوگئیں۔ اٹاری، ترنتارن، کھنڈیاں، رائے ونڈ وغیرہ کے علاقوں میں اکثر غیر مسلم اقوام نے اسلام قبول کیا۔(۱)

آپ ذی الحجہ، محرم الحرام اور صفر المظفر تین ماہ مستقل طور پر بٹالہ ہی قیام پذیر رہتے۔ آپ کے دونوں فرزند حضرت سید مشک علی شاہ بخاری اور حضرت سید طلعہ بخاری زندہ نوری بٹالہ، پسنانوالہ اور خان فتا کی خانقاہوں کے منتظم تھے۔ ایک روایت کے مطابق ایک مرید خاص جو اوبڑی محلہ بٹالہ کا آہن گھر تھا نے کہا کہ:

"یا حضرت آپ کے یہ دونوں فرزند یک جان دو قالب ہیں"۔

آپ نے فرمایا تو نے ٹھیک کہا مگر میرا یہ فرزند (حضرت سید طلعہ زندہ نوری کی طرف اشارہ کر کے) بٹالہ میں اپنی نشانی چھوڑ کر غیر علاقہ میں چلا جائے گا اور وہاں اس کی کثیر اولاد پھیلے گی۔

چنانچہ یہی ہوا حضرت سید طلعہ زندہ نوریؒ اپنا ایک فرزند سیّد امام شاہ بخاریؒ اپنے بھائی سید مشک علی شاہ بخاریؒ کے پاس چھوڑ کر علاقہ جات ڈیرہ اسماعیل خان (بمقام دریا خان) تشریف لے گئے۔ جہاں ان کی اولاد بفضلِ خدا خوب پھیلی (اللہ تعالیٰ انہیں قائم ودائم رکھے)۔

حضرت سیّد فتح علی شاہ بخاریؒ کو بھی ان کی وصیت کے مطابق ان کے فرزندان نے خانقاہ جلالیہ امرتسر میں دفن کیا جہاں پر قلعہ کے باہر ان کا مزار مبارک ۱۹۴۷ء تک زیارت گاہ خاص وعام رہا۔ امرتسر میں "فتح شاہ بخاریؒ" کے نام سے مشہور اس درگاہ پر زائرین کا اچھا خاصا اجتماع رہتا۔

ہندوستان اور پاکستان کے باڈر واہگہ سے اس طرف حضرت موج دریا بخاریؒ اور اس پار حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ کے مزارات اپنی عظمت وجلالت کے شاہکار ہیں۔

حضرت سیّد طلعہ زندہ نوری بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ ۱۱۲۲ ہجری القدس بٹالہ سے دریا خان (ضلع میانوالی) جو ان دونوں علاقہ ڈیرہ جات کہلاتا تھا اور ڈیرہ اسماعیل خان کے نزدیک تھا تشریف لائے۔ بٹالہ سے آپ کی ترک سکونت کے بارے مختلف روایات زبانی کلامی ملتی ہیں مگر محقق روایت یہ ہے کہ بٹالہ میں ایک ناصبی نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی تو آپ نے اُسے قتل کر دیا اور علاقہ غیر میں آ گئے۔ آپ کے دو فرزند سیّد امام شاہ بخاری اور سیّد بلو شاہ بخاری بٹالہ میں اپنے عم بزرگوار حضرت سیّد مشک علی شاہ بخاری کے پاس رہے۔ سیّد بلو شاہ تو بعمر سات سال انتقال کر گئے مگر سید امام شاہ بخاری کی

(۱) آپ کے پوتے سید خورعلی شاہ بخاری المعروف پیر فرخ شاہ بخاری اپنے زمانہ کے ولی کامل تھے جن کی کرامات مشہور ہیں۔

اولاد بفضل خدا قائم و دائم چلی آ رہی ہے۔ حضرت سید طلعہ زندہ نوری جو کہ علم و فضل میں کمال رکھتے تھے اور روحانیت کے لحاظ سے بھی انہیں ایک شہرت حاصل تھی نے دریا خان کے نزدیک جو کہ ریگستان تھا ڈیرہ لگایا۔ یہاں پر انہوں نے عقد ثانی کیا جس سے دو فرزندان سید محمد عالم بخاری اور سید ہمت اللہ شاہ موالی بخاری پیدا ہوئے۔ اس ریگستان میں آپ کا مقام ٹبہ شاہ طلعہ زندہ نوری کے نام سے اب بھی موجود ہے جو دریا خان سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر پنجگرائیں کو جانے والی سڑک کی بائیں طرف واقع ہے۔ اگرچہ اس کی موجودہ بلندی تیس چالیس فٹ ہے مگر کہا جاتا ہے کہ ابتدا میں یہ ٹبہ بہت ہی بلند تھا۔ اس مکان میں اب آپ کی اولاد سے سید حسن رضا بخاری رہائش پذیر ہیں۔ سید صادق حسین بخاری اور سید محب و حسین بخاری بھی اسی ٹبہ کے گرد و نواح ریگستانی آبادی میں سکونت رکھتے ہیں۔ ٹبہ کے قریب ایک طرف زرعی اراضی بھی ہے جو انہیں حضرات کی ملکیت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت طلعہ زندہ نوری کی کافی اراضی تھی تاہم اب بھی چار پانچ مربعہ رقبہ ہے۔

اسی ٹبہ کے نزدیک کچھ فاصلہ پر دو الگ الگ احاطہ جات ہیں۔ ایک احاطہ میں چودہ کچی قبور ایک چبوترہ پر ہیں۔ دو قبور کے سرہاندی کی جانب نیلے رنگ میں کاشی کی پرانی اینٹیں نصب ہیں۔ ایک پر کلمہ طیبہ کے بعد سید طلعہ زندہ نوری بن سید فتح علی شاہ بخاری تحریر ہے اور دوسری قبر کی اینٹ پر سید حامد شاہ ولد سید عنایت علی شاہ تحریر ہے۔ اس احاطہ سے کافی فاصلہ پر جو دوسرا احاطہ ہے اس میں سید فضل شاہ بخاری، سید امیر شاہ بخاری اور سید فتح دریا شاہ بخاری کی قبور پر نصب شدہ کتبہ جات بھی اگرچہ پرانے ہو گئے ہیں مگر تحریر پڑھی جاتی ہے۔ اسی احاطہ میں ایک قبر سیدہ سردار بانو بنت سید فتح دریا بخاری کی ہے جن کی وفات ۱۸۸۶ء میں ہوئی۔ یہ محترمہ ڈاکٹر سید جلال حسین شاہ بخاری کی اہلیہ تھیں۔ مزید قبور بھی موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان سے بھی میتوں کو دفن کرنے کے لئے اس مقام پر لایا جاتا تھا مگر اب ایک عرصہ سے مقامی شیعہ قبرستان "کوٹلی" میں ہی تدفین ہوتی ہے۔

بندہ راقم الحروف ۱۴، ۱۵ مارچ ۱۹۷۵ء ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچا۔ اگرچہ چند برادران سے غائبانہ اور چند سے بالمشافہ تعارف تھا مگر اب تقریباً پوری برادری سے کماحقہ تعارف ہو گیا۔ جملہ برادران نے خاندانی حالات کی تدوین کے بارے میں میری اس سعی کو سراہا اور مطلوبہ معلومات بہم پہنچائیں۔ خان بہادر سید جعفر حسین شاہ بخاری مرحوم کے ہاں میرا قیام رہا۔ سید عباس علی شاہ بخاری مرحوم (ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف سکولز) کے ڈیرہ پر سید شوکت علی شاہ بخاری کی تحریک پر ۱۵ مارچ آٹھ بجے صبح جملہ برادران تشریف لائے۔ اگرچہ کچھ حضرات باہر تشریف فرما تھے تاہم پچیس برادران سے تعارف ہوا۔ سید شوکت علی شاہ، سید محسن علی شاہ، سید عنایت علی شاہ، سید محمود عباس، سید محمد رضا شاہ، سید ذوالفقار حیدر، سید احمد حسین شاہ، سید ذوالفقار حسین، سید زاہد قاسم، سید محمد مجتبیٰ، سید جمشید عالم، سید محمد حسنین بھی نے خلوص و محبت اور اخوت کا مظاہرہ کیا۔

"تاریخ جلالیہ" کا مسودہ ان حضرات کی خدمت میں پیش کیا گیا جو انہوں نے پسند کیا۔ سید جعفر حسین شاہ صاحب مرحوم کے فرزند سید مقبول حسین صاحب اور پوتے سید شبیر حسین صاحب کا ممنون ہوں کہ میرے دوران قیام انہوں نے میری آسائش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھا۔ انہی کے ہمراہ مقامی قبرستان کوٹلی میں مرحوم برادران کی قبور پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ سید شوکت علی بخاری اور سید محمود عباس بخاری نے میرے اعزاز میں دعوت چائے اور ظہرانہ ترتیب دیا جس میں جملہ برادران بھی شریک ہوئے۔ اس عزت افزائی کے لیے ان کا شکر گذار ہوں۔ ظہرانہ کے بعد سید مقبول حسین کے ہمراہ سید علی اکبر شاہ صاحب بخاری کے ہاں محمودیہ سٹریٹ پہنچا۔ شجرہ کے بارے مزید تسلی کی گئی۔ ۱۵ مارچ شام کو ڈیرہ سے دریا خان پہنچ کر سید امیر حسین شاہ مجاہد کے ہاں قیام کیا۔ یہاں سے ٹبہ سید طلعہ زندہ نوری جو ٹبہ فاضل شاہ اور کرم حیدر شاہ کے نام سے بھی مشہور ہے پہنچ کر بزرگوں کی قبور پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ سید سجاد حسین شاہ صاحب بھی اس ٹبہ کی نواحی آبادی میں رہائش پذیر ہیں۔ رات دس بجے ان سے ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب موصوف ہمارے ماموں سید عبداللہ شاہ بخاری بن سید برکت علی شاہ بخاری کے داماد ہیں، ان سے تو پہلے ہی تعارف ہے یہ خاندانی شجرہ کے ماہر ہیں۔ رات گیارہ بجے اونٹوں کی سواری ملی اور دریا خان واپسی ہوئی۔ اس سفر میں سید مقبول حسین صاحب، سید اقبال حسین صاحب میرے ہمرکاب رہے۔ سید امیر حسین شاہ صاحب ۱۹۵۲ء میں بسلسلہ ملازمت سرگودھا رہ چکے ہیں ان سے اچھا خاصا تعارف ہے بڑے مجاہد انسان ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں ان کے کارنامے زبان زد خلائق ہیں۔

برادران ڈیرہ اسماعیل خان بفضل خدا معزز اور ممتاز ہیں۔ محلہ جلال حسین شاہ میں ان کی سکونت ہے۔ سول اور ملٹری ملازمتوں پر فائز ہیں۔ زمینداری بھی ہے اور کاروبار بھی۔ تعلیم میں بھی ماشاء اللہ سبقت حاصل کر رہے ہیں۔ بعض نونہال بیرون ملک امریکہ وغیرہ میں بھی زیر تعلیم ہیں۔ تبلیغ مذہب شیعہ میں بھی پیش پیش ہیں۔ سیاسی لحاظ سے تشکیل پاکستان کی جدوجہد میں ان کا نمایاں کردار رہا۔ سید جعفر حسین شاہ بخاری نے خان بہادر کا خطاب قائداعظم کے فرمان کے مطابق "عطائے تو بہ لقائے تو" کی مسلم لیگی تحریک میں انگریز حکومت کے منہ پر مارا۔ اور اب پیپلز پارٹی کی سرگرمیوں میں خاندان کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ سید محمود عباس بخاری باشعور اور سلجھے ہوئے نوجوان ہیں۔ قومی، سماجی ذہن کے مالک ہیں، پیپلز پارٹی میں نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔

برادران کا شکریہ

مندرجہ ذیل برادران محترم کہ جنہوں نے دوران تدوین کتاب ہذا بندہ کی تائید فرما کر اس جدوجہد کو سراہا، ان کا بے حد شکر گذار ہوں۔

۱۔ سید نذر حسین صاحب بخاری	۳۳ سی شالیمار روڈ گڑھی شاہو لاہور
۲۔ سید ریاض حسین صاحب بخاری	نوریا توالہ تحصیل سمندری ضلع لائل پور
۳۔ سید بشارت حسین صاحب بخاری	بلاک نمبر ۵ سرگودہا
۴۔ سید ممتاز حسین صاحب بخاری	سرائے سدھو تحصیل کبیروالا ضلع ملتان
۵۔ سید مراد علی شاہ صاحب بخاری	طویلہ نواب صاحب اندرون موچی گیٹ لاہور
۶۔ الحاج سید صادق حسین صاحب بخاری	مغلپورہ لاہور
۷۔ سید شوکت حسین صاحب بخاری	۵۴ عبدالکریم روڈ لاہور
۸۔ سید احمد حسن صاحب بخاری	بیبیاں پاکدامناں ایمپریس روڈ لاہور
۹۔ سید کرامت حسین صاحب بخاری	سنت نگر لاہور
۱۰۔ سید رضا علی شاہ صاحب بخاری	امامیہ کالونی شاہدرہ لاہور
۱۱۔ سید فقیر حسین شاہ صاحب بخاری	چک نمبر ۶۱ دھروڑ ضلع لائل پور
۱۲۔ سید امجد حسین صاحب بخاری	۱۱ محمد علی قزلباش روڈ لاہور
۱۳۔ سید بشیر حسین صاحب بخاری	سنگھ پورہ لاہور
۱۴۔ سید فضل حسین صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۱۵۔ سید شوکت علی شاہ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۱۶۔ سید سجاد حسین صاحب بخاری	مبہ فاضل شاہ دریا خان ضلع میانوالی
۱۷۔ سید محمود عباس صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

۱۸۔ سید نذیر حسین صاحب بخاری	گلبرگ لاہور
۱۹۔ سید سخاوت حسین صاحب بخاری	خلیفہ سٹریٹ باغبانپورہ لاہور
۲۰۔ سید ریاض حسین صاحب بخاری	راولپنڈی
۲۱۔ سید مقبول حسین صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۲۲۔ ڈاکٹر سید صادق علی صاحب بخاری	شاہدرہ ٹاؤن لاہور
۲۳۔ سید افضال حسین صاحب بخاری	محلہ بیبیاں پاکدامناں لاہور
۲۴۔ سید ناصر امام صاحب بخاری	مغل حویلی اندرون موچی گیٹ
۲۵۔ سید محمد چراغ صاحب بخاری	اوکاڑہ ضلع ساہیوال
۲۶۔ سید مرتضیٰ حسین صاحب بخاری	۱۱۱ منٹگمری پارک لاہور
۲۷۔ سید ذوالفقار حسین صاحب بخاری	کرشن نگر لاہور
۲۸۔ سید شاہد اسلام صاحب بخاری	بلاک نمبر ۲ مسلم بازار سرگودھا
۲۹۔ سید ذوالفقار حیدر صاحب بخاری	مصطفیٰ آباد نزد درگاہ حضرت میاں میر صاحب
۳۰۔ ڈاکٹر سید اختر علی صاحب بخاری	شاہدرہ ٹاؤن لاہور
۳۱۔ سید امیر حسین صاحب بخاری غازی المجاہد	دریا خان ضلع میانوالی
۳۲۔ سید عاشق حسین صاحب بخاری	۵۴ عبدالکریم روڈ لاہور
۳۳۔ سید ذوالفقار حیدر صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۳۴۔ سید عنایت علی شاہ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۳۵۔ سید احمد حسین صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان
۳۶۔ سید مختار حسین صاحب بخاری	۱۱ محمد علی قزلباش روڈ لاہور
۳۷۔ سید شمشیر علی شاہ صاحب بخاری	کراچی گلاس ہاؤس بیرون بوہڑ دروازہ ملتان
۳۸۔ سید جمشید قاسم صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۳۹۔ سید ذوالفقار حسین صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۰۔ سید مصطفیٰ حسنین صاحب بخاری	مصطفیٰ آباد منٹگمری روڈ لاہور
۴۱۔ سید محمد حسنین صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۲۔ سید محمد رضا صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۳۔ سید زاہد قاسم صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۴۔ سید محمد مجتبیٰ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۵۔ سید محمد علی شاہ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۶۔ سید عباس شوکت صاحب بخاری	۵۴ عبدالکریم روڈ لاہور
۴۷۔ سید منور حسین صاحب بخاری	نئی آبادی گڑھی شاہو لاہور
۴۸۔ سید محسن علی شاہ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۴۹۔ سید مشتاق علی شاہ صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۵۰۔ سید انور عباس صاحب بخاری	محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسماعیل خان
۵۱۔ سید فقیر حسین صاحب بخاری	گڑھی شاہو لاہور
۵۲۔ سید حسن علی شاہ صاحب بخاری	ظفر کالونی سمن آباد لاہور
۵۳۔ سید نذر حسین صاحب بخاری	نئی آبادی گڑھی شاہو لاہور
۵۴۔ سید مہر علی شاہ صاحب بخاری	ڈھہ الہ دیال شاہ لاہور
۵۵۔ سید غلام حسین شاہ صاحب بخاری	بیبیاں پاکدامناں لاہور
۵۶۔ سید علی رضا صاحب بخاری	چکلالہ (راولپنڈی)
۵۷۔ سید مقبول حسین صاحب بخاری	خلاصی لائن ملتان

تاریخِ جلالیہ

چند آراء

سیّد ذوالفقار علی بخاری ریٹائرڈ اسسٹنٹ ڈائریکٹر فشریز صوبہ سرحد

نسب کا جاننا اور پہچاننا از حد ضروری ہے۔ پھر ساداتِ کرام اولا حضرت خیر الانامؐ کہ جن کا نسب تمام انساب سے اعلیٰ و ارفع ہے، ان کیلئے تو اس کا علم بدرجۂ اتم چاہیے۔ بٹالہ بخاری سادات اولاد حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کا مرکز تھا۔ صدیوں کے اس آبائی وطن کو محض پاکستان کی خاطر چھوڑنا پڑا۔ اب جبکہ افراد خاندان پاکستان کے مختلف گوشوں میں بکھر گئے تو مرکزیت ختم ہو کر رہ گئی۔

برادرم مکرم سید بشیر حسین صاحب بخاری نے اس کا احساس کیا۔ پہلے تو جدِ بزرگوار حضرت موج دریا بخاریؒ کے سالانہ عرس کے موقعہ پر اجتماعی طور سے مزار مبارک پر چادر چڑھانے کی تقریب کا آغاز کیا تاکہ جملہ برادران میں یہ احساس قائم رہے کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں، ہمارا خون ایک ہے۔ اب آپ نے خاندانی حالات کو جس انداز سے "تاریخ جلالیہ" کی صورت میں مدون کیا، یہ انہی کا حصہ ہے۔ برادر موصوف کی یہ محنت اور کاوش قابلِ داد ہے۔ آپ نے تقریباً اڑھائی صد سالہ بچھڑے ہوئے برادران ساکنان ڈیرہ اسماعیل خان کے حالات اور ان کے شجرہ کو اس کتاب میں شامل کر کے وہ کارنامہ سرانجام دیا جس کے لیے موجودہ دور ہی نہیں بلکہ ہماری آنے والی نسلوں میں بھی باہمی رابطہ کی کڑیاں مضبوط رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ بھائی صاحب قبلہ کو اس قومی خدمت کا اجر خیر عطا فرماوے۔

سید ذوالفقار علی بخاری، جناح سٹریٹ بلاک نمبر ۲۰ سرگودہا

سیّد نذر عباس بخاری پروفیسر شعبہ اقتصادیات پشاور یونیورسٹی

۱۹۴۷ء میں بٹالہ سے ہجرت کے بعد خاندانی شیرازہ بری طرح سے متاثر ہوا۔ برادری کے افراد جو صدیوں سے مل جل کر زندگی بسر کر رہے تھے ایک دوسرے سے بچھڑ کر رہ گئے۔ خاندانی روایات ہر لحاظ سے ختم ہو گئیں۔ ہر وقت کے ملنے والے اب برسوں کے بعد بھی باہمی ملاقات سے محروم ہو گئے۔ آنیوالی

نسلیں تو درکنار موجود تیار شدہ نسل بھی آپس میں اجنبیت کا شکار ہو رہی ہے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان والے برادران تو پہلے ہی سے الگ تھلگ ہو چکے تھے۔ پوری برادری اولاد حضرت موج دریا بخاری کے مابین روابط کو دوبارہ برقرار رکھنا محال نظر آ رہا تھا۔ قابل صد ستائش ہیں برادر محترم سید بشیر حسین صاحب بخاری جنہوں نے اس امر کا احساس کرتے ہوئے اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ کا نہ صرف شجرہ نسب بلکہ مکمل حالات، خاندانی روایات، مذہبی اور سیاسی اہمیت، رسم و رواج، بخارا سے اُوچ شریف سے پورے برصغیر میں بخاری سادات اولاد حضرت قطب الاقطاب سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغ اسلام میں سرگرمیوں وغیرہ کے اذکار پر مشتمل "تاریخ جلالیہ" ترتیب دی۔

خاندان میں ماشاء اللہ ایسے برادران کی کمی نہیں، کوئی اور برادر بھی یہ قومی خدمت سرانجام دے سکتے تھے مگر قدرت نے برادر موصوف کو یہ سعادت نصیب کی۔ لہٰذا اسے خدائی عطیہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشند خدائے بخشندہ

"تاریخ جلالیہ" درحقیقت ایک قومی دستاویز ہے۔ بھائی صاحب قبلہ نے اس کو ترتیب دینے میں جو جدوجہد کی وہ قابل داد ہے۔ واقعی انہوں نے پورے خاندان پر احسان کیا۔

سید نذر عباس بخاری، سرائے سدھو ضلع ملتان

عادات کی بدولت جہاں وہ خود مکرم بنتا ہے وہاں خاندان اور قبیلہ کی شہرت اور عظمت کا بھی باعث ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی ہمدردی، غمخواری اور محبت انسانی زندگی کا اعلیٰ مقصد ہے۔ اسی کا نام صلہ رحمی ہے، اس لیے فرمان معصومؑ ہے کہ:

اپنے نسب کو جانو تا کہ تم آپس میں صلہ رحمی کر سکو

لہٰذا اپنے نسب سے واقف رہنا از حد ضروری ہے۔ جس طرح آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنا اور خاندانی روایات و خصوصیات کو زندہ رکھنا سعادت مند اولاد کا فرض منصبی ہے۔ اسی طرح افراد خاندان کا آپس میں حسن سلوک، ہمدردی، محبت اور رواداری کے رشتوں کو مضبوط رکھنا بھی اہم کردار ہے۔ ہم سب اولاد حضرت میراں سید محمد موج دریا بخاریؒ کا ایک ہی خون اور ایک ہی گوشت پوست ہے۔ تقسیم ملک تک بٹالہ شریف ہمارا مرکز رہا مگر تشکیل پاکستان کے بعد خاندان کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ باہمی میل جول اور روابط میں فرق آ گیا۔ ابھی تو صرف ستائیس برس ہی گذرے، خدا جانے آنے والے دور میں کیا ہوتا۔ مقام شکر ہے کہ برادر عزیز سید بشیر حسین صاحب بخاری نے اس امر کا احساس کرتے ہوئے خاندانی حالات اور شجرۂ نسب "تاریخ جلالیہ" کے نام سے مرتب کر کے ایک اہم کردار ادا کیا۔

یہ امر خاص طور پر قابل تعریف ہے کہ آپ نے تقریباً اڑھائی سو سال سے بچھڑے ہوئے برادران (ڈیرہ اسماعیل خان) اولاد حضرت سید طلعہ زندہ نوریؒ کا شجرۂ نسب اور حالات بھی تحریر فرما کر ایک ایسی کمی کو پورا کر دیا جو مسلسل چلی آ رہی تھی۔ حقیقتاً آپ کا یہ کارنامہ لائق صد تحسین ہے۔

سید شبیر حسین بخاری، بلاک نمبر ۲ مسلم بازار سرگودہا

جناب سیّد شبیر حسین بخاری صاحب بلاک نمبر ۲ سرگودہا

انسان انفرادی طور پر بھی زندگی بسر کرتا ہے اور اجتماعی طور پر بھی۔ انفرادی زندگی اس کے ذاتی مسائل اور معاملات تک محدود رہتی ہے جبکہ اجتماعی زندگی میں اپنے پسندیدہ کردار، افعال، خصائل اور

سیّد ریاض حسین بخاری فوڈ انسپکٹر ریلویز

اولاد حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کا شجرۂ نسب اگرچہ اکثر کتب مثلاً باغ سادات، تحقیقات چشتی وغیرہ میں موجود ہے اور خود حضرت اور ان کے آباؤ اجداد کا تذکرہ متعدد کتب میں پایا جاتا ہے مگر

خاندانی حالات پر اس سلسلہ میں کوئی مستقل کتاب نہ تھی۔

برادر مکرم جناب سیّد بشیر حسین صاحب بخاری ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف حکومت پنجاب نے جس محنت اور کاوش سے خاندانی حالات کو "تاریخ جلالیہ" کی صورت میں مدوّن کیا ہے اس کے لیے وہ قابل صد مبارکباد ہیں۔ بٹالہ صدیوں سے ہمارا آبائی وطن تھا، خاندانی شیرازہ بندی مستحکم تھی مگر بعد ۱۹۴۷ء سے افراد خاندان ترک سکونت کر کے پاکستان کے مختلف گوشوں میں بکھر گئے۔ دن بدن آپس میں اجنبیت سی پیدا ہوتی چلی جا رہی تھی مگر برادر مکرم کی اس کاوش سے جہاں پھر وہی فضا پیدا ہو کر رہے گی جو خاندان کی مشہور روایت تھی یعنی ایک دوسرے سے ہمدردی، حسن سلوک، غمخواری اور صلہ رحمی وہاں آنے والی نسلوں کو اپنے خاندانی عظمت و وقار اور شجرہ نسب سے پوری طرح واقفیت ہوگی اور اپنے آباؤ اجداد کی یادوں کو منوّر رکھے گی۔

یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ برادران ساکنان ڈیرہ اسماعیل خان کے شجرہ کی بھی تکمیل کر دی گئی ہے جس کی بے حد ضرورت تھی۔ یہ اپنی ہی گوشت پوست ایک مدت مدیر سے الگ تھلگ تھا مگر "تاریخ جلالیہ" نے پورے خاندان اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ کو ایک مرکز پر جمع کر دیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھائی صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرماوے کہ جنہوں نے ایک بہت بڑی قومی ضرورت کو پورا کیا۔

سید ریاض حسین بخاری، نئی آبادی گڑھی شاہو لاہور

سیّد نجم الحسن بخاری ایم ایس سی ایل ایل بی (علیگ) ایڈووکیٹ لائلپور

شجرہ نسب خواہ کسی کا ہو اس کے دیکھنے اور پرکھنے کا بھی ایک طریقہ و سلیقہ ہوتا ہے۔ مگر برادرم سیّد بشیر حسین صاحب بخاری نے خاندان بخاری سادات اولاد حضرت موج دریا بخاری قدس سرّہ کا شجرۂ نسب "تاریخ جلالیہ" میں جس انداز سے تحریر کر دیا ہے اُسے دیکھنے اور پرکھنے میں آسانی ہی آسانی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ برادر محترم نے بعد از کوشش بسیار ایک دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ جس کا اندازہ اسے ملاحظہ فرمانے پر قارئین کرام لگا سکتے ہیں۔ میں ان کا ذاتی حیثیت سے ممنون ہوں کہ انہوں نے موجودہ دور کے لیے ہی نہیں بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے بھی مشعلِ ہدایت روشن کر دی ہے جس کی روشنی میں نقوی البخاری سادات عظام (بٹالہ و ڈیرہ اسماعیل خان) کی پہچان آسان اور جائے قیام سے بھی آگہی ہو سکے گی۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں برادر محترم کی یہ کوشش حرف آخر نہیں ہے بلکہ یہ ان کی ابتدائی کوشش ہدیۂ ناظرین ہے۔ جو خامیاں اس میں زمانے کی گردش اور وجوہات بیرون قدرت انسانی رہ گئی ہوں گی یقیناً وہ آئندہ اشاعت میں نظر ثانی کے بعد دور کر سکیں گے۔

البتہ برادرانِ عظام سے میری بالخصوص استدعا ہے کہ وہ اپنے نسب کی حفاظت جہاں تک ممکن ہو نہ صرف خود کریں بلکہ دوسروں کو اس میں غلط طور پر شامل ہونے سے بھی روکیں۔

اپنے شجرہ ہائے نسب کو دیگر شجرہ ہائے برادری سے گاہے بگاہے تقابل کا موقعہ دیں۔ نو پیدا شدہ افراد کو جہاں وہ اپنے نسب نامہ میں درج کریں وہاں دوسروں کو بھی اس ارادے سے باہمی طور پر مطلع فرما دیں تا کہ تکمیل ہوتی رہے۔ اور اگر برادر مکرم سید بشیر حسین بخاری ہی اس ذمہ داری کو سنبھال لیں تو یہ بہتر ہوگا۔ جملہ برادران انہیں ہی پیدائش و اموات سے مطلع فرماتے رہیں اور وہ خاندانی شجرہ نسب میں اندراج کرتے رہیں۔ جہاں سے جملہ برادران اپنے اپنے شجروں میں اس کی تکمیل کر سکیں۔

برادر موصوف نے خاندانی حالات پر بھی روشنی ڈال کر بعد ۱۹۴۷ء سے بعد کی پود کو اپنے اصل سے آگاہ کر دیا ہے اور آنے والی نسلوں کے لیے بھی اچھا خاصا مواد فراہم کر دیا ہے۔

بزرگوں کی زبانی کلامی سنا جاتا تھا کہ وہ ہمارا ہی خون ہیں ان کا مکمل شجرہ بھی اس کتاب میں شامل کر کے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس سے ایک عرصہ سے بچھڑی ہوئی برادری گلے مل گئی۔

سید نجم الحسن بخاری ایڈووکیٹ، چنیوٹ بازار لائل پور

سید مشتاق علی بخاری ایڈووکیٹ ڈیرہ اسماعیل خان

باشعور اقوام اپنے خاندانی حالات اور قومی تاریخ کو ہمیشہ یاد رکھتی ہیں کیونکہ اسی سے ان کی بقاء اور استحکام کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ سادات عظام اولاد حضرت سرور کائنات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بنی نوع انسان اشرف المخلوقات میں امتیازی حیثیت ہے۔ قطب کمال حضرت سید جلال بخاری اولاد حضرت امام علی النقی الہادی علیہ السلام نے اُوچ میں خانقاہ جلالیہ کے قیام سے برصغیر میں تبلیغ اسلام کی جو منظم تحریک جاری کی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ پاکستان ایسی اسلامی مملکت معرض وجود میں آئی۔

خانقاہ جلالیہ جو در حقیقت ایک اسلامی یونیورسٹی تھی اس کے تربیت یافتہ مبلغین نے ہندوستان کے طول و عرض میں دین اسلام کی نشر و اشاعت کے وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ انہی حضرت سید جلال بخاری قدس سرہٗ کی اولاد سے حضرت میراں سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ جن کی روحانی عظمتوں کے طفیل مغل شہنشاہ اکبر اعظم کو چتوڑ کی مہم میں فتح حاصل ہوئی اور اکبر اعظم کی التجا پر حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُوچ شریف سے لاہور سکونت اختیار فرمائی۔ تبلیغی اُمور کے لیے مغل شہنشاہ نے حضرت کی خدمت میں کشمیر جاگیر بطور نذرانہ پیش کی۔ حضرت نے بٹالہ میں اپنے تیسرے فرزند حضرت شہاب الدین شہرا بخاریؒ کو متعین فرمایا جہاں اُن حضرت نے تبلیغی فرائض انجام دیئے۔ انہی حضرت سے ہی آپ کی نسل فضل خدا قائم چلی آ رہی ہے۔

آج سے تقریباً اڑھائی سو برس پیشتر بٹالہ سے حضرت سید طلعہ زندہ نوری بخاریؒ ڈیرہ اسماعیل خان کے علاقہ میں تشریف لے آئے جہاں ان کی اولاد پھلی پھولی اور معزز و ممتاز ہوئی۔ اسے ایک حادثہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ بٹالہ اور ڈیرہ اسماعیل خان میں جس قدر فاصلہ ہے اسی قدر یک جدی برادران میں بھی دوری ہوگئی۔ کیا یہ مقام حیرت نہیں کہ یہ جمود بدستور قائم ہی چلا آیا۔ کئی برس نہیں بلکہ صدیاں بیت گئیں لیکن کسی جانب سے ملاپ کی تحریک نہ ہوئی۔

برادر محترم سیّد بشیر حسین صاحب بخاری ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف کو اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ انہوں نے "تاریخ جلالیہ" ترتیب دے کر ایک ہی نسل کے بچھڑے ہوئے برادران کو پھر آپس میں شیر و شکر کر دیا۔ آپ کا یہ کارنامہ قابل صد ستائش ہے۔

سیّد مشتاق علی بخاری، محلہ جلال شاہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

سیّد محمد علی شاہ بخاری پرنسپل گورنمنٹ ٹریننگ سکول ڈیرہ اسمٰعیل خان

کسی قوم کا کردار اس کے اسلاف کے کارناموں اور طرز معاشرت سے معلوم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ انسان فطرتاً اپنے ورثہ سے پائے ہوئے اعمال صبیحہ اور کردار قبیحہ پر اپنی زندگی گزارتا ہے۔ نجیب الانساب قوموں نے ہمیشہ اپنے بزرگوں کے خاندان کی کڑیوں کو محفوظ رکھا ہے اور بجا طور پر وہ فخر کر سکتے ہیں کہ اُن کے آباؤ اجداد کی زندگیاں کس قدر درخشاں و تابندہ تھیں۔ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ بعض رو سیاہ اور مفاد پرست لوگوں نے اپنے آباؤ اجداد کی اخلاقی کمزوریوں اور کمینہ پن پر پردہ ڈالنے کیلئے خود کو کسی اعلیٰ و ارفع خاندان سے کسی نہ کسی طرح منسلک کر دیا ہے اور اپنے ورثہ سے ملی ہوئی پست کرداری کے باعث اس نجیب النسب خاندان کی حرمت و شہرت کو داغدار کیا ہے۔

اسی طرح تقسیم ہند کے بعد کھوکھرا پار قسم کے سادات میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا اور اصلی و نقلی سادات میں تمیز کرنا مشکل ہو گیا۔ صرف اہل فراست اور اصحاب ذکاوت ہی سمجھ سکتے ہیں کہ اصلی سادات کے کردار اور نقلی سادات کے اعمال میں کیا کیا فرق ہو سکتا ہے۔

اس اختلاط النسبی کے باعث سادات نجیب نے اپنے شجرۂ نسب کو محفوظ کیا کیونکہ یہی ایک واحد اور مستند ذریعہ تھا جس سے اصلی و نقلی سادات کو پرکھا جا سکتا تھا۔

یہ تشنگی اولاد سید میراں محمد شاہ موج دریا بخاریؒ شدت سے محسوس کر رہی تھی کیونکہ یہ خاندان جب بٹالہ سے ہجرت کر کے نکلا تو مختلف مقامات پر بکھر گیا اور اپنے مستقل مسکن بنا لئے۔ طویل عرصہ گزرنے کے بعد اس خاندان کے افراد کی تعداد میں بڑی حد تک اضافہ ہو گیا۔ خاندان کے ہر فرد کے پاس مستند

شجرہ نسب کی موجودگی ممکن نہ تھی۔

لہٰذا ان حالات میں ایک ایسے مردِ میدان کی ضرورت تھی جو بٹالہ سے نکلے ہوئے دانوں کو ایک تسبیح میں پرو کر یکجا کرتا اور اپنے بکھرے ہوئے بھائیوں کو باہم دیگر شناسا کراتا۔

اگرچہ یہ خواہش اس خاندان کے ہر فرد کے دل میں موجزن تھی پر اس کٹھن اور جانگسل کام کا بیڑا اُٹھانے کیلئے کسی کی ہمت متحمل نہیں تھی۔

زمانہ گرم طلب ہے کہ جانثار ملے　　　حقیقتوں کو صدا ہے کہ مردِ کار ملے

لیکن اس خاندان کے ایک مردِ کار اور ذُرِ شہوار سید بشیر حسین شاہ صاحب بخاری ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف اس بے حد مشکل مہم کو سر کرنے کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔ اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ بڑی دوڑ دھوپ، لگن، جانفشانی اور عرق ریزی کے بعد اس قابل ہو گئے کہ وہ اولاد سید میراں محمد شاہ موج دریا کو ایک دوسرے سے شناسا کرانے میں کامیاب ہوں۔

سچ ہے کہ "جذبہ صادق ہو تو کوئی مشکل، مشکل نہیں رہتی"۔ ہمارے عقیدت بھرے سلام ہیں اس بی بی کو جس کی کوکھ سے ایسے بلند ہمت اور صاحب عزم و جزم گوہر نے جنم لیا۔ یہ سارا خاندان بشیر حسین شاہ صاحب کا تادمِ زیست احسان مند و مشکور رہے گا جنہوں نے قدیم کو قریب مطلق سے ہمکنار کر دیا۔

ہم اولاد سید میراں محمد موج دریا بخاریؒ مقیم ڈیرہ اسماعیل خان اس کارِ عظیم پر برادرم بشیر حسین شاہ صاحب بخاری کو سلام کرتے ہیں اور انہیں ان کی اس عظیم کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور اب ہم تمام برادران کا فرض منصبی ہے کہ برادرم بشیر حسین شاہ صاحب کی کوششوں سے پیدا کئے ہوئے ربط و ملاپ کو ہمیشہ قائم رکھیں اور اپنی باہمی محبت و اخوت سے مزید مستحکم بنائیں۔

سید محمد علی شاہ بخاری، محلہ ڈاکٹر سید جلال حسین شاہ، ڈیرہ اسماعیل خان

سید محسن علی شاہ بخاری ریٹائرڈ ایگزیکٹو انجینئر ڈیرہ اسماعیل خان

بٹالہ شریف سے جدِ بزرگوار حضرت سید طلحہ زندہ نوری بخاریؒ کو ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے تقریباً دو اڑھائی صدیاں گزر گئیں۔ الحمدللہ کہ ان کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے برکت و کثرت فرمائی۔ آباؤ اجداد سے برادرانِ بٹالہ کے متعلق ہم نسلاً بہ نسلاً معلومات حاصل کرتے ہوئے چلے آ رہے تھے اور یہ تعلق صرف معلومات تک ہی محدود رہا اگرچہ اس طویل عرصہ میں بٹالہ اور ڈیرہ اسماعیل خان کے بخاری سادات کے مابین رشتہ داریوں کی تفصیل بھی ملتی ہے۔ مگر تین چار رشتہ ناطہ باہمی روابط کی دلیل نہیں جبکہ مکمل طور پر ملنساری، تعلقات، میل ملاپ اور غمی خوشی کے مواقع پر شرکت کا دستور قائم نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ برادرم سید بشیر حسین صاحب بخاری ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف کو خوش رکھے جنہوں نے خاندانی حالات اور پورے خاندان اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ کے شجرہ کو ترتیب دے کر "تاریخ جلالیہ" کی صورت میں پیش کیا۔ ان کا یہ عظیم کارنامہ پوری برادری پر ایک احسان ہے۔ برادر موصوف نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود جس انہماک اور ولولہ سے یہ قومی خدمت سرانجام دی ہے وہ قابلِ داد ہے۔ آپ ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے اور آتے ہی ہم سب کے ساتھ ایسے گھل مل گئے کہ طویل مدت کی اجنبیت کے آثار تک بھی دکھائی نہ دیئے۔ یہ ان کی محبت اور خاندانی اتحاد کو مستحکم کرنے کا ایک مخلصانہ جذبہ تھا۔ اب خاندان کے جملہ افراد کا فرض ہے کہ وہ آپس میں تعلقات اور روابط کو مستحکم کریں یہی تاریخ جلالیہ کی تدوین کا مقصد ہے۔ تاریخ جلالیہ کو بخاری سادات اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ کی انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

سید محسن علی بخاری، محلہ ڈاکٹر سید جلال حسین شاہ، ڈیرہ اسماعیل خان

سیّد رضا علی شاہ بخاری سپرنٹنڈنٹ محکمہ اوقاف حلقہ مرکزی لاہور

میں نے گذشتہ برس برادرم سید بشیر حسین صاحب بخاری سے استدعا کی کہ مجھے خاندانی شجرۂ نسب تحریر کر دیں تاکہ اپنی اولاد کو اس سے آگاہ رکھ سکوں۔ برادر موصوف نے کمال مہربانی کرتے ہوئے بہترین انداز سے میری اس آرزو کو پورا کیا۔ شجرہ کے علاوہ خاندانی حالات بھی کافی حد تک تحریر کر دیئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ چونکہ ہمارا مرکز بٹالہ اب کھو چکا ہے لہٰذا اس کی ضرورت تو اب ہر گھر میں ہے۔ ان کا یہ فقرہ میرے کانوں سے ٹکرایا اور دل میں اُترا، پھر دماغ میں چکر کھاتا ہوا اس طرح میری زبان پر آیا کہ:

"بھائی صاحب! پھر آپ ہی اس ضرورت کو پورا کر دیں"

برادر موصوف نے میری بات تو ضرور سنی مگر کوئی جواب نہ دیا۔ پچھلے دنوں سرکاری کام کے سلسلہ میں انہیں کے پاس شاہ کوٹ جانے کا اتفاق ہوا تو انہوں نے "تاریخ جلالیہ" کے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ مسودات مجھے دکھائے، جنہیں دیکھ کر میں حیران بھی ہوا کہ اس قدر کام کو انہوں نے کس محنت سے انجام دیا اور خوش بھی ہوا کہ خاندان کی ایک اہم ضرورت پوری ہو گئی۔ برادر محترم نے خاندانی حالات کو جس طرح مدون کیا یہ انہی کا حصہ ہے۔ پھر عرصہ دراز کے بچھڑے ہوئے برادران (ڈیرہ اسماعیل خان) کا شجرہ بھی مہیا کر کے شامل کتاب کرنا ایک کارنامہ نہیں تو اور کیا ہے۔

گویا کہ بھائی صاحب نے حضرت موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ تاریخ جلالیہ نہ صرف ہماری موجودہ نسل کے لیے بلکہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔ میں بھائی صاحب کو ان کی اس جدوجہد پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

سید رضا علی بخاری، امامیہ کالونی (شاہدرہ) جی ٹی روڈ

سید جہانگیر عباس بخاری سکواڈرن لیڈر پاکستان فضائیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان

ہمیں اس حد تک تو خوب معلوم تھا کہ ہم حضرت میراں سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کہ جن کا روضہ مبارک عدالت عالیہ پنجاب لاہور کے نزدیک ہے کی اولاد ہیں اور یہ بھی علم تھا کہ ان کی اولاد بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پھیلی جن سے ہم بخاری سادات ڈیرہ اسماعیل خان کے جدِ بزرگوار حضرت سید طلعہ زندہ نوریؒ یہاں بٹالہ سے ہی تشریف لائے۔ ہمیں یہ بھی اطلاع تھی کہ بٹالہ میں ہماری وسیع برادری ہے مگر یہ تمام روایات سینہ بسینہ ہی چلی آ رہی تھیں جنہیں دو ڈھائی صدیوں کا عرصہ دراز اپنے دامن میں لئے چلا آ رہا تھا۔ خدا جانے وہ کیا بات تھی کہ طرفین میں میل ملاپ کا فقدان ہی چلا آیا۔

برادر عزیز سید محمود عباس بخاری سلمہ اللہ تعالیٰ سے یہ معلوم کر کے بے انتہا مسرت ہوئی کہ بٹالہ شاخ سے برادرم جناب سید بشیر حسین صاحب بخاری ۱۴ مارچ ۱۹۷۵ء ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لائے اور انہوں نے خاندانی حالات اولاد حضرت محمد شاہ موج دریا بخاریؒ پر اپنی زیر ترتیب کتاب "تاریخ جلالیہ" جملہ برادران کو ملاحظہ کرائی اور حضرت کے سالانہ عرس مبارک ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۹۵ ہجری میں شرکت کی دعوت بھی دی۔

باشعور خاندانوں میں شجرۂ نسب کو جو اہمیت ہے وہ ظاہر ہے پھر سادات عظام میں تو یہ امر نہایت ہی ضروری ہے۔ برادر معظم جناب سید بشیر حسین صاحب بخاری بٹالہ کی شاخ کا شجرۂ نسب ہی کتاب میں شائع کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے ڈیرہ اسماعیل خان کی شاخ کا شجرۂ نسب حاصل کر کے جو اپنی تصنیف "تاریخ جلالیہ" میں دیا ہے یہ ان کی فراست و ذہانت کا ہی نہیں بلکہ ان کے خاندانی احساس کا بیّن ثبوت ہے۔ ان کا یہ گرانقدر کارنامہ قابل ستائش ہے۔

قوموں کے عروج ان کے باہمی اتحاد میں مضمر ہے۔ مجھے امید ہے کہ "تاریخ جلالیہ" سے فرزندانِ حضرت موج دریا بخاریؒ میں یگانگت اُبھرے گی، آپس میں میل ملاپ پروان چڑھے گا، صلہ رحمی کا جذبہ پیدا ہوگا۔

خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

سید جہانگیر عباس بخاری، کراچی

سید رضی مرتضیٰ بخاری

ناشر تاریخ جلالیہ 1975ء

آخری گذارش

الحمدللہ! کہ دیرینہ آرزو "تاریخ جلالیہ" کی صورت میں ابھر آئی۔ جیسا کہ ابتداء میں ہی عرض کر چکا ہوں کہ مجھے اپنی کوتاہیوں کا پورا احساس ہے اور میری یہ کاوش شاید کسی باہمت برادر کیلئے نشانِ راہ ثابت ہو، تاکہ وہ اس سے بھی برتر انداز سے خاندانی خدمت کر سکیں۔

بزرگ خاندان مخدوم سید نادو علی شاہ بخاری بن سید عبداللہ شاہ نوری بخاری کا تحریر شدہ شجرہ نسب جو انہوں نے ۱۲۴۰ ہجری القدس میں تحریر فرمایا وہ بندہ کے پاس موجود ہے، اُسے آج تک مکمل کر دیا گیا۔ یہ خاندانی مرکزی شجرہ اولاد حضرت موج دریا بخاریؒ کی امانت ہے۔ لہٰذا جملہ برادران کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کا اندراج باقاعدگی کے ساتھ اس مرکزی شجرہ نسب میں کرتے رہیں تاکہ آنے والی نسلوں کو پھر کسی قسم کا تردد نہ کرنا پڑے۔

والسلام

احقر

سید بشیر حسین بخاری

جناح سٹریٹ بلاک نمبر ۲۰ سرگودہا

قال الصادق علیہ السلام: ولایتی لعلی خیر من ولادتی منہ لان ولایتی لعلی ابن ابی طالب فرض وولادتی منہ فضل۔ (بحار الانوار ج ۳۹ ص ۲۹۹، الفضائل ابن شاذان القمی)

مولا امام صادق آل محمدؑ نے فرمایا:

علیؑ کی ولایت پر ہونا میرے لیے خیر تر ہے بنسبت علیؑ کا بیٹا ہونے کے، کیونکہ علیؑ کی ولایت فرض ہے اور ان کا بیٹا ہونا فضل و فضیلت ہے۔

تاریخ جلالیہ

مع اضافہ

تالیف

حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"

سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کی بجائے کسی اور کو اپنا باپ کہے۔

(علامہ مجلسی بحار الانوار جلد ۲۷ ص ۲۵۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

جس نے نسب سے دوری اختیار کی اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا اگرچہ وہ نسب کمزور ہی کیوں نہ ہو۔

(یعقوب کلینی الکافی جل ۲ ص ۳۵۰)

ولایت آل محمدؑ کے بغیر سیّد ہونے کا کوئی فائدہ نہیں

شیخ ابوعمرو کشی نے روایت کی ہے کہ ایک دن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے سلیمان بن جعفر سے کہا، سلیمان! تیرا تعلق آل رسولؐ سے ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؑ نے فرمایا تمہیں حضرت علیؑ کی دوہری فرزندی کا شرف بھی حاصل ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ پھر آپؑ نے فرمایا تم فرزند جعفر بھی ہو۔ اس نے کہا جی ہاں۔ تب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

اگر تو ہماری ولایت (و امامت) کا قائل نہ ہوتا تو یہ تمام رشتہ داری تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیتی۔

(قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اردو ص ۸۷۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

ابتدائیہ

تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب پر بلا امتیاز عام رحم کرنے والا ہے اور مومنین پر خصوصی اور ابدی رحم کرنے والا ہے۔ درود وسلام ہو محمدؐ و آل محمدؐ پر جو وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ جو وجہ اللہ ہیں، لسان اللہ ہیں، اذن اللہ ہیں، جنب اللہ ہیں، ید اللہ ہیں، حجاب اللہ ہیں، آیت اللہ ہیں، زمین و آسمان والوں کے لیے حجت اللہ ہیں۔

جن کی معرفت نجات ہے، جن کا رب، رب العالمین ہے اور وہ خود رحمۃ اللعالمین ہیں۔ زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں، قلم تھک جاتے ہیں، سیاہی ختم ہو جاتی ہے، لکھنے والے کبھی بھی ان کے فضائل کا احصا نہیں کر سکتے۔

بعد از درود وسلام بندہ حقیر چند سطریں لکھ کر یہ گزارش کرتا ہے کہ میری تحریر حرف آخر نہیں ہے۔ کوشش کی ہے کہ اس کتاب کے مع اضافہ میں وہ چیزیں داخل کی جائیں جو ابتدائی اور مختصر معلومات ہوں۔ تفصیل جاننے کے لیے معزز قاری دیگر ماخذ کتب سے رجوع لازمی کریں۔

ایک مرتبہ پھر یہ بات واضح کرتا چلوں کہ کتاب تاریخ جلالیہ اور مع اضافہ میں قرآن وحدیث کے علاوہ بندہ کسی بھی چیز کو ذمہ دار نہیں بلکہ ناقل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے جہاں جو چیز قرآن وحدیث اور عقل ونقل کے موافق نہیں تو بندہ حقیر اس سے بری الذمہ ہے۔ یہی بات عرض ناشر میں بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔

شجرہ میں خواتین کے نام؟

اپنے موضوع پر آنے سے پہلے یہاں پر میں مؤلف کتاب سید بشیر حسین بخاری صاحب کی ایک تحریر جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب انہیں رعشہ ہو گیا، لکھی تھی پیش کیے دیتا ہوں۔ جس کا عکس اگلے صفحہ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

"اہل علم حضرات سے یہ امر مخفی نہیں کہ علم انساب فن تاریخ کا ایک مستقل شعبہ ہے اور انساب کی کتب علماء فن نے الگ تدوین کی ہیں۔ ان میں خاندانوں کے نسب اور شجروں کے علاوہ دیگر متعلقہ کوائف بھی تحریر کیے جاتے ہیں۔ ایک خاندان کی رشتہ داریاں اگر دوسرے خاندان سے ہوں تو ان کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے (۱)۔

یہ امر بھی مسلم ہے کہ علم انساب کی کتب مذہبی عقائد کی بنا پر یا مذہبی رجحانات کے تحت تحریر نہیں کی جاتیں بلکہ صرف اقوام کے تاریخی ـــــ اور احوال کے پیش نظر لکھی جاتی ہیں (۲)۔ لہٰذا اگر ایک واقعہ اور خاندانی حالات کو خاندان کے بزرگ ایک ہی طرح سے ذکر کرتے ہیں تو یہ ایک حقیقت تصور ہوتا ہے۔ اسے فرضی افسانہ یا خود ساختہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی بنیاد سے ہی کسی خاندان کی تاریخ ترتیب کی منازل طے کرتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اکثر خاندانوں نے اپنے شجرہ نسب ہر لحاظ سے محفوظ رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا جو ان کی شناخت کا ضامن ہے۔ خصوصاً سادات عظام اولاد حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"۔

---

(۱) اسی وجہ سے شجرہ میں خواتین کے ناموں کے اندراج سے اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاری کی آپس میں رشتہ داریاں بھی واضح ہوئی ہیں۔ (۲) حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شجرہ جات پر مشتمل کتب میں آباؤ اجداد کے تذکروں اور سوانح میں ایسے واقعات درج ہیں کہ جو مذہبی عقائد پر اثر ڈالتے ہیں۔ عوام ان واقعات کو شخصیت کے رعب میں تسلیم کر لیتے ہیں، چاہے وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ اس لیے جہاں جو چیز مذہبی عقیدے سے تعلق رکھتی ہو اور وہ قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اس بارے میں قرآن وحدیث سے صحیح طرح رہنمائی کرنا لازم ہے۔

ایک علم جغرافیہ ہے یہ امر مخفی نہیں کہ علم الانساب فن تاریخ
کا ایک مستقل شعبہ ہے اور انساب کی کتب علماء فن نے
الگ الگ تحریروں کی ہیں اور ان میں خاندانوں کے نسب اور
شجرہ کے علاوہ دیگر متعلقہ کوائف
ذکر بھی تحریر کیے جاتے ہیں۔ ایک خاندان کی
رشتہ داریاں اگر دوسرے خاندان سے ہوں تو
ان کا بھی ذکر بھی کر دیا جاتا ہے۔

یہ امر بھی مسلم ہے کہ علم الانساب کی کتب معتبر
علماء کی بنا پر یا منصب ہی رکھتا ہے کہ ہے تحریر
کی جاتی ہیں مگر صرف اقوام کے تمام حسب و نسب
اور احوال کے پیش نظر لکھی جاتی ہیں لہذا اگر ایک
واقعہ اور خاندانی حالات کو خاندان کے بزرگ ایک ہی
طرح سے ذکر کرتے چلے آئیں تو یہ ایک حقیقت تصور ہوتا ہے
اسے فرضی افسانہ یا خود ساختہ تحریر نہیں دیا جا سکتا۔ اس
کسی بنیاد سے ہی کسی خاندان کی تاریخ
کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ
اکثر خاندانوں نے اپنا شجرہ نسب ہر لحاظ سے محفوظ رکھے
ہیں کوئی رخنہ نہ ہونے دیا جو ان کی نسل در نسل
ضامن ہے خصوصاً سادات عظام اولاد حضرت خیر الانام

مؤلف کتاب شہید سید بشیر حسین بخاری مرحوم کی تحریر تو آپ پڑھ چکے جس میں انہوں نے شجروں کے علاوہ دیگر کوائف اور دوسرے خاندانوں سے رشتہ داریوں کا ذکر بھی کیا۔ اس لحاظ سے دیکھیں تو شجرہ میں جہاں خواتین کے نام آئے ہیں وہاں دیگر خاندانوں سے رشتہ داری ظاہر ہو رہی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا خواتین کے ناموں کا شجروں میں اندراج کرنے کا اضافہ ہم ہی نے کیا یا پہلے بھی موجود تھا؟

۱۔ تاریخ جلالیہ ۱۹۷۵ء مؤلف نے اپنی دختران کے نام مع شوہروں کے نام شامل کیے اور دیگر کئی مقامات پر خواتین کے نام موجود ہیں۔

۲۔ تاریخ جلالیہ ۲۰۰۷ء میں بھی چند مقامات پر موجود ہیں۔

۳۔ شجرہ نسب سادات ترمذی قصبہ جمیاری ۲۰۰۶ء میں تمام خواتین کے نام موجود ہیں۔

۴۔ کتاب شجرہ سادات، جلد اول مرتبہ سید محمد عباس عابدی میں بھی خواتین کے ناموں کا اندراج اسی طرز پر ہے جیسے ہم نے اندراج کیا ہے۔ اس کتاب کا پیش لفظ ڈاکٹر علامہ سید ضمیر اختر نقوی نے لکھا ہے۔

۵۔ کتاب بحر المطالب فی انساب آل ابی طالب (قلمی شجرہ جو میرے پاس موجود ہے) مؤلف مخدوم کرم حسین حسنی الحسینی الرضوی النقوی البخاری الاچوی نے تحریر کیا جو کہ فارسی زبان میں ہے اور اس میں کئی مقامات پر خواتین کا ذکر ویسے ہی موجود ہے جس طرح ہم نے اپنی کتاب میں شامل کیا ہے۔

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ شجرہ نسب بیٹے سے ہی آگے چلتا ہے بیٹی سے ہرگز نہیں۔ اس لیے ۱۹۷۵ء کی کتاب میں جن خواتین کے نام جہاں موجود تھے ۲۰۰۷ء میں بھی وہیں پر ہیں اور اب بھی اسی جگہ ہیں جبکہ شجرہ جات مردوں سے آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔

دعا ہے کہ رب العالمین بوسیلہ محمدؐ و آل محمدؐ سادات مومنین کو سلامت رکھے اور برکتیں عطا فرمائے۔

آمین بحق معصومینؑ۔

احقر المومنین

حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری

۱۹ دسمبر ۲۰۲۲ء

خلیفہ بلا فصل کی حقیقت

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ علیؑ کی ولایت اللہ کی ولایت ہے۔ یعقوب کلینیؒ نے الکافی میں امام صادقؑ کا فرمان نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا "ولایتنا ولایۃ اللہ التی لم یبعث نبی قط الا بہا" ہماری ولایت اللہ کی ولایت ہے، کوئی نبی اس ولایت (کے اقرار) کے بغیر مبعوث نہیں ہوا۔ یہ حضرات معصومینؑ وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡرِیۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ کے مالک ہیں۔ اللہ کی مرضی انؑ کی مرضی اور انؑ کی مرضی اللہ کی مرضی ہے۔ اور یہ عقیدہ ہم نے اقوال معصومینؑ سے لیا ہے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ خود سے کچھ ایجادمت کرو۔ معصومینؑ کی معرفت معصومینؑ کے اقوال سے حاصل کرو، جو ان حضرات معصومینؑ کا حکم بھی ہے۔

غیر شیعہ جو بھی مولا علیؑ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں ان کا عقیدہ آئمہ اثنا عشر کے خلاف ہے یہ لوگ کس طرح مولا علیؑ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کرتے ہیں ملاحظہ کیجیے:

"ڈاکٹر طاہر القادری اپنی کتاب "السیف الجلی علی منکر ولایت علیؑ" کے مقدمہ میں صفحہ نمبر 6 پر لکھتے ہیں کہ: حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ سے تین طرح کی وراثتیں جاری ہوئیں:

1۔ خلافت باطنی کی روحانی وراثت

2۔ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت

3۔ خلافت دینی کی عمومی وراثت

- ☐ خلافت باطنی کی روحانی وراثت اہل بیت اطہارؑ کے نفوس طیبہ کو عطا ہوئی۔
- ☐ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت خلفاء راشدین کی ذوات مقدسہ کو عطا ہوئی۔
- ☐ خلافت دینی کی عمومی وراثت بقیہ صحابہ و تابعین کو عطا ہوئی۔

یہ لوگ اس طرح کی تقسیم کرنے کے بعد ان کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ میرا سوال ہے آپ سے کہ کیا اللہ نے مولا علیؑ کو محض روحانی ولایت عطا کی تھی؟؟ کہ حکومت کوئی دوسرا کرے اور مولا علیؑ صرف روحانی خلیفہ ہوں۔ ان کے نزدیک اس طرح کی خلافت میں علیؑ بلا فصل خلیفہ ہیں۔ من کنت مولا والی حدیث میں بھی اور جتنی بھی شان امیر المومنینؑ میں احادیث وارد ہوئی ہیں اور جنہیں غیر شیعہ حضرات بڑی شدت سے تسلیم بھی کرتے ہیں ان میں اور ہم میں فرق زمین و آسمان کا ہے۔ وہ لوگ اپنی مرضی سے معنی لیتے ہیں اور ہمارے نزدیک ہمارے لیے حجت ہمارے امامؑ ہیں ظاہری و باطنی ہر طرح۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "التفہیمات الٰہیہ" میں بھی یہی کچھ لکھا ہے جو کچھ قادری صاحب نے لکھا ہے۔ قاری ظہور احمد فیضی نے تو "الخلافۃ الباطنیۃ" کے نام سے پوری کتاب لکھ ڈالی اور اس کے صفحہ نمبر 44 پر شیعوں کے عقیدہ "خلیفہ بلا فصل" کا انکار کیا کیونکہ شیعہ مولا علیؑ کو صرف باطنی ہی نہیں بلکہ ظاہری خلیفہ بلا فصل بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اسی لیے تصوف کے جتنے بھی سلسلے ہیں ان کا یہ دعویٰ ہے کہ ان سب کا اختتام مولا علیؑ پر ہوتا ہے، یعنی یہ لوگ اپنا سلسلہ طالبی و مریدی مولا علیؑ تک لے کر جاتے ہیں۔ چند ایک ہی کسی دوسرے پر اختتام کرتے ہیں اور اوپر رسول اللہ ﷺ سے ملاتے ہیں۔ تصوف کے یہ تمام سلسلے جو خود کو مولا علیؑ کا طالب و مرید کہتے ہیں اور اصل میں یہ لوگ ہی اس باطل نظام کے بانی ہیں، ان میں مشہور نام حسن بصری، عبد القادر جیلانی، معروف کرخی، سری سقطی، جنید بغدادی اور ابو یزید بسطامی وغیرہ کے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے پہلے دو کا مختصر احوال ملاحظہ فرمائیں۔ ہم یہاں پر حسن بصری کا حال خاندان کے بزرگ عالم دین علامہ سید زین العابدین نقوی البخاریؒ کی کتاب "براہین الانصاف لدافعین الجلل والاعتساف" کے صفحہ نمبر 72 سے پیش کرتے ہیں۔

حسن بصری

اگر کہیں کہ حسن بصری جو کہ طالب حضرت امیر المومنینؑ اور مرشد چودہ خانوادہ فقراء کا تھا اس کو کیوں برا کہتے ہیں؟

جواب: حسن بصری بڑا صوفی اور بڑا عالم اور بڑا دشمن جناب امیر المومنینؑ کا تھا کیونکہ جنگ جمل والوں کو خلاف اجماع اہل سنت اور شیعہ کے حق پر جانتا تھا اور حضرت علیؑ کو معاذ اللہ باطل پر سمجھتا تھا۔ چنانچہ قسطلانی کی جلد ۶ صفحہ ۳۷۳ میں لکھا ہے: عن الحسن البصری عن ابی بکرۃ قال نفعنی اللہ بکلمۃ سمعتھا من رسول اللہ ﷺ ایام الجمل بعد ما کدت ان الحق باصحاب الجمل۔

یعنی حسن بصری ابی بکرہ سے روایت کرتا ہے کہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے ساتھ کلمہ کے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے دن جمل کے پیچھے کہ تحقیق حق ساتھ اصحاب جمل کے ہے۔ اور احتجاج طبری جو شیعوں کی معتبر کتاب ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ ایک دن حسن بصری وضو کرتا تھا حضرت علیؑ نے فرمایا: احسن الوضو یا حسن یعنی نیک کر تو وضو اے حسن۔ یہ سن کر حسن بصری نے کہا کہ یا علیؑ تم نے ہزاروں مسلمین کا دن جنگ جمل کے خون ناحق کر دیا وہ نیک تھا؟ جو آپؑ میرے وضو پر اعتراض کرتے ہو۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اگر تو ان کو حق پر جانتا تھا تو ان کی تو نے مدد کیوں نہ کی؟ حسن نے کہا کہ حمام سے غسل کر کے اور مسلح ہو کر تمہارے ساتھ لڑنے کو گیا تھا ایک پیر مرد مجھ کو میدان میں ملا اس نے مجھے کہا: ارجع یا حسن فان القاتل والمقتول کلاھما فی النار یعنی ہٹ جا اے حسن! علیؑ سے لڑائی نہ کر کہ جو لڑے گا اس سے خواہ مارے یا مرے دونوں طرح جہنمی ہوگا۔ میں یہ بات اس پیر مرد کی سن کر الٹا گھر کو پھر گیا تھا۔ دوسرے دن پھر ارادہ لڑنے کا کر کے نکلا تو وہی شخص مجھ کو ملا اور اس نے مجھ کو وہی بات کہی، میں پھر آیا۔ تیسرے دن جو ارادہ جنگ کا کر کے نکلا تو سنا کہ تم نے فتح پالی ہے۔ حضرت نے پوچھا کہ جانتا تو ہے کہ وہ شخص جس نے تجھے لڑنے سے باز رکھا تھا کون تھا؟ کہا نہیں معلوم۔ فرمایا: وھو اخوک الشیطان یعنی وہ بھائی تیرا شیطان تھا۔ اگر کوئی کہے کہ شیطان تو آدمی سے برے کام کراتا ہے اور پہلے کام سے ہٹاتا ہے، یہاں برے کام سے جو لڑنا حضرت علیؑ کے ساتھ تھا کیوں شیطان نے ہٹایا۔ تو جواب یہی تھا کہ شیطان جانتا تھا کہ حسن بصری سے ہزاروں آدمی گمراہ ہوں گے اگر اب مارا جاوے گا تو ان کو کون گمراہ کرے گا۔ اس لیے اس کو لڑائی سے حضرت علیؑ کے باز رکھا تاکہ تنہا نہ مارا جائے بلکہ ہزاروں کو اپنی طالبی اور مریدی کی بلا میں پھنسا کر مرے۔ حالانکہ طالبی اور مریدی بالاتفاق حرام ہے کہ نہ قرآن اور نہ حدیث اور نہ کسی اصحاب کے قول و فعل سے ثابت ہے بلکہ محض دام شیطان ہے کہ واسطے دنیا طلبی کے نام اس کا فقر رکھا ہے اور چودہ خانوادے مقرر کر دیئے ہیں: قادری، چشتی، نوشاہی، مداری، جلالی وغیرہ کہ اوپر سے سب حسن بصری کو ملتے ہیں سوائے خانوادہ نقشبندی کے کہ وہ ابوبکر کو اپنا سلسلہ ملاتے ہیں۔ سو یہ سب فقراء دراصل دشمنان خدا و مصطفی ﷺ اور آئمہ ہدیٰ ہیں۔ کیونکہ پیشوا ان سب کے صوفی گزرے ہیں مثل بایزید بسطامی، داؤد طائی، حبیب عجمی، معروف کرخی وغیرہ اور ان سب کا بڑا پیشوا حسن بصری ہے جس کی دشمنی کا حال ساتھ علی المرتضیٰؑ کے فریقین کی کتاب سے مختصراً اوپر مذکور ہوا۔ اور مشہور ہے کہ جب سید الشہداءؑ معرکہ کربلا میں گھر گئے تو آپؑ نے اس حسن بصری کو واسطے نصرت اپنی کے کئی بار طلب فرمایا مگر یہ نہ آیا حالانکہ قریب کربلا رہتا تھا۔ پس ثابت ہوا کہ یہ طالب دنیا تھا نہ طالب مولاؑ تھا۔ پس یہ اور اس کے طالب اور اس کے طالبوں کے طالب تا قیام قیامت سب لائق لعنت اور ملامت کے ہیں۔ موجب آیات اور احادیث مذکورات بالا کے جو شان دشمنان امیر مومنانؑ میں مذکور ہوئی ہیں۔

حسن بصری کے متعلق کتاب بصائر الدرجات تالیف حسن بن فروخ الصفار متوفی ۲۹۰ھ نے جلد اول اردو ترجمہ صفحہ ۴۹ پر ایک روایت نقل کی ہے۔

یحییٰ الحلبی نے اپنے باپ سے بیان کیا وہ کہتے ہیں میری موجودگی میں امام ابو جعفرؑ سے ایک آدمی نے کہا کہ حسن بصری کہتا ہے رسول اللہؐ نے فرمایا: جس شخص نے علم چھپایا اسے قیامت کے روز آگ کی لگام ڈال کر لایا جائے گا۔ ابو جعفرؑ نے فرمایا حسن نے جھوٹ کہا اگر ایسا ہے تو اللہ کا فرمان کہاں گیا؟ (امامؑ نے قرآن کی آیت تلاوت فرمائی) اور آل فرعون سے ایک مومن مرد نے کہا کہ جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کیا تم اس مرد کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ میرا پروردگار ہے (مومن: ۲۸)۔ پھر ابو جعفرؑ نے بلند آواز سے فرمایا: وہ (حسن) جہاں مرضی چلا جائے اللہ کی قسم وہ علم صرف یہاں سے ہی پائے گا۔ پھر کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر ابو جعفرؑ نے فرمایا آل محمدؐ کے پاس سے (حسن بصری کی تردید میں اور بہت سی روایات موجود ہیں)

اسی کتاب میں آگے چل کر علامہ سید زین العابدینؒ فقر کے متعلق سوال قائم کرتے ہوئے اس کا جواب تحریر کرتے ہیں ملاحظہ کیجیے۔

فقر اور فقراء

اگر کہیں کہ فقر اور فقراء کی تعریف قرآن اور احادیث میں موجود ہے پھر ان سے انکار کیوں کر ہو سکتا ہے؟
جواب: معنی فقر کے امامیہ کے نزدیک شرع میں یہ ہیں کہ جو کوئی مومن خالص ہو اور سال بھر کا خرچ اپنا اور اپنے عیال واجب النفقہ کا گھر میں جمع نہ رکھتا ہو اور قدرت پیدا کرنے اور اپنے خرچ اور اپنے عیال کے خرچ روزمرہ کی وجہ کسب حلال سے پورے طور پر نہ رکھتا ہو تو اس کو فقیر کہتے ہیں۔ پس اگر وہ سید ہے تو مستحق مال خمس کا ہے اور اگر غیر سید ہے تو مستحق مال زکوٰۃ وغیرہ صدقات کا ہے اور اہل سنت کے نزدیک فقیر وہ ہے کہ جو ایک رات کا خرچ رکھتا ہو اور زیادہ نہ رکھتا ہو۔ ایسے فقر اور فقیر کی تعریف قرآن اور حدیث میں آئی ہے نہ گدائی کرنے والوں کی اور نہ چلہ کشی کی، نہ طالبی اور مریدی کرنے والوں کی اور اگر معنی فقر کے مطلق احتیاج کے لیے جاویں تو پھر سب کوئی فقیر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا پارہ ۲۶ حم سورہ محمد میں واللہ الغنی و انتم الفقرا یعنی اللہ بے پرواہ ہے اور تم سب محتاج اس کے ہو۔ اب تخصیص خانوادوں مذکورہ کی کہاں رہی۔ تینوں معنی فقر سے سب خانوادوں کی فقیری باطل ہوئی
(علامہ سید زین العابدین نقوی البخاری بٹالوی، براہین الانصاف لدافعین الجنل ولاعتساف ص ۲۷)

عبدالقادر جیلانی

حسن بصری کا حال تو آپ علامہ زین العابدین بٹالوی فاتح چکوال کے بیان میں پڑھ آئے، عبدالقادر جیلانی کا حال معلوم کرنے کے لیے علامہ کی کتاب "براہین الانصاف" کی طرف رجوع کریں۔
یہاں ہم غنیۃ الطالبین مترجم مولانا عبدالدائم مطبع مدنی کتب خانہ لاہور صفحہ ۳۷۳ سے عبارت نقل کرتے ہیں کہ جسے پڑھ کر آپ عبدالقادر جیلانی کی عقیدت اور مذہب شیعہ اثناعشریہ سے مودت جان سکتے ہیں۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بعض لوگ عاشورہ کا روزہ رکھنے والوں پر اس دن کی تعظیم کی روایات پر نقطہ چینی کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس دن روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس روز حضرت حسینؓ شہید کیے گئے تھے۔ آپؓ کی وفات کی وجہ سے اس روز ہمہ گیر دکھ ہونا چاہیے مگر تم اس دن کو خوشی اور سرور کا دن مناتے ہو اور بال بچوں کے مصارف میں وسعت کرنے اور فقیروں، محتاجوں اور یتیموں کو خیرات دینے کا حکم دیتے ہو۔ جمہور اہل اسلام پر حسینؓ کا جو حق ہے اس کا یہ تقاضا نہیں، یہ قائل غلطی پر ہے اس کا مسلک برا اور فاسد ہے۔
اب آیئے کہ آئمہ اثناعشر عاشور کے دن روزہ کے متعلق کیا بیان کرتے ہیں:
کتاب الشافی ترجمہ فروع کافی جلد اول حصہ دوم مطبوعہ مسلم پریس کراچی باب ۴ عنوان صوم عرفہ اور عاشور میں کل سات (۷) روایات ہیں جن میں سے ہم صرف ایک پیش کرتے ہیں:
"سائل نے مولا ابا عبداللہؑ سے پوچھا ،نویں اور دسویں محرم کے روزہ کے متعلق۔ آپؑ نے فرمایا: نویں محرم کو کربلا میں امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کا محاصرہ کیا گیا اور اہل شام کی فوجیں جمع ہوئیں اور ان پر چڑھائی کی اور خوش ہوئے ابن زیاد اور عمر ابن سعد اپنی فوج کی کثرت پر، اور امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کو کمزور بنایا اور ان کو یہ یقین تھا کہ امام حسینؑ کی مدد کو کوئی نہ آئے گا اور اہل عراق ان کو کمزور سمجھ کر ان کی مدد نہ کریں گے۔ عاشورہ کا وہ دن ہے کہ اس میں امام حسینؑ اپنے اصحاب کے درمیان خاک پر سر کٹائے پڑے تھے اور ان کے اصحاب کی لاشیں ان کے چاروں طرف تھیں تو کیا ایسے دن روزہ رکھنا چاہیے؟ ہرگز نہیں۔ رب کعبہ کی قسم! وہ روزہ کا دن نہیں وہ رنج و مصیبت کا دن ہے۔ اس دن اہل سماوات و ارض اور تمام مومنین کو رنج کرنا چاہیے۔ وہ خوشی کا دن تھا ابن مرجانہ، اولاد زیاد اور اہل شام کے لیے ان پر اور ان کی اولاد پر اللہ کا غذاب نازل ہو۔ یہ وہ دن ہے کہ سوائے خطہ شام کے روئے زمین کے تمام خطے روئے ہیں۔ جو کوئی اس دن روزہ رکھے گا اور برکت حاصل کرنا چاہے گا تو اللہ اسے مسوخ القلب محشور کرے گا اور اس پر غذاب نازل ہوگا اور جو کوئی اس روز کوئی شے خرید کر ذخیرہ کرے گا تو اللہ نفاق کو تا روز قیامت اس کے دل میں پیدا کر دے گا اور برکت کو اس سے اٹھالے گا اور خاندان والوں سے بھی اور شیطان کو ان کے عمل میں شریک بنا دے گا۔"
سادات و مومنین موازنہ کیجیے اپنے امامؑ کے قول اور شیخ کے فتوے کا۔ یاد رہے کہ پیران پیر شیخ

عبدالقادر جیلانی وہ شخصیت ہیں کہ صرف برصغیر پاک و ہند ہی نہیں بلکہ دنیا کے دوسرے اسلامی ممالک میں مدفون مشہور اور عظیم شخصیات یا تو شیخ کی طالب و مرید ہیں یا پھر خواجہ حسن البصری کی۔

صوفیوں کے متعلق آئمہ اہل بیتؑ کے فرامین

۱۔ شیخ عباس قمی سفینۃ البحار میں لکھتے ہیں:

صوفیہ کی ایک جماعت خراسان میں امام علی رضا علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئی اور اُس نے آپؑ کے قیمتی لباس پر اعتراض کیا اور کہا کہ امت کی رہنمائی کے لیے ایسے امام کی ضرورت ہے جو ساگ پات کھاتا ہو، موٹے جھوٹے کپڑے پہنتا ہو، گدھے پر سوار ہوتا ہو۔ بیماروں کی عیادت کرتا ہو اور خشک زندگی بسر کرتا ہو۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اُس جماعت صوفیہ کو جو جواب دیا تھا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دین کو ناپنے کا پیمانہ اشیائے خورد و نوش نہیں ہیں۔ امام کے لیے تقویٰ، عمل صالح، بھلائی کے کام، اعلائے کلمۃ الحق اور ظلم و فساد کی مخالفت کرنا ضروری ہے۔ اسلام انسان کو کھانے پینے کی آزادی دیتا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت شریفہ تلاوت فرمائی:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً

(اے رسولؐ) آپ کہہ دیں کہ خدا کی اس زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں اور پاکیزہ رزق کو کس نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ یہ اہل ایمان لیے خاص ہیں۔ (سورہ اعراف آیت ۳۲)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اُن لوگوں سے یہ بھی فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نبی تھے اور نبی کے بیٹے تھے مگر سنہری تاروں سے بنے ہوئے دیباج کا لباس پہنتے تھے اور آل فرعون کے گاؤ تکیوں پر بیٹھتے تھے۔ تم پر افسوس ہے، امام کے لیے صداقت و عدالت لازمی ہے۔ امام وہ ہے جو گفتگو کرے تو سچ بولے اور جب فیصلہ کرے تو انصاف کرے اور جب وعدہ کرے تو پورا کرے۔

۲۔ منقول ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر غفاریؓ سے فرمایا:

"آخر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو سردی گرمی میں اون کا لباس پہنیں گے اور سمجھیں گے کہ انہیں دوسروں پر برتری حاصل ہے۔ اللہ اور زمین و آسمان کے فرشتے ان پر لعنت کریں گے"

۳۔ بزنطی اور اسماعیل بن بزیع سے روایت ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"جس کے سامنے صوفیہ کا ذکر کیا جائے اور وہ انہیں اپنے دل اور زبان سے برا نہ کہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو ان کا انکار کرے وہ اُس شخص کی مانند ہے جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار و منافقین سے جہاد کیا ہو"۔

۴۔ بزنطی سے ایک اور روایت ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ آج کل صوفیہ کا جو گروہ نمودار ہوا ہے اُس کے متعلق آپؑ کی کیا رائے ہے؟

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"وہ ہمارے دشمن ہیں، جو ان کی طرف مائل ہو وہ بھی اُن ہی میں سے ہے اور قیامت کے دن اُن ہی کے ساتھ محشور ہوگا۔ عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو ہماری محبت کا دعویٰ کریں گے مگر صوفیہ کی طرف مائل ہوں گے، اُن کی شباہت اختیار کریں گے، اپنے آپ کو ان کے القاب سے ملقب کریں گے اور اُن کے اقوال کی تاویلیں کریں گے۔ آگاہ رہو! جو بھی اُن کی طرف مائل ہوگا وہ ہم میں سے نہیں ہوگا اور ہم آل محمدؐ اس سے بیزار ہوں گے۔ اور جو ان کا انکار اور ان کی تردید کرے گا وہ اُس شخص کی مانند ہوگا جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفار سے جہاد کیا ہو"۔

۵۔ قرب الاسناد میں شیخ علی بن بابویہ سے روایت ہے انہوں نے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عبدالجبار سے انہوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابوہاشم کوفی کے متعلق پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا وہ بد مذہب ہے۔ اس نے ایک مذہب ایجاد کیا ہے جسے تصوف کہا جاتا ہے اور اس نے اپنے فاسد عقائد کے لیے تصوف کو کمین گاہ بنایا ہے۔

۶۔ ایک اور روایت میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا اس نے ایک مذہب کی بنا رکھی ہے جسے اپنے

اور ملحدین کے لیے کمین گاہ اور باطل عقائد کے لیے ڈھال بنایا ہے۔

۷۔ سید مرتضٰی رازی نے اپنی سند سے امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے ابو ہاشم جعفری سے فرمایا:

"اے ابو ہاشم! عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے جب لوگوں کے چہرے ہشاش بشاش ہوں گے مگر دل آلودہ اور تاریک ہوں گے۔ اس زمانے میں سنت کو بدعت اور بدعت کو سنت سمجھا جائے گا، مومن کو حقیر اور فاسق کو محترم سمجھا جائے گا۔ اُن لوگوں پر ظالم حکمران مسلط ہوں گے، اُن کے علماء ظالم حکمرانوں کے درباروں اور ایوانوں میں جایا کریں گے، اُن کے دولت مند غریبوں کا استحصال کریں گے، اُن کے چھوٹے بڑوں کے آگے چلیں گے، اُن میں ہر جاہل کو عالم سمجھا جائے گا۔ وہ شک کرنے والے اور اخلاص رکھنے والے میں تمیز نہ کریں گے اور بھیڑ اور بھیڑیے کے درمیان فرق نہیں کریں گے۔ اُن کے علماء روئے زمین کے بدترین افراد ہوں گے کیونکہ وہ فلسفہ اور تصوف کی طرف مائل ہوں گے۔ خدا کی قسم! وہ لوگ زیادتی اور تحریف کرنے والے ہوں گے"۔

۸۔ سید مرتضٰی رازی نے اپنی سند سے محمد بن حسین الخطاب سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

"میں مسجد نبوی میں امام علی نقی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں صوفیہ کی ایک جماعت مسجد میں داخل ہوئی اور حلقہ بنا کر زور زور سے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کا ورد کرنے لگی۔ امام علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم ان فریب کاروں کی طرف دھیان نہ دو، یہ شیطان کے دوست اور دین کی بنیادوں کو تباہ کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ اپنے جسم کو راحت پہنچانے کے لیے زہد اختیار کرتے ہیں اور لوگوں کو شکار کرنے کے لیے تہجد پڑھتے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا الله کا ورد کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے قلیل غذا کھاتے ہیں۔ یہ لوگوں سے محبت بھری گفتگو کرتے ہیں اور انہیں شکار کر کے اندھے کنوئیں میں ڈال دیتے ہیں۔ رقص اور تالیاں ان کا ورد ہیں اور ترنم اور غنا اُن کا ذکر ہے۔ اُن کی پیروی وہی کرتے ہیں جو بیوقوف ہوتے ہیں اور ان سے عقیدت وہی رکھتے ہیں جو احمق ہوتے ہیں اور جو شخص اُن کی زندگی یا مرنے کے بعد ان کی زیارت کے لیے جائے وہ ایسا ہے گویا شیطان اور بت پرستوں کی زیارت کے لیے گیا ہے اور جو ان میں سے کسی کی مدد کرے وہ ایسا ہے گویا اُس نے یزید اور ابو سفیان کی مدد کی"۔

حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا اگرچہ وہ آپ کے حقوق کا معترف ہی کیوں نہ ہو؟

امام علی نقی علیہ السلام نے خشمگین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا:

اس بات کو رہنے دو، جو ہمارے حقوق کا معترف ہوگا وہ ہماری نافرمانی کے لیے قدم نہیں بڑھائے گا۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ لوگ گروہ صوفیہ میں سے سب سے زیادہ خسیس ہیں اور تمام صوفیہ ہمارے مخالف ہیں۔ اُن کا طریقہ ہمارے طریقے سے الگ ہے۔ یہ اس امت کے نصرانی اور مجوسی ہیں۔ یہ لوگ خدا کے نور کو بجھانے کے درپے ہیں جبکہ خدا اپنے نور کو ضرور پورا کر کے رہے گا اگرچہ کافروں کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔ امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جو بھی شخص تصوف کا عقیدہ رکھتا ہے وہ یا تو دھوکا دینا چاہتا ہے یا گمراہ ہے یا پھر احمق ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص تقیہ کے طور پر اپنا نام صوفی رکھے تو اس کے لیے کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ نام ہی پر اکتفا کرے اور اُن کے باطل عقائد کا پرچار نہ کرے۔

۱۰۔ شیخ بہائی نے اپنی کتاب کشکول میں رسول اکرمؐ کی یہ حدیث نقل کی ہے: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ عَلٰى اُمَّتِيْ حَتّٰى يَقُوْمَ قَوْمٌ مِنْ اُمَّتِيْ اِسْمُهُمُ الصُّوْفِيَّةُ اُولٰئِكَ لَيْسُوْا مِنْ اُمَّتِيْ وَاِنَّهُمْ يَحْلِقُوْنَ ذِكْرًا وَيَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى طَرِيْقَتِيْ وَهُمْ اَضَلُّ مِنَ الْكُفَّارِ وَهُمْ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلَهُمْ شَهِيْقُ الْحِمَارِ۔ یعنی اُس وقت تک قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک میری امت میں صوفیہ کے نام سے ایک جماعت اٹھ کھڑی نہ ہو وہ میری امت میں سے نہیں ہوں گے۔ وہ لوگ ذکر کے حلقے باندھیں گے اور اونچی آوازوں میں (ھو اور حق کے) نعرے لگائیں گے اور گدھوں کی طرح رینگا کریں گے۔

۱۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جب میرے بعد تمہیں شک اور بدعت کرنے والے افراد دکھائی دیں تو ان سے برأت کا اظہار کرنا اور دل کھول کر ان کی مذمت کرنا تاکہ وہ اسلام کو بگاڑنے کی خواہش نہ کر سکیں۔ لوگوں کو ان کے شر سے خبردار کرتے رہنا تاکہ اُن سے بدعتیں نہ سیکھیں۔ اس سے اللہ تمہارے لیے نیکیاں لکھے گا اور دنیا و آخرت میں تمہارے درجات بلند کرے گا۔

۱۲۔ امام مہدی علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے اپنے شیعوں کو احمد بن ہلال کرخی صوفی سے بچنے کی تلقین کی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ ریا کار ہے۔ آپؑ نے اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں اس سے بھی بیزار ہوں اور اُس سے بیزاری نہ کرنے والوں سے بھی بیزار ہوں۔

آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے انھیں بدعتیوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو اہل بدعت سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا: انسان کے کافر ہونے کے لیے اتنی سی بات کافی ہے کہ وہ کوئی بدعت پیدا کرے اور اس سے محبت کرے اور جو شخص ایسی بدعت کے خلاف آواز اٹھائے اُس شخص سے بیزاری کا اظہار کرے۔

احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ تصوف آئمہ معصومینؑ کے مقابلہ میں آیا ہوا ایک باطل نظام ہے۔ صوفیا کی اپنی الگ سے کتب بھی ہیں جن میں عجیب و غریب واقعات، خود ساختہ عقائد و نظریات، اعمال و اقوال اور ان کی اپنی کچھ خاص اصطلاحات وغیرہ موجود ہیں۔ شروع زمانہ میں یہ لوگ آئمہ اہل بیتؑ کے مخالف رہے۔ بعد میں آنے والے صوفیا نے عوام کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے اہل بیتؑ کے ذکر کو ڈھال بنایا اور محبت اہل بیتؑ کے نام پر بدعات کی خوب ترویج کی۔ ان کے عقائد و اعمال اور خود ساختہ نظریات کی رد محدثین شیعہ الشیخ حر العاملی اور علامہ مجلسی وغیرہ نے اپنی اپنی مختلف کتب میں کی ہے۔

علامہ مجلسیؒ اپنی کتاب "عین الحیات" میں صوفیا کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"اس زمانے کے صوفی برہمنوں کی کتاب "جوگ" کی بڑی عزت کرتے ہیں اور شیعوں کی دینی کتابوں سے اس کو بہتر جانتے ہیں۔ بعض شیعوں کا بھی یہی حال ہے کہ وہ (صوفیہ) برحق ہیں۔ لاعلمی کے سبب ان کی باتیں مانتے اور کافر بنتے ہیں۔ اتنا نہیں سمجھتے کہ دنیا میں دشمنان دین کا زور بڑھ رہا ہے اور دین دار مصائب میں گرفتار ہیں۔ اس لیے اکثر لوگ بے دینی کی طرف مائل ہو گئے۔ کوئی صوفی بن گیا وغیرہ۔ ان کے عالم جن کتابوں پر عمل کرتے ہیں کافر اور خلقت کو گمراہ کرنے والے ہیں۔ مگر جو اہل بیتؑ کے پیروکار رہے وہی راستی (ہدایات) پر ہیں۔"

شیعوں میں یہ گروہ صوفیہ اب کئی دوسرے ناموں کا بھیس اوڑھ کر چھپا ہوا ہے۔ اس باطل گروہ کے کوئی خاص اصول و ضوابط نہیں جو جو جس زمانے میں آتا گیا نئے سے نئے عقائد اور نظریات چھوڑ کر جاتا گیا۔ یہ لوگ نظریہ ضرورت کے تحت حالات اور عوام کو دیکھ کر بدعات ایجاد کرتے رہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس دور میں جو لوگ صوفیہ کے پیروکار ہیں وہ پچھلوں سے کئی قدم آگے بڑھ چکے ہیں۔ بعض نے ایسی ایسی باتیں کہیں کہ عام عوام کو بہت بھلی لگیں، لیکن اقوال معصومینؑ سے لاعلمی کی وجہ سے عوام حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ ایسا ہی ایک جملہ ملاحظہ فرمائیں:

"بعد از کربلا خوشی حرام است"

کربلا کے بعد خوشی حرام ہے

یہ کام ہم آپ پر چھوڑتے ہیں کہ تلاش کریں کہ یہ قول کس کا ہے اور سوچیں کہ کیا ہم مومنین پر ہمارے آئمہؑ کے اقوال حجت ہیں یا ہر مشہور و معروف شخص کا قول بھی حجت ہے؟ اگر یہ بات درست ہے کہ کربلا کے بعد خوشی حرام ہے تو پھر مومنین اپنی تقریبات، شادی بیاہ، سالگرہ، نیا مکان، نئی دکان اور اولاد کی خوشی کیوں مناتے ہیں؟ ہر بات پر ہنسی مزاح کیوں کرتے ہیں؟ اب ہم مومنین کی تسکین قلب کے لیے اللہ کی حجتوںؑ کے فرمان پیش کرتے ہیں۔

امام رضاؑ ایک شخص کو بتا رہے ہیں: اے شبیب! میں تیرے لیے ایک راز کو کھولتا ہوں کہ اگر تو جنت میں اعلی مقام پر ہمارے ساتھ رہنا چاہتا ہے تو ہماری خوشی میں خوش ہوا کر اور ہمارے غم میں غمگین رہا کر اور تجھ پر ہماری ولایت واجب ہے۔ پس اگر کوئی انسان کسی پتھر سے محبت کرے گا تو اللہ اسے اسی کے ساتھ یوم قیامت محشور کرے گا۔ (شیخ صدوق، عیون الاخبار الرضاؑ، ج2، ص268، حدیث 57 عربی)

درج بالا قول امام رضاؑ کا ہے جو کربلا کے بعد امام علیؑ بن حسینؑ، امام محمدؑ بن علیؑ، امام جعفرؑ بن محمدؑ، امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کے بعد امام ہیں۔ امام رضاؑ کے اس قول سے ثابت ہوا کہ کربلا کے بعد بھی آئمہؑ کے گھر خوشیاں ہیں۔

اب امام علی النقیؑ کا قول بھی دیکھ لیں اور آنکھوں کو منور کر لیں۔ محمد بن سنان نے کہا کہ میں امام علی النقیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے پوچھا: کیا آج فرج میں کوئی حادثہ رونما ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! اس خاندان کا بزرگ (یعنی آل محمدؑ کا دشمن) مر گیا ہے۔ یہ سن کر امامؑ نے الحمد للہ

کہا اور آپؑ نے چوبیس مرتبہ اس جملے کا تکرار کیا۔ یہ دیکھ کر میں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپؑ کو اس کے مرنے کی اتنی زیادہ خوشی ہوگی تو میں ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آپؑ کے پاس آتا اور آپؑ کو یہ خوشخبری سناتا۔ (یعقوب کلینی، الکافی، ج 1، ص 496، حدیث 9 عربی)

اجداد میں غیر شیعہ نظریات

شہید ثالث ۹۹۳ ہجری میں ایران سے ہندوستان کے شہر لاہور پہنچے اور مغل اعظم اکبر بادشاہ نے آپ کو منصب قضاوۃ پر فائز کیا۔ حضرت محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کا زمانہ بھی یہی تھا۔ شہید ثالث کی وفات ۱۰۱۹ ہجری میں ہوئی اور موج دریا بخاریؒ کی وفات ۱۰۱۳ ہجری میں ہوئی۔ قاضی صاحب نے بخاری سادات کے متعلق اپنی کتاب مجالس مومنین میں جو نقل کیا ہے ملاحظہ کریں:

"ملک ہندوستان بالخصوص ملتان، لاہور اور دہلی میں بخاری سادات اچھی خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ ان کے مورث اعلیٰ سید جلال الدین سرخ پوش تھے۔ انہوں نے عراق سے بخارا ہجرت فرمائی اور یہاں انہوں نے محسوس کیا کہ اہل بخارا بنی مروان کے پیروکار ہیں۔ اس لیے انہوں نے بخارا کو چھوڑ دیا اور کابل تشریف لائے۔

لیکن انہیں یہ دیکھ کر انتہائی مایوسی ہوئی کہ اہل کابل کے دل بھی اہل بخارا کی طرح محبت آل محمدؐ سے خالی تھے۔ انہوں نے ان علاقوں کی ناصبیت کو دیکھ کر یہ شعر ارشاد فرمایا تھا:

قتل عامی آرزو دارم ہلاکو خان کجا است
ز انکہ از سرحد کابل تا بخارا سنّتی است

آخر کار وہ بزرگ ہندوستان تشریف لائے اور مجبور ہو کر حنفیہ بخارا کے عقائد پر قناعت کی اور لوگوں سے کہا: ہم بخارا سے آئے ہیں اور تسنن میں ہم سنگ خارا ہیں۔

اس لیے سید مذکور کی اولاد ایک طویل عرصہ تک تقیہ میں رہی اور سلاطین ہند نے ان سادات کی خاطر خواہ عزت و تواضع کی۔

زیادہ عرصہ تک تقیہ کرنے کی وجہ سے اس خاندان کے افراد مذہب حقہ سے غافل ہو گئے اور پھر جہالت نے اس خاندان کو مزید ہدایت کے حصول سے روک دیا جس کی وجہ سے اس خاندان کے افراد میں تسنن کے نظریات رچ بس گئے"۔ (قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین اردو ص ۲۵۸)

بقول قاضی نور اللہ شوستری سید جلال الدین سرخ پوش کی اولاد تقیہ کرنے کی وجہ سے مذہب حقہ یعنی شیعہ اثنا عشریہ سے غافل ہو گئی لیکن سید راجو نے تقیہ توڑ دیا اور کہا کہ:

مذہب ما تقیہ و توریہ نیست

میرے مذہب میں تقیہ اور توریہ نہیں ہے۔

سید راجو شاہ، سید جلال الدین سرخ پوش بخاری سے جو بارہویں (۱۲) پشت سے تھے آپ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے فرزند سید ناصر الدین کی اولاد سے ہیں۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ناصر الدین کے کثیر فرزند تھے جن میں سے چوتھے فرزند سید علم الدین سے اولاد سید موج دریا بخاریؒ ہوئے اور ناصر الدین کے پہلے فرزند سید حامد کبیر شمس الدین کی اولاد سے سید راجو ہوئے۔ آپ سید حامد کبیر کی آٹھویں پشت سے ہیں۔ آپ کے پوتے سید حسن بن سید زین العابدین کی خط و کتابت قاضی نور اللہ شوستری سے رہی جس کا ذکر کتاب مجالس المومنین اردو ترجمہ کے صفحہ ۹۲ پر موجود ہے۔

سید حسن نے اپنے خط کے ذریعہ جو سوالات قاضی نور اللہ شوستری سے دریافت کئے انہیں پڑھ کر حسن بن زین العابدین بن سید راجو کی پوزیشن کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کہاں تک شیعہ تعلیمات رکھتے تھے۔

اجداد کے متعلق واقعات پر ایک نظر:

اکثر کتب میں جو واقعات نقل ہوئے ہیں ان کی کوئی علمی عقلی حیثیت نہیں ہے۔ عوامی اکثریت ان واقعات کو صرف اور صرف اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ آپ کی نظر ہے کہ جسے پڑھ کر سادات نقوی البخاری اتو چھا محسوس نہیں کریں گے لیکن سادات کاظمی مشہدی شاید کچھ اور محسوس کریں۔

عالم فقری اپنی کتاب اولیائے پاکستان جلد اول صفحہ 198 پر لکھتے ہیں کہ" اوچ شریف کا ایک بزرگ پھنے شاہ بخاری نے جب حضرت بری امام کی کرامتوں کی شہرت سنی تو انہوں نے کہا کہ ہماری ولایت میں ایک مشہدی کیسے داخل ہو گیا۔ ہم اس کی تمام قوتیں سلب کر لیں گے۔ اس کے بعد وہ ایک لاکھ مریدین کی فوج لے کر پنڈی کی طرف بڑھے۔ حضرت بری امام نے پھنے شاہ بخاری کے اس کوچ کا منظر حالتِ کشف میں دیکھا، تو آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ پھنے شاہ بخاری ایک لاکھ مریدوں کا لشکر لے کر آ رہا ہے تم ہوشیار رہو۔ جب پھنے شاہ بخاری اپنے مریدوں سمیت جہلم کے نزدیک پہنچے تو حضرت بری امام نے جہلم کی طرف انگشت شہادت اٹھائی اور پھنے شاہ کا آدھا جسم بے کار ہو گیا۔

(واقعہ جاری)

اسی طرح ایک اور واقعہ پیش کیے دیتا ہوں کہ جو اولاد حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ شیعہ اثنا عشریہ کے لیے ہے۔

علامہ صفدر رضا قادری اپنی کتاب" تذکرہ سادات بخاریہ" کے صفحہ نمبر 362 پر بعنوان" موج دریا جلال میں آ گئے" کے تحت لکھتے ہیں کہ" ایک روز ایک شخص نے حضرت موج دریا کی مجلس میں آ کر کہا:

"سید سنی نہیں کاٹھ دی کنی نہیں"

اس تنقید کے بعد کہا کہ سیدوں کا تو بال بھی آگ میں نہیں جلتا اب ایسے سید کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ اس شخص کی بات سن کر حضرت موج دریا بخاری جلال میں آ گئے۔ آپ نے لکڑی کی ایک ہنڈیا منگوائی اور دونوں پاؤں کا چولہا بنا کر اس میں آگ جلوائی ہنڈیا آگ پر رکھ کر چاول پکائے حضرت موج دریا نے فرمایا دیکھ سید سنی ہے اور ہنڈیا لکڑی کی ہے لیکن آگ نہیں جلاتی وہ شخص تائب ہو کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔"

اس طرح کا ایک واقعہ پیر آف گولڑہ شریف کی طرف بھی منسوب ہے۔ بلکہ یہ جملہ بھی انہوں نے ہی فی البدیہ کہا تھا کہ جب معترض نے کہا کہ" کاٹھ دی کنی نہیں، سید سنی نہیں، تو پیر صاحب نے فورا کہا کہ لکڑ دا دیا نئیں تے سید شیعہ نئیں۔ یہ تمام واقعات اپنی کوئی اصل نہیں رکھتے۔ برصغیر پاک و ہند

میں ہم نے بزرگان کی طرف منسوب جتنے بھی معجزات وکرامات پڑھی ہیں یا سنی ہیں ۔ ان میں بعض تو انبیاءؑ کے واقعات میں تھوڑی ردو بدل کر کے بنائی ہوئی ہیں اور بعض صاف جھوٹ باندھے گئے ہیں، بعض میں ایسے نقائص موجود ہیں کہ اگر غور وفکر کیا جائے تو فضیلت ظاہر ہونے کی بجائے توہین ظاہر ہوجاتی ہے اور بعض واقعات تو مضحقہ خیز ہیں ۔ یہ واقعات کیوں بنائے گئے یہ بات خاندان کے بزرگ عالم دین سید المناظرین علامہ سید زین العابدین نقوی البخاری نے بھی اپنی کتاب براھین الانصاف میں بیان کی ہے جو کہ ہم اس کتاب میں بھی درج کر چکے ہیں۔

سلسلہ جلالیہ

واضح ہو کہ خانوادہ جلالیہ جو آپ کو منسوب طرف حضرت سید جلال الدین البخاری النقویؒ کے کرتا ہے اور اپنے بازو کو جلا کر نشان مہر کا بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مولائی ہیں اور ہم طالب حضرت سید جلال کے ہیں وہ بھی جھوٹے ہیں کیونکہ حضرت سید جلال الدین البخاری النقوی صوفی مذہب نہ تھے اور نہ سنی تھے بلکہ شیعہ امامیہ اثناعشریہ تھے۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستریؒ نے ان کا حال کتاب مجالس المومنین میں لکھا ہے کہ وہ حضرت امامیہ اثناعشریہ تھے اور شہر بخارا سے غیروں (عامہ) کے اذیت دینے سے جلاوطن ہو کر نکلے تھے۔ جب کابل میں آئے تو غیروں (عامہ) کے ہاتھ سے انہوں نے اور بہت اذیت اٹھائی تو فرمایا:

آرزو دارم ہلاکو خان کجاست
ز انکہ از سرحد کابل تا بخار کشتنی ست

اور ایسے ہی سید مخدوم جہانیاں جہاں گشت بھی امامیہ اثناعشریہ تھے نہ صوفی تھے نہ سنی تھے۔ لیکن سنیوں نے ان حضرات کو بسبب بزرگی اور شرافت اور سیادت ان کی کے ان کو صوفی اور سنی لکھ دیا ہے واسطے اپنے مذہب کی خوبی ظاہر کرنے کے نظر عوام میں۔ تا کہ عام لوگ دھوکہ کھا کر سب سنی ہوجاویں اور یقین کرلیں کہ جب ایسی ایسی سادات رفیع الدرجات سنی اور صوفی گزری ہیں تو ضرور مذہب سنی اور صوفی بہت خوب ہے۔ (براھین انصاف صفحہ ۷۴)

بیعت

صرف سلسلہ جلالیہ میں ہی نہیں بلکہ دینِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کسی بھی غیر معصوم کی، کسی بھی طریقے سے، کسی بھی قسم کی بیعت کرنا حرام ہے۔ آگے چل کر ہم اس پر حدیث معصومؑ بھی پیش کریں گے لیکن حیرانگی ہوتی ہے ان شیعہ کہلانے والوں پر کہ جو یہ حدیث جانتے بھی ہیں پھر بھی اپنی بیعت کرواتے ہیں اور احادیث کی ایسی تاویل کرتے ہیں کہ ابلیس بھی شرما جائے۔ ان کے بارے میں اقبال کہتا ہے:

زمن بر صوفی و ملا سلامی
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولی تاویل شان در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

(ارمغان حجاز)

"میرے طرف سے صوفی اور ملا کو سلام پہنچے کہ انہوں نے ہمیں اللہ کا پیغام سنایا مگر اس کلام کی جو تاویل انہوں نے کی اس نے اللہ، جبرئیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سب کو حیرت میں ڈال دیا"

حدیث معصومؑ سے پہلے، کتاب "اسرار العبدیات" مولف سید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری نے صفحہ نمبر 396 پر بیعت کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اس کی چند سطور ملاحظہ کریں:

"دوستو! اس دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ عام پیر فقیر بھی بیعت لیتے نظر آتے ہیں۔ اس لیے یہاں یہ بتا دینا بھی لازم ہے کہ شیعہ مسلمات میں سے ہے کہ دورِ غیبت میں کسی فرد کی بیعت جائز نہیں ہے کیونکہ بیعت صرف امام زمانہؑ کی ہی ہو سکتی ہے۔ شیعہ طریقت و روحانیت میں جو سلسلہ بیعت ہوتا ہے وہ

مرشد کی بیعت کا نہیں ہوتا بلکہ امام زمانہؑ کی بیعت، مرشد کے ہاتھ پر ہوتی ہے۔"

صاحب کتاب نے اس پورے مضمون میں کسی جگہ بھی بیعت کے متعلق حدیث معصوم پیش نہیں کی اور نا ہی ایسی کوئی حدیث پیش کی کہ جس میں یہ کہا گیا ہو کہ کسی غیر معصوم کو اپنا مرشد بنا کر اس کے ہاتھ کو ہمارا ہاتھ سمجھ کر بیعت کر لو۔ ہم یہاں پر وہ حدیث مبارکہ پیش کرتے ہیں، قول معصوم پڑھ کر اپنے قلوب کو منور کریں۔

امام جعفر صادقؑ نے اپنے صحابی مفضل سے فرمایا:

"اے مفضل! ہر بیعت جو ظہور قائمؑ سے پہلے لی جائے گی پس وہ بیعت کفر و منافقت اور دھوکے کی بیعت ہوگی۔ اللہ کی لعنت ہو بیعت کرنے والے پر اور بیعت لینے والے پر۔"

(علامہ مجلسی، بحار الانوار، ج 53، ص 8 عربی)

حدیث مبارکہ میں یہ بات واضح ہے کہ امام زمانہؑ کے ظہور سے پہلے ہر بیعت حرام ہے۔ بیعت صرف امام معصومؑ کی ہے کتب احادیث میں اس بارے میں دعائیں بھی نقل ہوئی ہیں جن میں سے ایک دعا یہ ہے:

دعا تجدید بیعت امام زمانہؑ (تعلیم کردہ امام جعفر صادقؑ)

اللھم انی اجدد لہ فی صبیحۃ یومی ھذا وما عشت من ایامی عھدا و عقدا و بیعۃ لہ فی عنقی لا احول عنھا ولا ازول ابدا

ترجمہ: یا اللہ میں تجدید کرتا ہوں آج کی صبح اور جتنے دن میں زندہ رہوں (امام بقیۃ اللہ) سے عہد اور عقد اور بیعت کی جو میری گردن میں ہے۔ میں اس (بیعت) سے کبھی نہیں پھروں گا اور نہ ہی ہمیشہ کے لیے (اس بیعت کو اپنی گردن) سے ہٹاؤں گا۔ (مصباح الزائر، ص 456 / بحار الانوار، ج 99، ص 111)

مومنین کو چاہیے کہ ہر صبح یہ دعا تلاوت کریں اور اپنے وقت کے امامؑ سے تجدید بیعت کریں۔

ذرا سوچیے کہ کس کس نے کس کس کو اپنا مرشد بنایا اور اس کی بیعت کی اور بعد میں خود مرشد بن گیا اور دوسروں سے اپنی بیعت کروائی۔

مرشد کون ہیں؟

لفظی اور لغوی بحث کو ترک کرتے ہوئے سادہ الفاظ میں مرشد وہ ہوتا ہے کہ جو آپ کی ہدایت کا ذریعہ ہوتا ہے یا راستہ دکھانے والا ہوتا ہے وغیرہ۔

مرشد کسے کہا جاتا ہے؟ مرشد کون ہوتا ہے؟ مرشد کیوں ضروری ہے؟ بے شمار سوالات پیدا کیے جا سکتے ہیں اور مرشد کی شان میں نئی سے نئی تعریفیں ایجاد کی جا سکتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں یہ لفظ طنزاً بھی بولا جاتا ہے کہ جس کے معنی اردو لغت میں چالاک، ہوشیار، فریبی وغیرہ کے ہیں لیکن ہم یہاں جس لحاظ سے اس لفظ کے بارے میں لکھ رہے ہیں وہ آپ سمجھ ہی چکے ہوں گے۔ جس طرح دین اسلام یعنی شیعہ اثنا عشریہ میں غیر معصوم کی بیعت حرام ہے ایسے ہی کسی غیر معصوم کو مرشد بنا لینا بھی حرام ہے۔ قرآن میں وہ آیات جہاں لفظ مرشد استعمال ہوا ہے اور ان آیات کو لوگ غیر معصوم لوگوں کو مرشد ثابت کرنے کے لیے پیش کرتے ہیں اگر ان آیات کی تفسیر آئمہ معصومینؑ کی بیان کردہ احادیث سے دیکھی جائے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان آیات میں ولی و مرشد صرف اور صرف آئمہ معصومینؑ کو ہی کہا گیا ہے۔

کتب اربعہ میں شامل مشہور کتاب "تہذیب الاحکام" جلد سوم باب 7 صلوۃ الغدیر صفحہ 127 پر مومن یہ جملہ پڑھ کر گواہی دیتا ہے۔

فاشهد یا الهی انه الامام الهادی المرشد الرشید علی امیر المومنین

"پس اے میرے معبود گواہ رہنا بھی امام، ہادی، مرشد الرشید علی امیر المومنین ہے۔"

اسی طرح کتاب "مفاتیح الجنان" میں شیخ عباس قمی نے صفحہ نمبر 1014 پر زیارت دیگر امام زمانہؑ میں یہ جملہ نقل کیا ہے:

یا مولای اماما و هادیا و ولیا و مرشدا لا ابتغی بك

اے میرے آقا آپؑ امام ہیں، ہادی ہیں، ولی ہیں، مرشد ہیں، میں آپؑ کے علاوہ کسی کا طالب نہیں اور آپؑ کے علاوہ کسی کو اپنا سرپرست نہیں مانتا"

جب ایک مومن یہ سب گواہیاں دے اور پھر بھی کسی غیر کے در پر جائے یا معصومینؑ کے ساتھ غیر معصوم سے بھی وہی تعلق رکھے جو کہ صرف آئمہ اہل بیتؑ کے لیے ہے وہ شخص جھوٹی گواہی دینے والا ہے۔ بے شمار احادیث موجود ہیں کہ علیؑ کی ولایت اللہ کی ولایت ہے، معصومینؑ کی ولایت اللہ کی ولایت ہے جس نے ان کی ولایت میں کسی کو بھی شریک کیا اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ دیکھیں آیت الکرسی کی تفسیر آئمہ اہل بیتؑ کی بیان کردہ۔

جو لوگ غیر معصوم کو اپنا مرشد بنائے ہوئے ہیں وہ لوگ ان خود ساختہ مرشدوں کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں جبکہ اس بارے بھی قول معصومؑ موجود ہے۔ کتاب تحفۃ العقول جلد 1 صفحہ 450 اور مستدرک سفینۃ البحار جلد 8 صفحہ 397 پر قول معصومؑ ہے۔

عن مولانا الرضا صلوات الله علیه قال: لا یقبل الرجل ید الرجل فإنه قبلة یده کالصلاة له.

امام علی رضاؑ نے فرمایا: کوئی مرد کسی مرد کا ہاتھ نہ چومے۔ پس جس نے کسی کا ہاتھ چوما اس نے اسکی عبادت کی۔

سیدزادی کا نکاح غیر سید سے؟(۱)

(ماخوذ از کفو سے ازدواج مؤلف السید ابو محمد نقوی)

دین فطرت

اسلام دین فطرت ہے یعنی اللہ اور محمدؐ و آل محمدؑ کی ولایت کے تابع ہے۔ خالق کائنات نے زندگی کے ہر پہلو کے متعلق انسان کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین وضع فرمائے ہیں۔

نسل انسانی کی بقا کے لیے ازدواج ایک اہم مرحلہ ہے جس کو طے کرنے کے لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

ازدواج (شادی، نکاح) کے لیے دونوں فریقین کا ہمسر یعنی کفو ہونا ایک منطقی اور لازمی شرط ہے۔

تنوع کی حقیقت

ایک گلستان میں مختلف انواع و اقسام کے پھول ہوتے ہیں، ہر ایک پھول رنگ اور خوشبو میں مختلف ہوتا ہے اور یہی ایک باغ کی خوبصورتی کا باعث ہے۔ کوئی بھی عقلمند ماہر نباتات یہ نہیں کہے گا کہ ان سب پھولوں کے پودوں کو جنیٹیکلی مکس کر کے ایک رنگ کا بنا دیا جائے۔ ہر ایک پھول کی اپنی خصوصیت اور افادیت ہوتی ہے۔

اسی طرح درختوں کی لکڑی مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ سخت، نرم، دیرپا اور عارضی ساخت کی لکڑیاں ہوتی ہیں۔ ہر ایک درخت کی لکڑ مختلف کاموں میں استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا اگر درختوں کا تنوع ختم ہو جائے تو نظام زندگی مشکل ہو جائے۔

جس طرح دھاتوں میں مختلف دھاتوں کا مختلف کاموں میں کارآمد ہونا ثابت ہے مثلاً لوہا، سونا، چاندی، تانبا ان سب کا مفید ہونا ان کے اختلاف میں پنہاں ہے۔ کوئلے اور ہیرے کی اصل ایک ہے مگر ان کا مختلف ہونا ہی انسان کے لیے کارآمد ہے۔

حیوانات میں گھوڑوں کو ہی لے لیں مثلاً تھارو بریڈ، عربی، اندلسی، مورگن وغیرہ نسل کے گھوڑے۔ اگر ان کی نسل کو خالص نہ رکھا جائے تو ان کی کوئی قدر و قیمت نہ رہے۔ عام گھوڑا ایک لاکھ روپے سے کم بھی مل جاتا ہے اور خاص گھوڑا ایک لاکھ روپے سے زیادہ میں بھی فروخت ہوتا ہے۔ ہر ایک نسل کی خصوصیات کی وجہ سے ہی ان کو مختلف کاموں میں لایا جاتا ہے۔ کوئی بھی ماہر حیوانات مختلف نسل کے گھوڑوں کے اختلاط سے ایک ہی قسم کی نسل تیار کرنے کے حق میں نہیں سوچ سکتا۔ گھوڑوں کی نسل کو خالص رکھا جاتا ہے اور گھوڑوں کے شجرے بھی ہوتے ہیں جن کی اہمیت واضح ہے۔

مختصراً یہ کہ حسب نسب کی اہمیت صرف انسانوں میں ہی نہیں بلکہ یہ قانون جمادات، نباتات اور حیوانات میں بھی کارفرما ہے۔

اقوام اور قبائل

بنی نوع انسان میں بھی ہر قبیلہ کی کچھ منفرد خصوصیات ہوتی ہیں مثلاً شجاعت، فہم و فراست، حسن، ہنرمندی، خوش خلقی، مہمان نوازی وغیرہ۔ رنگ و نسل اور لسانی اختلافات بھی ان قدرتی حکمتوں میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کسی قبیلے کے منفی اطوار بھی ہو سکتے ہیں جو ان کی ذاتی خطاؤں کی وجہ سے ہیں۔

سورہ الروم آیت ۲۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"اور اس کی آیات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف بیشک اس میں عالموں کے لیے آیات ہیں"۔

یعنی انسانوں کے رنگ اور زبانیں مختلف ہونا اللہ کی حکمتوں اور نشانیوں میں سے ہے جس پر تدبر

(۱) یہ صرف سادات کا مسئلہ نہیں بلکہ ہر قوم کے فرد کو اپنی ہی قوم میں اپنے کفو سے ازدواج کرنا چاہیے۔ یہاں یہ عنوان اس لیے اختیار کیا گیا ہے کہ ہمارا خصوصی مخاطب وقاری سادات ہیں۔ ارادہ تو یہ تھا کہ اس موضوع پر خاندان کے بزرگ عالم دین سید زین العابدین نقوی الاظہاری کے تحقیقی مضامین شامل کیے جائیں لیکن ارادہ تبدیل ہو گیا کیونکہ ان کی کتاب اہانت سادات جو کہ یکم اپریل ۱۸۹۷ء میں لکھی گئی طویل کتاب ہے۔

کرنے کی ضرورت ہے۔

کبھی کسی ماہر لسانیات نے نہیں کہا کہ ایک قوم کا دوسری قوم سے مختلف زبان بولنا ایک دوسرے کی توہین ہے یا کسی جنیٹک سائنسدان نے انسانوں کی رنگ کی بنیاد پر توہین سمجھی ہو کہ سب انسانوں کو ایک رنگ بنا دیا جائے یا سب انسانوں کا آئی کیو (فہم و فراست کی استعداد) جنیٹک مینیپولیشن کے ذریعے ایک جیسا کر دینا چاہیے۔

ہر نسل کی اپنی مخصوص عادات و اطوار اور منفرد اوصاف ہی اس ایکو سسٹم کی خوبصورتی ہے۔ اگر اشیاء کا تنوع ختم ہو جائے تو معاشرہ قائم نہیں رہ سکتا۔ انسانوں کی انفرادی صلاحیتوں کی وجہ سے مختلف پیشے ہیں جن کی وجہ سے معاشرہ قائم رہتا ہے۔ اسی طرح خاندانوں اور قبیلوں کی شناخت قائم رہنے کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سورہ حجرات آیت ۱۳ میں ارشاد فرماتا ہے:

"اے لوگو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے خلق کیا ہے اور ہم نے تمہیں قومیں اور قبیلے بنا دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے، بیشک اللہ سب جاننے والا اور باخبر ہے"۔

یعنی حضرت آدمؑ و حواؑ کی اولاد میں اللہ عزوجل نے مختلف قومیں اور قبیلے بنائے ہیں تاکہ ایک دوسرے سے تعارف و پہچان قائم رہے۔ لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کی اہمیت پر زور دیا ہے۔

کچھ لوگوں نے اس آیت سے یہ تاویل کی کہ قوم و قبیلہ کی نفی کی جائے، بس سب کو دیندار اور متقی ہونا چاہیے۔

حالانکہ یہ آیت قوموں اور قبیلوں کو ختم کرنے کے لیے نہیں آئی کیونکہ اللہ عزوجل خود فرما رہا ہے کہ میں تمہاری پہچان کے لیے قوم قبیلے بنائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ رنگ و نسل کے امتیاز کے لحاظ کے بغیر سب انسانوں کے لیے زندگی میں مساوی مواقع میسر ہوں اور قانون سب کے لیے یکساں ہو اور اللہ کے حضور تکریم کا معیار تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔

تقویٰ و پرہیزگاری علیحدہ چیز ہے اور خاندان قبیلہ علیحدہ چیز ہے۔

اسی قسم کی ایک دوسری آیت سے بات مزید واضح ہو جائے گی:

"اے بنی آدم! یقیناً ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے ستر کو ڈھانکے اور زینت بھی ہے، اور تقویٰ کا لباس وہ زیادہ اچھا ہے، یہ اللہ کی آیات میں سے ہے شاید کہ وہ نصیحت قبول کریں۔

(سورہ الاعراف آیت ۲۶)

اب اگر ذات و خاندان کی مخالفت کرنے والے لوگوں کی بات مانی جائے تو پھر اس آیت کا مطلب یہی نکلے گا کہ لباس کی نفی کی جائے اور تقویٰ اختیار کرنا کافی ہو جائے۔ یعنی ایک متقی شخص کے لیے ننگ دھڑنگ رہنا جائز ہے کیونکہ تقویٰ کا لباس کپڑے کے لباس سے بہتر ہے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بہترین لباس جو ستر کو ڈھانپے اور بیہودہ نہ ہو، اس لباس کی تاکید کے ساتھ ساتھ تقویٰ کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ اسی طرح پہلی آیت میں ہر ذات اور خاندان کے انسانوں کو تقویٰ کا حکم دیا گیا ہے۔

اپنی ذات اور قبیلے کی پہچان کو ختم یا تبدیل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا ہے: تعلموا من انسابکم ما تصلون بہ ارحامکم

(مستدرک سفینۃ البحار ج ۱۰ ص ۳۸)

ترجمہ: اپنے حسب نسب کا علم رکھو جس سے تمہارا خون کا رشتہ جڑتا ہے۔

اب جن لوگوں کو اپنا حسب نسب اور شجرہ معلوم نہیں وہ تو لامحالہ یہی پروپیگنڈہ کریں گے کہ ذات پات کی اہمیت نہیں۔

تاریخی حقائق

اور تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ اقوام نے اپنے تشخص کو قائم رکھا۔ برصغیر میں ہی دیکھ لیں کہ کبھی کسی چودھری نے، راجپوت نے، سید نے، ملک نے، مغل نے، پٹھان نے، بلوچ نے، قزلباش نے یا کسی اور ذات کے لوگوں نے دوسری ذاتوں میں عام حالات میں رشتے ناطے نہیں کیے، مجبوری یا مصلحت کے تحت استثنائی واقعات کا ہونا ایک الگ بات ہے۔

اخوت، بھائی چارہ، مساوی حقوق اور عدل سے کسی کو انکار نہیں لیکن اس سے مراد یہ نہیں کہ ذاتوں کا تشخص ختم کر دیا جائے۔

برصغیر کے علاوہ دنیا کے شاہی خاندانوں پر ہی ایک نظر ڈال لیں۔ شاہی خاندان کے رشتے ناطے ان کے ہمسر خاندان میں ہی قرار پاتے ہیں اور آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ شاہی خاندان سے رشتہ ناطہ تو دور کی بات ہے کوئی غیر خاندان کا شخص شاہی خاندان کی خاتون کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔

ملکہ الزابتھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۷ء کو ملائم قالین والی سیڑھیوں سے اتر رہی تھیں اور گورنر جنرل ڈیوڈ جانسن ساتھ تھے تو اس کو محسوس ہوا کہ ملکہ شاید ملائم قالین کی وجہ سے سلپ ہو کر گر نہ جائیں تو اس نے ذرا سا ملکہ کے بازو کو تھاما لیکن اس کو آداب کے خلاف سمجھا گیا اور گورنر جنرل نے معافی مانگی۔

یعنی حسب نسب کے لحاظ سے خواتین کی عزت و احترام کے آداب سے پوری دنیا واقف ہے اور پوری دنیا اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اگر کوئی شاہی خاندان کا فرد کسی ایسے فرد سے شادی کرلے جو شاہی خاندان کا کفو نہ ہو تو اسے بڑے طریقے سے شاہی خاندان کے اعزاز سے برطرف کر دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ شادی کسی مجبوری یا مصلحت کے تحت وقوع پذیر ہوئی ہو۔ یہ ماضی کی کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حالیہ تاریخ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

برصغیر پر برطانوی راج کا مطالعہ کرلیں، ایک عقلمند حکومت کے لیے کامیاب نظام چلانے کی خاطر اس علاقے کے لوگوں کا حسب نسب سمجھنا بہت ضروری ہے۔ انگریزوں نے ماہر محققین کے ذریعے برصغیر کے تمام لوگوں کے قبائل اور خاندانوں کو مفصل طور پر سمجھا۔ پھر لوگوں کو ان کے خاندانی اوصاف کے مطابق عہدے دیے۔ ایسی بہت ساری کتابیں موجود ہیں مثلاً

A Glossary of the Tribes and Casts of the Punjab by ED Maclagan an HR Rose

یعنی وہ بہادر لوگوں کو فوج یا پولیس میں بھرتی کرتے تھے، ذہین لوگوں کو مختلف محکموں میں رکھتے تھے، محنتی لوگوں کو کاروبار میں لگاتے تھے۔ اس طرح خاندانی اوصاف کے لحاظ سے نوکریاں دی جاتی تھیں تاکہ نظام سلطنت کامیابی کے ساتھ چل سکے۔

کفو و ہمسر

اسی طرح ازدواجی زندگی کی کامیابی کے لیے مرد و عورت کا کفو و ہمسر ہونا بہت ضروری ہے۔

کفو و ہمسری کے شرائط میں سے ہم کچھ اہم پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔

کفو ہونے کی سب سے پہلی شرط دین اسلام ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں؛ اور بیشک مومنہ کنیز مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلی لگے، اور تم مشرکین سے (اپنی عورتوں کا) نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں؛ اور بیشک مؤمن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بھلا لگے، وہ لوگ تمہیں نار کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ اپنے اذن سے جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور وہ اپنی آیات لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں"۔ (سورہ البقرہ آیت ۲۲۱)

یعنی مرد و عورت کے مذہب اور عقیدہ میں تفاوت ازدواجی زندگی کی تباہی کا سبب ہے۔ اس لیے مسلمان مرد و عورت کا کسی غیر مسلم سے نکاح جائز نہیں ہے۔

پھر مسلمان ہونے کے باوجود اگر کوئی شرابی، فاسق و فاجر اور عقل سے پیدل ہو تو اس سے بھی کسی شریف و متقی خاندان کا رشتہ جوڑنا جائز نہیں ہے۔

قال رسول اللہ صلی علیہ و آلہ: شارب الخمر لا یزوج اذا خطب۔

(وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۷۹)

ترجمہ: اگر شراب پینے والا رشتہ مانگے تو اس سے شادی نہ کرو۔

اسی طرح برے لوگوں اور احمقوں سے شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہا جاسکتا چاہے برا اور شرابی ہے لیکن مسلمان تو ہے لہٰذا اس سے ضرور شادی کرو۔

عن الحسن بن بشار الواسطی قال: کتبت الی ابی الحسن الرضا علیہ السلام: ان لی قرابۃ قد خطب الی و فی خلقہ سوء، قال: لا تزوجہ ان کان سیئ الخالق

(وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۸۰)

ترجمہ: حسین بن بشار واسطی نے امام رضا علیہ السلام کو خط لکھا کہ میرا ایک قریبی رشتہ دار ہے جس نے مجھ سے رشتہ مانگا ہے لیکن اس کا کردار برا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے اطوار برے ہیں تو اس سے (اپنی بیٹی کی) شادی نہ کرو۔

قال امیر المومنین علیہ السلام: ایاکم و یزویج الحمقاء، فان صحبتھا بلاء، وولدھا ضیاع۔ (وسائل الشیعہ ج ۲۰ ص ۸۳)

ترجمہ: امیر المومنین علیؑ نے فرمایا کہ احمقوں سے شادی کرنے سے بچو کیونکہ ان کی صحبت مصیبت ہے اور ان کی اولاد ضائع گئی۔

اچھا پھر اگر مسلمان بھی ہو، مومن بھی ہو، متقی پرہیزگار بھی ہو، ان پڑھ جاہل بھی نہ ہو، فہم و فراست والا بھی ہو، لیکن صاحب استطاعت نہ ہو یا دیوالیہ ہو کہ بیوی کا نان نفقہ بھی پورا نہ کر سکے تو اس پہلو سے بھی کفو کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔

و قال الصادق علیہ السلام: ان یکون عفیفاً و عندہ یسار
(من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۹۲)

ترجمہ: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کفو ہونا یہ ہے کہ وہ پاکدامن ہو اور اس کے پاس آسودہ حالی ہو۔

اور سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شادی کے خواہشمند فرد اور اس کے ولی کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی مرضی کے کفو و ہمسر کو منتخب کریں۔ ولی کو اختیار ہے کہ وہ کسی کا رشتہ قبول کرے یا رد کرے۔

لوگوں کو حق حاصل نہیں ہے کہ دوسروں کے لیے کفو و ہمسری کے فتوے صادر کریں۔ شادی ولی کی مرضی، کفو و ہمسری کی شرط پر منحصر ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قال الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار عورتوں کی تزویج ان کے ولیوں کے بغیر نہیں ہو سکتی اور ان کی تزویج کفو و ہمسروں کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

سیرت معصومینؑ

سیرت معصومینؑ میں جو واقعات درج ہیں ان کے مطالعہ کے بعد اس مسئلے کے بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ عام کتب میں اور خاص طور پر حرمت سادات پر لکھی گئی کتب میں ان واقعات کی تفصیل درج ہے۔ یہاں صرف مختصراً ان واقعات کی یاددہانی مقصود ہے تاکہ حقیقت واضح ہو جائے۔

۱۔ جب سیدہ فاطمہ الزہراؑ کے رشتے کیلئے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی تو آپ نے سختی سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ:

لو لم یخلق علیا علیہ السلام لما کان لفاطمة (علیہا السلام) کفو علی وجه الارض، آدم فمن دونه الی یوم القیامة

ترجمہ: اگر اللہ علیؑ کو خلق نہ فرماتا تو فاطمہؑ کا پوری دنیا میں قیامت تک کوئی ہمسر نہ ہوتا چاہے وہ آدم ہو یا کوئی اور ہو۔

یہ بہت عمیق فرمان ہے جس سے حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ نسل آدم اور آل رسولؐ دو مختلف چیزیں ہیں۔

۲۔ اشعث بن قیس کندی نے مولا علیؑ سے سیدہ عالیہؑ کے رشتے کی درخواست کی تو آپؑ نے غضبناک ہو کر فرمایا:

اعذب بفیک الکثکث، ولک الاثلب، اغرک ابن ابی قحافة حین زوجک ام فروة؛ انها لم تکن من الفواطم

ترجمہ: دفع دور، تیرے منہ میں خاک اور پتھر پڑیں اور تیری تباہی ہو، کیا ابی قحافہ کے بیٹے نے تم سے اپنی بیٹی ام فروہ کی شادی کر کے تجھے مغرور کر دیا ہے حالانکہ وہ لڑکی فاطمیات میں سے نہیں ہے۔

یعنی مولا علیؑ نے واضح فرما دیا کہ فواطم کی بیٹیوں کے کفو غیر سید خاندان میں نہیں ہو سکتے۔ فاطمہ کی جمع فواطم ہے یعنی رسول اللہؐ کی دادی جان بھی فاطمہ، رسول اللہؐ کی بیٹی بھی فاطمہ اور رسول اللہؐ کی پالنے والی ماں بھی فاطمہؑ بنت اسد۔

۳۔ معاویہ نے حاکم مدینہ مروان کو پیغام بھیجا کہ بنی ہاشم سے یزید کے لیے رشتہ کی درخواست کرو۔ مروان نے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؑ سے بات کی تو آپؑ نے کہا کہ اس بات کا اختیار امامؑ کے پاس ہے۔ مروان نے امامؑ کے حضور آ کر جب بات شروع کی تو بہت زیادہ حق مہر اور وظیفوں اور یزید سے رشتہ داری کی وجہ سے دشمنی ختم ہونے کی بات کی تو امامؑ نے اسے ٹوک دیا اور بھرپور جواب دیا اور یزید لعین کی بدکرداری کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہماری دشمنی و جنگ دنیا کے لیے نہیں ہے بلکہ دین کے لیے ہے اور واضح کیا کہ بنو امیہ اور بنی ہاشم کفو نہیں ہیں۔

۴۔ دربار یزید میں ایک شامی نے یزید لعین سے مولا حسینؑ کی طاہرہ بیٹی کو کنیزی میں مانگا تو شہزادی اپنی پھوپھی اماں سیدہ زینبؑ سے لپٹ گئی اور کہا کہ کیا اب یتیمی کے بعد خادمہ بھی بننا ہے؟ سیدہ زینبؑ نے فرمایا کہ یہ فاسق لعنتی ایسا نہیں کر سکتے۔ یزید لعین نے غصہ میں جواب دیا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے تو سیدہ زینبؑ نے غضبناک ہو کر جواب دیا: کلا، واللہ ما جعل اللہ ذلك الا ان تخرج عن ملتنا، و تدین بغیر دیننا۔

ترجمہ: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم اللہ نے تجھے یہ اختیار دیا ہی نہیں مگر یہ کہ تو ہمارے دین سے نکل جائے اور ہمارے دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین اختیار کر لے۔

یعنی سیدہ زینبؑ نے واضح کر دیا کہ سیدزادی کو کنیز بنانے والا دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

۵۔ مدینہ میں جب حضرت حسن مثنیٰ کا وصال ہو گیا تو ان کی زوجہ فاطمہؑ بنت الحسینؑ کے لیے حاکم مدینہ عبدالرحمن بن ضحاک بن قیس فہری نے رشتہ کی درخواست کی، جس کو سختی سے رد کر دیا گیا۔ اس کے بعد مدینہ میں حاکم نے سادات پر مزید سختی بڑھا دی۔

۶۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے بعد حسنی سادات نے خروج کیا۔ جناب عبداللہ بن حسنؑ کے دو بیٹے محمد و ابراہیم اس جنگ میں شہید ہو گئے تو جناب عیسیٰ بن زید شہید جو ان کے ساتھ تھے روپوش ہو گئے اور کوفہ میں گمنامی کی زندگی گذارنے لگے۔ ایک اونٹ کرائے پر لے کر سقائی کا کام کر کے اپنی گذر بسر کرتے تھے۔ آپ نے عقد کیا اور ایک بیٹی ہوئی، لیکن آپ نے زوجہ اور سسرال کو اپنا حسب نسب نہیں بتایا۔ کسی نے آپ کی بیٹی کا رشتہ مانگا اور زوجہ اس رشتہ پر راضی تھی، آپ نے بہت سمجھایا لیکن یہ نہ بتایا کہ آپ آل رسولؐ ہیں۔ جب زوجہ نے بیٹی کا رشتہ کوفہ کے عام آدمی کو دینے پر اصرار کیا تو جناب عیسیٰ نے اللہ سے مدد کے لیے دعا مانگی اور چند ہی دنوں میں بیٹی وفات پا گئی۔ جناب عیسیٰ بن زید نے بہت گریہ کیا کہ بیٹی کو یہ بھی نہ بتا سکا کہ وہ کون تھی۔ آل رسولؐ پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے ہیں۔

۷۔ یہ واقعہ سب جانتے ہیں کہ ایک آدمی نے پہلے ہشام بن حکم سے شادی کے لیے کفو و ہمسری کے عنوان پر بحث کی کہ دوسرے لوگ بھی ہاشمیوں کے ہمسر ہیں۔ پھر امام جعفر صادقؑ کے پاس آیا اور یہی بحث کی اور رشتہ مانگا۔ تو امامؑ نے اسے واضح کر دیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے لیے صدقہ لینا جائز ہو وہ ان (سادات) لوگوں کے کفو و ہمسر نہیں ہو سکتے جن کو اللہ نے فضیلت عطا فرمائی ہو۔ وہ لاجواب ہو کر واپس چلا گیا۔

۸۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی اکیس بیٹیاں تھیں جن کا اس دور میں کوئی کفو نہیں تھا اس لیے ان کی شادی نہیں ہوئی اور آئمہؑ نے ان طاہرہ بیٹیوں کے لیے دس دیہات جاگیر کی آمدن وقف کر دی تھی تا کہ ان کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

اور یہ سب لوگوں میں مشہور تھا اور جانتے تھے کہ رضائیہ خواتین کی شادی نہیں ہوتی اگر کفو نہ ملے۔ امام رضاؑ کی وجہ سے سیدزادیوں کو رضائیہ کہا جاتا تھا جیسے امام تقیؑ و امام نقیؑ کو ابن رضا کہا جاتا تھا۔

۹۔ جن خواتین کا رشتہ خاندانِ رسالت سے جڑ جاتا ہے اگر وہ بیوہ ہو جائیں تو ان سے بھی کسی امتی کا نکاح جائز نہیں ہے۔ حالانکہ شریعت میں بیوہ کے لیے دوسرا نکاح کرنا حرام نہیں ہے۔ لہٰذا سیدزادیوں کا کسی غیر سید سے نکاح بدرجہ اتم جائز نہیں۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپؐ کی ازواج کے ساتھ نکاح قیامت تک حرام قرار دے دیا:

ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدًا۔ (سورہ الاحزاب آیت ۵۳)

اس آیت میں لفظ ابداً میں قیامت تک ہمیشہ کے لیے سیدزادیوں سے غیر سادات کا نکاح حرام ہونا مضمر ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ کسی بیوہ سے نکاح بھلائی ہے اور جائز ہے لیکن خاندان رسالت پر شریعت کا

ہر قانون لاگو نہیں ہوتا۔

جب شام میں ایک سال قید اور ایک سال قبرِ حسینؑ پر گریہ وزاری کر کے سیدہ ربابؑ مدینہ واپس تشریف لائیں تو اشرافِ مدینہ میں سے رشتہ کی درخواست آئی تو آپؑ نے فرمایا: لا واللہ ما کنت لاتخذ حموا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ: اللہ کی قسم نہیں، میں رسول اللہ ﷺ کے بعد ہرگز کسی کو سسرال نہیں بنا سکتی۔

سیدہ رباب کا یہ ایک جملہ حرمتِ سادات کے مخالفین کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہے۔

۱۰۔ عظمتِ آلِ رسول سے حسد کرنے والوں کا جب کوئی بس نہیں چلتا تو رسول اللہ ﷺ اور مولا علی علیہ السلام کے افعال پر زبان درازی شروع کر دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش کی شادی زید سے کروی اور مولا علیؑ نے اپنی بیٹیوں کی شادی جعفر طیارؑ کے بیٹوں سے کروی جو (نعوذ باللہ) سید نہیں تھے۔

جہالت کی حد ہے کہ ان ناصبی لوگوں کو حضرت ابو طالبؑ اور ان کی اولاد کی عظمت کا اندازہ ہی نہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے حضرت ابو طالبؑ کی اولاد کو تمام عالمین پر مصطفیٰ بنانے کا اعلان کیا ہے (سورۃ آل عمران آیت ۳۳) یعنی حضرت ابو طالبؑ کی اولاد ہی تو سید ہے بلکہ مصطفیٰ ہے اور جعفر طیار وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن انبیاءؑ کی رسالت کی گواہی دیں گے (الفقرۃ ج ۱ ص ۱۵۹) یعنی حضرت جعفرؑ کے بچے جو اللہ کے چنے ہوئے اور فواطم کی اولاد ہیں ان کی سیادت میں کوئی شک نہیں۔

اور رہے زید بن حارث تو وہ بھی آلِ ابراہیمؑ میں سے ہیں۔ اس دور کے حالات ایسے تھے کہ کسی کو پکڑ کر غلام بنانا اور فروخت کر دینا مشکل نہیں تھا۔ ایسے واقعات کی تاریخ میں کئی مثالیں ہیں۔ زید بن حارث کے جو مختلف شجرے بیان کئے گئے ہیں وہ سب اولاد حضرت اسماعیلؑ سے ملتے ہیں لہٰذا زید بھی ہاشمی خاندان کے کفو تھے۔ چاہے زید بن حارث بن عبدالمطلب ہو یا زید بن حارثہ بن عدنان ہو یا زید جناب کلاب کی اولاد میں شراحیل کلبی کا بیٹا ہو، ہر صورت میں وہ بنی ہاشم کا کفو تھا۔

۱۱۔ سادات کے اندرونی معاملات میں غیر سادات کو تو دخل اندازی کا کوئی حق ہی حاصل نہیں چہ جائیکہ کوئی سیدزادیوں کی ہمسری کی بات کرے۔

امام جعفر صادقؑ کی محفل میں کسی شخص نے جناب زید شہید کے بارے میں کچھ کہنے کی کوشش کی تو امامؑ نے اس کو جھڑک دیا اور فرمایا: مهلا لیس لکم ان تدخلوا فیما بیننا الا بسبیل خیر ٹھہر جا، تیرے لئے جائز نہیں کہ ہمارے آپس کے معاملات میں دخل اندازی کرے سوائے اچھی بات کرنے کے۔

ذریتِ رسولؐ سے بغض وعناد

اس علمی اور سائنسی دور میں سب کچھ عیاں ہونے کے باوجود کچھ لوگ لاعلمی کی وجہ سے یا جہالت کی وجہ سے یا بغض وعناد کی وجہ سے یا ایک سوچی سمجھی سازش کی وجہ سے حرمتِ سادات کے خلاف ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کئے ہوئے ہیں۔

حالانکہ اگر منطقی اعتبار سے دیکھا جائے کہ کیا کسی غیر سید کو سیدزادی سے نکاح کرنے کا کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ پہنچتا ہے؟ تو اس کا یہی جواب ہے کہ اس نکاح میں کوئی اضافی فائدہ نہیں ہے لیکن سیرتِ معصومینؑ اور احادیث میں جب اس کی ممانعت وارد ہو چکی ہے تو پھر غیر سید کو سیدزادی سے نکاح کرنے میں نقصان اور گناہ کے سوا کچھ اور ملنے کی امید نہیں ہے۔ تو پھر ایسے نکاح پر اصرار غیر منطقی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المراۃ ان تسجد لزوجها۔ (بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۲۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی ایک کو کسی دوسرے کا سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں زوجہ کو شوہر کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم: فاذا انکح احدکم ولیدۃ فقد ارقها فلینظر احدکم لمن یرق کریمته۔ (بحار الانوار ج ۱۰۳ ص ۳۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک نکاح ایک کنیزی ہے جب تم میں سے کوئی اپنی بچی کا نکاح کرتا ہے تو اسے کنیزی میں دیتا ہے پس تم میں سے ہر ایک خیال رکھے کہ کس کو اپنی بیٹی کنیزی میں دے رہے ہو۔

اب اس میں کوئی سوچنے والی بات ہی نہیں کہ ایک سیدزادی کے لیے کوئی غیر سید قابلِ سجدہ ہو سکتا ہے یا کسی سیدزادی کو کسی غیر سید کی کنیزی میں دیا جا سکتا ہے۔

اصولی علماء ایک سازش کے تحت فتوے صادر کرتے ہیں اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی نسبت کا ذرا برابر خیال نہیں ہے۔ دوسری قوموں اور ذاتوں کے متعلق کوئی اظہار خیال نہیں کرتا، لیکن صرف ایک رسول اللہ ﷺ کی ذریت رہ گئی ہے کہ لوگوں نے سادات کی عزت کو کھلونا بنایا ہوا ہے۔

اللہ عزوجل اور اس کے حبیبؐ کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔ کیا سادات کو شعائر اللہ کے برابر بھی نہیں سمجھتے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذریت میں خواتین کو موضوع بحث نہ بنائیں۔ سورۃ الحج آیت ۳۲ میں اللہ کا ارشاد ہے کہ جو شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے یہ اس کے دل میں تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ جس جانور کی قربانی کی وجہ سے اللہ سے نسبت ہو جائے اس کی اتنی تعظیم کا حکم ہے تو کیا رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی سید بیٹیاں امت مسلمہ کے لیے قابل عزت نہیں ہیں۔ ہر ایرا غیرا سید زادیوں کے متعلق بحث میں مشغول ہے۔ حالانکہ سب کو اپنے اپنے خاندان کی خبر لینی چاہیے۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ: اکرموا اولادی، الصالحون للہ والطلحون لی

(جامع الاخبار ص ۳۹۳)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اولاد (یعنی سادات) کی عزت کرو جو نیک ہو ان کا احترام اللہ کی وجہ سے اور جو غیر صالح ہوں ان کا احترام میری وجہ سے کرو۔

یعنی سادات کی عزت ان کے ذاتی کردار کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس نسبت کی عزت ہے جو سادات کو رسول اللہ ﷺ سے ہے۔

یہ دشمنی دراصل سادات سے نہیں ہے بلکہ یہ بغض و عناد رسول اللہ ﷺ سے ہے جس کا اظہار بالواسطہ طریقے سے کیا جاتا ہے۔

اور کون نہیں جانتا کہ یہ سب دنیاوی حسب نسب قیامت کے دن نہیں ہوں گے مگر رسول اللہ ﷺ کا حسب نسب باقی رہے گا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ و آلہ: لا تصلوا علی صلاۃ مبتورۃ اذا صلیتم علی بل صلوا علی اهل بیتی ولا تقطعوهم منی فان کل سبب و نسب منقطع یوم القیامۃ الا سببی و نسبی. (بحار الانوار ج ۵ ص ۲۰۹)

ترجمہ: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم مجھ پر صلوٰۃ بھیجتے ہو تو مجھ پر دم کٹی صلوٰۃ نہ پڑھا کرو بلکہ میری اہل بیتؑ پر صلوٰۃ بھیجا کرو اور ان کو مجھ سے جدا مت کرو کیونکہ تمام رشتے حسب نسب قیامت کے دن قطع ہو جائیں گے سوائے میرے رشتے اور حسب نسب کے۔

ناصبی علماء کو عقل و ہوش کے ناخن لینا چاہئیں کہ کس خاندان کی خواتین کے رشتوں اور ہمسری کے فتوے صادر کر رہے ہیں؟

کیا جس کے لیے صدقہ حرام ہو اس کا ہمسر وہ ہو سکتا ہے کہ جس پر صدقہ حلال ہو؟

کیا جس کی طرف دیکھنا عبادت ہو اس کا ہمسر وہ ہو سکتا ہے جس کی طرف دیکھنا عبادت نہیں؟

عن ابی الحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام قال: النظر الی ذریتنا عبادۃ. فقیل لہ: یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ النظر الی الائمۃ منکم عبادۃ ام النظر الی جمیع ذریۃ النبی صلی اللہ علیہ و آلہ عبادۃ. (امالی شیخ صدوق ج ۱ ص ۳۶۹)

ترجمہ: امام علی رضاؑ نے فرمایا: ہماری ذریت کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ تو آپؑ سے پوچھا گیا: یا ابن رسول اللہؐ کیا آپؑ میں سے صرف اماموں کو دیکھنا عبادت ہے یا نبی اکرم ﷺ کی تمام ذریت کی طرف دیکھنا؟ فرمایا: بلکہ نبی اکرم ﷺ کی تمام ذریت کو دیکھنا عبادت ہے۔

جس کو نبی اکرم ﷺ سے نسبت ہو جائے اللہ تعالیٰ تو اس کے نیک اعمال کی جزا بھی دوسروں کی نسبت دوگنا عطا فرماتا ہے۔ یہ نسبت کی عزت ہے جیسا کہ اللہ نے سورہ الاحزاب کی آیت ۳۱ میں ارشاد فرمایا ہے:

اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گی اور صالح عمل کرے گی ہم اس کو دوبار اجر دیں گے اور ہم نے اس کے لیے باعزت رزق تیار کر رکھا ہے۔

خاندان رسالت سے بغض و عناد رکھنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی سازشیں شروع کر دی تھیں۔ رشتوں ناطوں کے من گھڑت افسانے گھڑے گئے اور تاریخ کو مسخ کیا گیا۔

الحمد للہ، بہت سارے شیعہ علمائے حق نے حرمت سادات کے حق میں کتب کی صورت میں بہترین تحقیق پیش کی ہے اور سید زادیوں کے غیر کفو کے ساتھ من گھڑت افسانوں کی رد دلائل اور حقائق کے

ساتھ پیش کردی ہے۔

اس کے علاوہ چہاردہ معصومینؑ کے تمام افعال کو امت کے لیے مثال نہیں بنایا جاسکتا۔ مثلاً امت کے لیے چار شادیوں سے زیادہ جائز نہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوئی پابندی نہیں کیونکہ ہم معصومینؑ کے افعال کی مصلحت نہیں سمجھ سکتے اور مزید برآں یہ کہ معصومینؑ شریعت کے پابند نہیں بلکہ دین وشریعت معصومینؑ کے نقش قدم کا نام ہے۔ اسی لیے اللہ عزوجل نے سورۃ الحج کی آیت ۷۸ میں فرمایا ہے کہ معصومینؑ پر دین میں کوئی پابندی نہیں۔

"اس نے تمہیں چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی؛ تمہارے (یعنی آل محمدؐ کے) باپ ابراہیم کی ملت (دین)؛ اللہ نے تمہارا نام مسلمین رکھا ہے، اس سے قبل بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول تم (آئمہؑ) پر گواہ ہو اور تم (آئمہؑ) لوگوں پر گواہ ہو"۔

لہٰذا معصومینؑ کے ازدواج کو امت کے لیے مثال بنا کر پیش کرنا درست نہیں ہے۔ امت کے لیے معصومینؑ کے احکام لاگو ہوں گے۔

ناصبی علماء نے بہت لمبی چوڑی پلاننگ کی تھی۔ پہلے سادات مردوں کو غیر سادات میں ترویج کے لیے ابھارا تاکہ سادات میں اس طرح غیر شادی شدہ خواتین کی شرح زیادہ ہو جائے اور پھر سیدہ خواتین کی غیر سید سے ترویج کے فتوے کارآمد ثابت ہوں گے۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ اور حضرت جعفر طیارؑ کی اولاد کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا:

و نظر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الی اولاد علی و جعفر علیہما السلام فقال: بناتنا لبنینا و بنونا لبناتنا. (من لا یحضرہ الفقیہ ج ۳ ص ۳۹۳)

یعنی ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں۔

بہت واضح حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ذریت یعنی سادات کے لیے یہی نصیحت ہے کہ سید جوان سیدہ خاتون سے ازدواج کرے اور سیدہ خاتون سید جوان سے ازدواج کرے۔

اس طرح غیر شادی شدہ مرد و خواتین کی شرح میں تفاوت پیدا نہیں ہوگی اور ناصبی علماء کی فتوے بازی بے اثر ہو جائے گی۔

یہ صرف شیعہ علمائے حقہ کا عقیدہ نہیں بلکہ اہلسنت علماء بھی حرمت سادات کے قائل ہیں۔

ناصبی علماء کی فتوے بازی اور گمراہ کن راہنمائی کی وجہ سے ماضی میں جو غیر کفو سے رشتے طے ہو چکے ہیں ان سے درگزر کی جائے۔

نصیحت

لیکن اپنی مستقبل کی نسلوں کی حفاظت کے لیے پیغام حق پہنچانا بہت ضروری ہے کہ صرف سادات ہی نہیں بلکہ سب لوگوں کو اپنے حسب نسب کی پاسداری کرنی چاہیے۔ لہٰذا ہر کسی کو اپنے حسب نسب کے مطابق اپنے کفو وہمسر سے ہی رشتہ داری کرنا مناسب ہے۔

دنیا میں یہ جو انسانوں کا گلستان ہے اس میں رنگا رنگ مختلف قبائل اور خاندانوں کی نمایاں خصوصیات کی وجہ سے ہے۔ اپنے خاندان کے منفرد اوصاف کو قائم رکھنے سے انسانوں کے چمن کی خوبصورتی قائم رہے گی۔ قومیں اور قبیلے ایک دوسرے پر برتری جتانے کے لیے ہرگز نہیں ہیں بلکہ یہ پہچان اور تعارف کیلئے ہیں اور اس تنوع میں ہی معاشرے کا قیام ودوام ہے۔ اس حقیقت سے کوئی انکاری نہیں کہ انسانی حقوق اور قانون کی بالادستی میں سب برابر اور مساوی ہیں۔ اللہ عزوجل نے ہر ایک کو عدل کے تحت اس کے ایک مخصوص خاندان میں پیدا کیا ہے جس پر سب کو راضی ہونا چاہیے اور ہر ایک قوم کو اپنی قوم میں ہی کفو تلاش کرنا چاہیے۔

اور آخر میں سادات کے نوجوان مومنین اور مومنات کے لیے یہی نصیحت ہے کہ ذریت رسولؐ ہونے کی وجہ سے اپنے کردار و اخلاق اور علم وتقویٰ کے معیار کو بلند رکھیں اور اس پاکیزہ نسبت کی لاج رکھیں اور یاد رکھیں کہ سادات صرف سادات کے کفو ہیں اور یہ نصیحت سید مردوں اور سید خواتین دونوں کے لیے برابر ہے۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد و عجل فرجھم

بیٹی رحمت ہے

جب عمران کی عورت (زوجہ) نے کہا: اے میرے رب بیشک تیرے لیے نذر کرتی ہوں جو میرے بطن میں ہے تیرے لیے وقف ہے پس تو مجھ سے قبول فرما۔ بے شک تو سب سننے والا سب جاننے والا ہے۔ پھر اس نے اسے جنم دیا، اس نے کہا اے میرے رب بے شک میں نے لڑکی کو جنم دیا ہے اور اللہ زیادہ جانتا ہے جو اس نے جنم دیا ہے، اور لڑکا لڑکی مانند نہیں ہوتا اور بے شک میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور بے شک میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ (القرآن، سورہ آل عمران، آیت 35،36)

بیٹیاں بہترین اولاد ہیں

امام جعفر صادق نے فرمایا:

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹیاں بہترین اولاد ہیں، جو لطف و مدارا کرتی ہیں، خدمت کے لیے تیار رہتی ہیں، محبت کرنے والی اور بابرکت ہوتی ہیں اور کپڑے صاف کرنے والی ہوتی ہیں۔ (یعنی باپ سے محبت کرنے والی)

اولاد سے محبت

امام جعفر صادق نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ ایک بندے پر اس لیے رحم و کرم کرتا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے سخت محبت کرتا ہے"

اولاد کا نام

امام موسیٰ الکاظم نے فرمایا:

"سب سے بڑی نیکی جو کوئی اپنی اولاد سے کرتا ہے وہ یہ ہے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے، پس چاہیے کہ تم اپنی اولاد کے اچھے نام رکھو۔"

بیٹی نیکی اور بیٹا نعمت

امام جعفر صادق نے فرمایا:

"بیٹیاں نیکیاں ہیں اور بیٹے نعمتیں ہیں۔ نیکیوں پر ثواب عطا کیا جائے گا اور نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔"

(معتبر احادیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ قیامت کے دن جن نعمتوں کے متعلق سوال ہوگا وہ نعمت "ولایت محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے)

اللہ بیٹیوں پر شفیق ہے

امام جعفر صادق نے فرمایا:

"کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیٹوں سے بڑھ کر بیٹیوں پر شفقت اور رحم کرتا ہے اور جو شخص اپنی کسی محرم عورت کو خوش کرے اللہ اسے قیامت کے دن خوش کرے گا۔"

خلیل اللہ نے اللہ سے بیٹی مانگی

امام جعفر صادق نے فرمایا:

"حضرت ابراہیمؑ نے اللہ سے سوال کیا کہ وہ انہیں ایک ایسی بیٹی عطا فرمائے جو ان کی موت پر باآواز بلند گریہ و بکا کرے۔" (حر العاملی، وسائل الشیعہ، اردو ترجمہ ج 15)

میں اس مختصر سے مضمون کو بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، زوجہ امیر المومنینؑ، مادر حسنینؑ، حضرت بی بی خاتون جنت فاطمہ الزہراؑ کی خدمت گزار بی بی حضرت مریم بنت عمران کے نام منسوب کرتا ہوں اور آپ کی نسبت سے اپنی بیٹی کا نام مریم فاطمہ رکھتا ہوں۔

22 جون 2022ء بروز بدھ اللہ نے بیٹی کی نعمت سے نوازا۔

انساب جلالی کی فارسی عبارت کا ترجمہ

لاتعداد حمد اور بے شمار ثناء ہے اس ارحم الراحمین کی کہ جس نے اپنے کمال لطف سے اپنے حبیبؐ کے نور کو ہم میں جلوہ فگن فرمایا۔

ایک مقام پر یہ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت امیر کبیر سید حسین جلال قدس سرہ بن سلطان سید علی ابو المؤید حسینی البخاری تھے۔ ان کی والدہ گرامی حضرت قطب عالم مذکور بنت سلطان محمد خدا بندہ کی دختر تھیں۔

اور خدا بندہ نسل چنگیز خان سے تھا اور والدہ گرامی قدر چونکہ چنگیز خان کی نسل سے تھیں اس لیے ان کو سلطان کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

کیونکہ چنگیز خان کی نسل سے سلطان محمد خدا بندہ اسلام سے مشرف ہوا تھا اور سلطان محمد خدا بندہ ایک موروثی بادشاہ تھا۔ ان کی تین بیٹیاں تھیں۔ اس بادشاہ نے اپنی تینوں بیٹیوں کو مختلف سادات سے منسوب کر رکھا تھا۔ ایک بیٹی کو سادات کرمان، دوسری کو میر سید جمال الدین کے ساتھ اور تیسری بیٹی کو سادات عرب کے ساتھ منسوب کر رکھا تھا۔

سادات عرب میں جن کے ساتھ منسوب تھی وہ سید علی المؤید بزرگوار اس وقت مدینہ میں سکون پذیر تھے۔

ایک عرب قافلے کے ساتھ انہوں نے سلطان محمد خدا بندہ کی جانب ہجرت کی، یہ بھی اس قافلے میں شامل تھے۔ جب یہ قافلہ سلطان محمد خدا بندہ کے دربار میں پہنچا تو انہوں نے ان کو اس محلہ میں جگہ دی جہاں وہ خود رہائش پذیر تھے، کیونکہ سلطان نے خود ان کو دعوت دے کر بلایا تھا۔

سلطان نے تمام سادات کو بلایا۔ اسے یہ فکر تھی کہ کس کو اپنی بیٹی کا رشتہ دے۔ پھر حضرت دو عالم محمد مصطفیٰ ﷺ نے خواب میں آ کر بشارت دی۔ سرکار نے بشارت دی کہ عرب سادات میں سے فلاں نقش و نین والا ایک گونگا سید ہے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کر دیں۔

سلطان نے تمام سادات کو بلا کر دیکھا مگر اس نین و نقش والا کوئی موجود نہ تھا۔ سلطان نے پوچھا کہ تم میں کوئی رہ تو نہیں گیا جو حاضر نہ ہوا ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک ہے مگر وہ گونگا ہے اس لیے ہم اس کو ساتھ لے کر نہیں آئے۔ سلطان نے کہا کہ مجھے اس سے اپنی دختر کے عقد کا حکم ہوا ہے۔

حضرت سلطان سید علی ابو المؤید کو حاضر کیا گیا۔ جیسے ہی سلطان نے دیکھا بے ساختہ کہا کہ اس کے ساتھ ہی مجھے عقد کرنے کا حکم ملا ہے۔ دامادی کا شرف سید علی ابو المؤید کے سپرد ہوا۔

اور چونکہ سلطان خدا بندہ مذہب جعفری شیعہ اثنا عشری رکھتے تھے اور اس مذہب میں غیر سادات کے لیے خلافت جائز نہیں اس لئے خدا بندہ نے سید علی ابو المؤید کو سلطان کا لقب دیا۔ کیونکہ سید ان کے داماد تھے۔ ان کو سلطان کا منصب دیا اور خود وزیر بن گئے۔

شجرۂ خاتمؐ میں علماء کا اختلاف

خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شجرہ نسب کی پشتوں کے متعلق علماء کا جو اختلاف ہے۔ہم یہاں ان تمام شجروں کو نقل نہیں کرتے بلکہ صرف ان کا حوالہ دے رہے ہیں۔

سید محمد عباس عابدی صاحب نے اپنی کتاب شجرہ سادات جلد اول میں صفحہ ۲۲ پر گیارہ کتابوں کے حوالوں سے جو شجرہ جات نقل کیے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ باغ سادات تاریخ فرشتہ آدمؑ تا خاتمؐ	۵۳ پشتیں
۲۔ تاریخ اسلام سید علی اکبر رضوی	۸۲ پشتیں
۳۔ تاریخ آئمہ سید علی حیدر	۵۲ پشتیں
۴۔ فیضان سادات امروہیہ سید فیضان علی نقوی	۹۱ پشتیں
۵۔ شجرہ سادات بارہہ سید وزیر حسین	۵۰ پشتیں
۶۔ شجرہ طیبہ سید فاضل موسوی	۵۰ پشتیں
۷۔ تاریخ انوار سادات سید ظفریاب حسن	۹۴ پشتیں
۸۔ ریاض الانساب سید مقصود نقوی	۹۱ پشتیں
۹۔ سید التاریخ سید روشن علی زیدی	۳۹ پشتیں
۱۰۔ سادات جاجری سید عبدالقیوم جاجیری	۳۹ پشتیں
۱۱۔ مظہرالاحدیہ سید عبدالاحد	۴۱ پشتیں

کتاب ہذا میں موجود شجرہ آدمؑ تا خاتمؐ نادر و نایاب قلمی شجرہ سے اخذ کیا گیا ہے جس میں یہ عبارت درج ہے "103 کتب علم الانساب سے میرے پاس ہیں جن کی عبارات عربی و فارسی ہیں ان کتب کے مصنفین اولا وابی طالب سے ہیں بڑے عالم فاضل اور علماء آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں جنہوں نے اس بڑے شجرے کو جمع کیا ہے"۔

علماء خاندان

سادات نقوی البخاری

اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ

علامہ سید زین العابدین بٹالویؒ

تاریخ ولادت ۱۲۵۲ ہجری : ۱۸۳۶ء

تاریخ وفات ۱۳۲۴ ہجری : ۱۹۰۶ء

آپ حضرت امام علی نقیؑ کی اولاد سے حضرت سید جلال الدین بخاریؒ مزار مبارک اُوچ شریف ریاست بہاولپور کی مناسبت سے حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ (المشہور موج دریا بخاری) مزار مبارک پرانی انارکلی لاہور کی دسویں پشت سے مغلیہ دور میں بٹالہ شہر میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید فضل علی شاہ بخاری سے حاصل کی، پھر لکھنو تشریف لے گئے۔آپ خداداد ذہانت کے حامل تھے،فن مناظرہ میں بلا کی استعداد تھی،حاضر جوابی میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ نے خاندانی کتب خانہ میں حیرت انگیز اضافہ کیا، جملہ علوم وفنون پر مشتمل کتب خانہ کا دروازہ علمائے عامہ کیلیے بھی کھلا رہتا۔اکثر کتب خانہ میں ہی مجلس مناظرہ قائم ہو جاتی، یہی مجالس مناظرہ آپ کی شہرت کا باعث ہوئیں۔فن مناظرہ کے شہنشاہ تھے۔الزامی جواب کی بجائے تحقیقی جواب پر زیادہ زور ہوتا پھر تفصیلی دلائل سے مدمقابل کو بے بس کر دیتے۔آناً فاناً آپ کی شہرت پنجاب

سے گزر کر کشمیر تک پھیل گئی یہ وہ زمانہ تھا کہ آمد و رفت کے لیے کوئی خاص سہولت بھی نہ تھی، مگر آپ نے دور دراز اور سنگلاخ علاقوں کے سفر پیادہ پا کرنے میں بھی فخر محسوس کیا۔ وادی چوعہ سیدن شاہ، اضلاع کیمبلپور راولپنڈی۔ سیالکوٹ، جہلم، فیروز پور، ریاست پونچھ راجوری، قصور، شاہ پور، گجرات، ریاست کپور تھلہ، لاہور وغیرہ کی آبادیوں میں آپ کی بے لوث و مخلصانہ تبلیغی سرگرمیوں کے تذکرے آج بھی پرانے بزرگوں سے سنے جاتے ہیں۔ چکوال، بلکسر، پنڈی گھیپ، حلہ گنگ، سید کسراں، ڈھڈیال، مرید اور بھون وغیرہ کے مناظروں میں مذہب آل محمد ﷺ کی صداقت، حق بنت رسول ﷺ اور خلافت آل محمد ﷺ کے ثبوت اس انداز سے پیش کیے کہ ہزاروں لوگوں نے مذہب شیعہ قبول کیا۔ اکثر گھرانے آج جو شیعہ ہیں انہی کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہیں۔ علامہ حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کے تایا جان جناب مولانا سید غلام علی شاہ صاحب بخاریؒ اور مولانا محمد امین شاہ شیرازی مرحوم (ہڑپہ) کے والد بزرگوار جناب مولانا سید غلام حسین شاہ شیرازی اکثر مناظروں میں ہی نہیں بلکہ تبلیغی مجالس میں آپ کے رفیق اور معاون ہوئے۔ یہ وہ عظیم مبلغین اسلام تھے کہ فیس لینا تو در کنار کرایہ تک بھی طلب نہ کرتے تھے اگر کہیں کسی نے خود کچھ پیش کر دیا تو صرف اگلے مقام تک پہنچنے کا کرایہ لے لیتے۔

ملک اصغر علی مرحوم (ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس) ساکن کوٹ رکن دین قصور کا بیان ہے کہ "سید المناظرین ہمارے والد کی دعوت پر قصور تشریف لائے پانچ یوم قیام تھا آپ نے فرمایا کہ میرے لیے دوپہر کو بیسنی روٹی اور رات کو مونگ کی دال کے علاوہ اور کچھ نہ پکایا جائے۔ دس تقریریں کیں اور باقی وقت مجلس علمیہ قائم رہی علماء عامہ سے بحث و مباحثہ رہا جس سے تین گھرانے شیعہ ہوئے۔"

پونچھ ریاست میں آپ نے حدیث ثقلین پر تقریر کی تو ایک سنی عالم نے عربی زبان میں اعتراضات تحریر کر کے آپ کی قیام گاہ پر ارسال کیے آپ نے ان اعتراضات کا نا صرف عربی اشعار میں جواب تحریر کیا بلکہ اس کی تحریر سے صرفی نحوی غلطیوں کی بھی اصلاح کی اور بڑی محبت اور مشفقانہ انداز سے آگاہ فرمایا تو وہ دم بخود ہو کر رہ گیا اور آپ سے مناظرہ کی جرت نہ کر سکا۔ اسی طرح فیروز پور اور کرنال کے علاقوں میں بھی اس طرح کے واقعات پیش آئے۔ آپ کی اکثر زندگی بسلسلہ تبلیغ بٹالہ سے باہر گزری آپ کی وفات 1906 میں بمقام بٹالہ ہوئی۔ اس وقت خاندان میں تین جید عالم اور بھی موجود تھے۔ علامہ سید باقر علی شاہ بخاریؒ، علامہ سید صادق حسین بخاریؒ، مولانا سید لطف علی شاہ بخاریؒ۔ سید المناظرین کا عظیم کتب خانہ 1934ء میں مولانا محمد بشیر انصاری فاتح ٹیکسلا مبلغ مدرسہ الواعظین لکھنوء جو امام باڑہ بخاری سادات بٹالہ میں عشرہ محرم الحرام کیلیے مدعو تھے کے ذریعہ مدرسہ الواعظین لکھنوء منتقل کیا گیا۔ (ہفت روزہ رضا کار ا اکتوبر 1979 مضمون سید بشیر حسین بخاری)

آپؒ کی تصانیف میں سے تین ، انٹرنیشنل مرکز تحقیقات اسلامیہ کی لائبریری کی زینت ہیں۔

1. براہین الانصاف
2. اعانت السادات
3. مناجات

آپ غیر منقسم پنجاب میں انیسویں صدی عیسوی کے آخر نصف حصہ میں مذہب حقہ جعفریہ (شیعہ اثنا عشریہ) کی تعلیم و تدریس و مناظرہ کے سلسلہ میں بے مثال کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے متعدد مباحثوں اور مناظروں میں سے ایک فقید المثال کارنامہ چکوال شہر کا عظیم مناظرہ تھا جو ۱۸۹۲ء میں انگریز ڈپٹی کمشنر کے زیر انتظام ہوا۔ آپ نے تن تنہا بہ تائید و اعجاز مولائے باب علوم یہ معرکہ سر کیا اور اس وقت کے مجمع عام سے پانچ ہزار نفوس نے مذہب جعفریہ (شیعہ اثنا عشریہ) قبول کیا۔

آپ نے بہت سے نامور شاگرد اور ضخیم قلمی کتب و رسائل چھوڑے۔

کتاب ہذا میں چند مضامین بطور حاشیہ و اضافہ کے آپ ہی کی کتب سے اخذ کیے گئے ہیں۔ رب العالمین بوسیلہ محمد ﷺ و آل محمد علیہم السلام آپ کے درجات بلند فرمائے آمین بحق معصومینؑ۔

پروفیسر علامہ سید فقیر حسین بخاریؒ

آپ ۲۳ جون ۱۸۸۹ء کو بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۹ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے BA آنرز پاس کیا اور میڈل حاصل کیا۔ ۱۹۲۱ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے انگریزی کا امتحان نمایاں کامیابی سے پاس کیا۔ ۱۹۲۶ء میں سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور سے بی ٹی میں اول آئے۔ دوران تعلیم اول سے آخر تک مختلف انعامات اور وظیفے حاصل کیے۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۳۰-۱۹۲۶ مسلم ہائی سکول بٹالہ میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ آپ بٹالہ میں میونسپل کمشنر کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

اکتوبر ۱۹۴۹ء تک مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں انگریزی کے پروفیسر رہے۔ ۱۹۶۷ء تک اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں پروفیسر رہے اور بطور انچارج انگریزی محکمہ ریٹائرڈ ہوئے۔

آپ ادارہ انجمن وظیفہ سادات و مومنین رجسٹرڈ پاکستان کے تین دفعہ تین سال تک جنرل سیکرٹری بھی رہے۔ مذہب اہل بیتؑ کی تبلیغ آپ کا خاص مشن تھا۔ بحیثیت خطیب و مبلغ مجالس سے خطاب کرتے رہے۔ مرحوم نے تقاریر کا سلسلہ علی گڑھ یونیورسٹی سے شروع کیا اور ملک (ہندو پاک) میں دور دراز علاقوں تک جاتے رہے۔ آپ جب زیارات مقامات مقدسہ کے لیے گئے تو کربلا معلی، نجف اشرف اور کاظمین میں بھی مجالس عزا سے خطاب کیا۔

آپ نے اپنی زندگی کی آخری مجلس جناب سید منظور حسین بخاری صاحب کے مکان میں پڑھی۔

۲۸ فروری ۱۹۷۳ء کو ۸۴ سال کی عمر میں ۲۵ محرم الحرام کی شب اس دار فانی سے دار البقاء کی طرف کوچ کر گئے۔

پروفیسر علامہ سید صفدر علی شاہ نقوی البخاری

آپ ایک عہد ساز شخصیت تھے۔ آپ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۱۰ء کو بٹالہ (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم بٹالہ ہی سے حاصل کی۔ بٹالہ سے آپ کی وابستگی کچھ ایسی تھی کہ آپ اپنا تعارف کرواتے وقت خود کو بٹالوی بھی کہتے تھے۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو آپ بٹالہ سے ضلع خانیوال سرائے سدھو ہجرت کر کے آ گئے۔

پیشے کے لحاظ سے آپ ایک پروفیسر تھے۔ دس سال تک کواپراٹیو ٹریننگ کالج فیصل آباد اور دس سال کواپراٹیو ٹریننگ کالج ماڈل ٹاؤن لاہور میں اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ آپ ایک بہترین استاد ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالم دین بھی تھے۔

قیام پاکستان کے بعد امام بارگاہ سادات سرائے سدھو میں بطور عالم دین (مقرر) اپنی خدمات بلا معاوضہ ادا کرتے رہے۔ آپ نے سرائے سدھو میں مسجد اثنا عشریہ کی بنیاد رکھی اور تا زندگی اسی مسجد میں پیش امام کی خدمات انجام دیتے رہے۔

ان کی خدمات کو دیکھتے ہوئے اس وقت کے صدر مملکت پاکستان اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق کی ہدایت پر انہیں وارڈ نمبر ۹ ٹاؤن کمیٹی سرائے سدھو کا ناظم صلوٰۃ مقرر کیا گیا۔

وفات: آپ ۱۲ ستمبر ۱۹۸۱ء کو سرائے سدھو ضلع خانیوال میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

تدفین: آپ کی تدفین دربار نذر سلطان بخاری کے احاطہ نزد R.H.C سرائے سدھو میں کی گئی جہاں ہر سال ۱۰ محرم الحرام کا جلوس امام بارگاہ سادات سے برآمد ہو کر آپ کی قبر مبارک پر جاتا ہے۔

علامہ سید ایوب حسین بخاری

آپ کی تاریخ ولادت تو معلوم نہ ہو سکی لیکن سن وفات 1948 ہے۔ آپ کی دختر سیدہ امت الفاطمہ کی شادی مصنف کتاب ھذا شہید سید بشیر حسین بخاری سے ہوئی۔ آپ نے 1930ء میں دربار بیبیاں پاک دامنؑ لاہور میں عزاداری حضرت سید الشہداؑ کی بنیاد رکھی۔ آپ کی رہائش گاہ موچی دروازہ میں امام بارگاہ بی بی سائرہ والا لاہور کے قدیمی اور مشہور امام بارگاہوں میں سے ہے۔ لاہور کے مشہور مجتہد سید علی حائری کی وصیت تھی کہ میری نماز جنازہ سید ایوب حسین بخاری پڑھائیں گے۔ مجتہد علی الحائری وہ تھے کہ جو علامہ اقبال کے رفقا میں سے تھے اور اقبال کا دوسرا جنازہ بھی انہوں نے ہی پڑھایا تھا۔ خاندان کے دیگر علماء، علامہ سید باقر علی شاہ بخاری، علامہ سید صادق حسین بخاری اور آپ کے والد علامہ لطف علی شاہ بخاری کے حالات زندگی معلوم نہ ہو سکے۔

شہید سید بشیر حسین بخاری

(مؤلف تاریخ جلالیہ)

آپ ۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء بمطابق ۱۳ رجب ۱۳۳۶ ہجری میں وسطی پنجاب کے مردم خیز خطہ بٹالہ ضلع گورداس پور (جو اب بھارت میں ہے) کے بخاری سادات گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مسلم ہائی سکول بٹالہ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور ادیب عالم کی سند بھی اسی زمانہ میں حاصل کر لی تھی۔ جب آپ کا عالم شباب تھا تو پنجاب شیعہ کانفرنس کی رکنیت قبول کی اور سردار بخش حیدری کے ہمراہ تنظیمی دورہ کیا۔

لکھنو محاذ حسینی

لکھنو محاذ حسینی میں ابتدا تا انتہا آپ کی شرکت ایک ریکارڈ ہے۔ ڈسٹرکٹ جیل سیتاپور اور ڈسٹرکٹ جیل بنارس میں ایام اسیری بسر کئے۔ رہائی کے بعد حکومت گووند ولبھ پنتھ (پیدائش ۱۰ ستمبر ۱۸۸۷ء۔ ۷ مارچ ۱۹۶۱ء) کی وزارت نے ایجی ٹیشن کو ناکام کرنے کے لیے ۷۲ گھنٹے کا کرفیو نافذ کیا تو بخاری صاحب نے ۷۲ رضا کاروں کی قیادت کرتے ہوئے وکٹوریہ روڈ لکھنو بالمقابل امام بارگاہ ناظم صاحب اور سرفراز قومی پریس سے توڑتے ہوئے گرفتاری پیش کی۔ ہفت روزہ شیعہ لاہور نے بخاری صاحب کے ان کارناموں کا ذکر کیا ہے۔

قادیان میں حسینی اجلاس

جناب مظفر علی شمسی نے قادیان میں جو بٹالہ سے تقریباً ۲۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے وہاں حسینی اجلاس کا انعقاد کیا تو آئندہ سال سے اسے مزید شان و شوکت اور اجلال و احترام کے ساتھ انعقاد پذیر کرنے کی خاطر ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس میں شمسی صاحب کے علاوہ بخاری برادران سید شبیر حسین بخاری، سید عاشق حسین بخاری اور سید بشیر حسین بخاری شامل تھے۔

قائداعظمؒ کے خطاب میں شرکت

بخاری صاحب نے لاہور۔ راولپنڈی، جالندھر اور انبالہ کے اجلاس میں قائداعظم کا خطاب ہوتا ان میں شرکت کی۔ لاہور کے اجلاس میں بٹالہ مسلم لیگ کے رضاکاروں نے ایک ہفتہ قبل جملہ انتظامات میں بھرپور حصہ لیا۔ جن میں بخاری صاحب بھی ایک دستہ کے انچارج تھے۔

مناظرہ سندرال

مناظرہ سندرال نزد خوشاب پاکستان میں یہ پہلا مناظرہ ہے جس میں عیسائی بشیر مسیح آف گل ولا ثالث۔ شیعہ مناظر مولانا حکیم امام بخش، معاون مولانا غلام شبیر شاہ اور صدر بشیر بخاری صاحب جبکہ مولی نور محمد سندرالوی سنی مناظر، معاون مولوی عبدالحکیم شاہ پور اور صدر حاجی شیر باز خان تھے۔ موضوع عقدام کلثوم بنت علی تھا۔ ثالث نے شیعہ کے حق میں فیصلہ دیا۔

ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان

بخاری صاحب آل شیعہ کانفرنس اور ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کی بنیاد کے وقت ان اداروں کے عہدہ دار رہے۔

شیعہ دارالتبلیغ کے ناظم

بخاری صاحب شیعہ دارالتبلیغ کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل (سابق دیوبندی) کی فرمائش پر گوجرہ آگئے۔ آپ مبلغ اعظم کے رسالہ "صداقت" کے ایڈیٹر بھی رہے۔

ہفت روزہ المفید کا اجراء

صدر ایوب کے دور میں بخاری صاحب نے سرگودہا سے ہفت روزہ "المفید" کا اجرا کیا جس کا مقصد شیعی حقوق کی ترجمانی تھا۔ مگر صدر ایوب کے ایک بیان پر تنقید کرنے کی بنا پر اسے ضبط کرلیا گیا۔

مناظرہ جھوک دایا

جھوک دایا ضلع جھنگ مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل کی تقاریر سے دن بدن سنی عوام کے ساتھ، سنی علماء بھی شیعہ ہورہے تھے۔ تنظیم اہل سنت اگرچہ کئی مناظروں میں مبلغ اعظم سے شکست کھا چکی تھی۔ اہل حدیث بھی اس میں ناکام ہوچکے تھے۔ مناظرہ کوٹ ہمالیہ ریاست پور میں اہل حدیث مناظر مولوی محمد صدیق بری طرح ناکام ہوئے۔ اس مناظرہ میں بیسیوں سنی، شیعہ ہوگئے۔ اب ایک مشترکہ محاذ پیر سیال شریف کی سرپرستی میں جھوک دایا، قائم ہوا۔ بریلوی، چکڑالوی، دیوبندی، جامعہ محمدی شریف، بھکی شریف، حامد علی شاہ، ایس ڈاکٹر طاہر بریلوی، مولوی سید احمد شاہ چوکیرہ، دوست محمد، محمد مسکین اور محمد نافع سیٹھی پہنچ گئے۔ ادھر علامہ مرزا یوسف حسین اکیلے تھے۔ مرزا صاحب نے ایک شخص کو بھیج کر بخاری صاحب کو سرگودہا سے بلوایا۔ بخاری صاحب، سید امجد حسین شیرازی، سید ذوالفقار علی بخاری، سید اظہر حسن زیدی کو ہمراہ لے کر فوراً جھوک دایا پہنچے تو جناب مخدوم سید خضر حیات شاہ آف شاہ جیونہ نے مبلغ اعظم مولانا محمد اسماعیل صاحب کو بلالیا تھا۔ مناظرہ ڈٹ کر ہوا۔ سنی تنظیم مناظرہ محمد خان گاڑی بلوچ کا داماد اور چچا غلام رسول سر مناظر ہی شیعہ ہوگیا۔ تنظیم اہل سنت کا جنازہ سیال شریف کی گدی والے اٹھا کر لے گئے۔

حق نواز جھنگوی کی شکست

بانی تحریک سپاہ صحابہ حق نواز جھنگوی نے شیعہ علماء ایران، عراق، پاکستان کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو بخاری صاحب نے قبول کرتے ہوئے انہیں شرائط مناظرہ کی دعوت دی تو ایک نہیں دو تین کے جواب نہ دے سکا تو اس کی عبرت ناک شکست کا اشتہار جھنگ، فیصل آباد، چنیوٹ کے مقامات پر چسپاں کرا دیا گیا اور پشاور سے کراچی اور لاہور سے کوئٹہ تک سنی دیوبندی اہل حدیث علماء کو بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا۔

شہادت

۲۱ ستمبر ۲۰۰۶ء کو بخاری صاحب اپنے دوست کی دکان پر حسب معمول صبح کے وقت اخبار کا

مطالعہ کر رہے تھے کہ دہشت گردوں نے ان کی سر پر فائر کیا اور آپ موقع پر ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ سرگودہا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ دو روز سوگ کا اعلان کیا گیا اور تمام کاروباری مراکز اور ادارے بند رہے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے نہایت قریبی رفیق علامہ سید اعجاز حسین کاظمیؒ پرنسپل دارالعلوم محمدیہ نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین سرگودہا کے بڑے قبرستان (خانقاہ جلالیہ) میں ہوئی۔

شہداء خاندان

سادات نقوی البخاری

اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ

ننھا شہید سید عارف حسین الحسینی

یہ پھول اپنی لطافت کی داد پا نہ سکا
کھلا ضرور مگر کھل کے مسکرا نہ سکا

(سید عارف حسین الحسینی شہید ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو شہر لاہور میں سید مہدی حسن بخاری کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کا نام شہید سید عارف حسین الحسینی کے نام پر رکھا گیا جو کہ ۱۹۸۸ میں پشاور میں تکفیریوں کے دہشت گرد حملے میں شہید ہو گئے تھے اور ایک نمایاں شیعہ لیڈر اور عالم دین تھے)

بچپن ہی سے سید عارف حسین الحسینی اعلیٰ طبیعت اور معصوم صفات رکھتے تھے۔ چچا صفدر رضا کے مطابق یہ نوجوان کم گو اور صلح پسند طبیعت رکھتے تھے اور فضول گوئی سے پرہیز کرتے تھے۔ والدین کی باتوں پر توجہ دینا حکم بجالانا اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔ نیک روح انسان تھے۔ بی بی پاک دامن کے مزار پر ہر جمعرات کو پیدل حاضری دینے جاتے تھے اور والد کی طرح مجالس اور جلوسوں میں بھی بھرپور شرکت کرتے تھے۔

شہادت کے دن یعنی ۲۰ فروری ۲۰۰۸ء سے ایک دن پہلے آپ ڈیرہ اسماعیل خان پہنچے۔ آپ

کے ماموں سید ثقلین شاہ ڈی آئی خان بم دھماکے میں شدید زخمی ہو چکے تھے، ان کی عیادت کے لیے والدہ کے ساتھ ڈی آئی خان تشریف لائے اور اپنی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی شہادت کے درجے پر فائز ہو جاؤں۔ ایک مومن جو ایک دن پہلے ٹارگٹ کلنگ میں شہید کیا گیا ان کا جنازہ حسین چوک پر تیار تھا اور نوحے خوانی کی آوازیں آپ نے سنیں اور بے قرار ہو گئے۔ ماں نے بمشکل جنازہ میں شرکت کی اجازت دی لیکن وہ مطمئن تھیں۔ آپ جنازہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب جنازہ شوبرا ہوٹل ڈی آئی خان کے قریب پہنچا تو زوردار دھماکا ہوا۔ اس بم دھماکے میں ۴۳ لوگ شہید ہوئے۔ بم دھماکے کے بعد سکیورٹی فورسز نے فائرنگ کر دی جس سے جنازے میں موجود بہت سے مومنین زخمی اور شہید ہوئے۔ سید عارف حسین الحسینی کی خواہش اللہ نے پوری فرمائی، آپ کی شہادت بھی گولی لگنے سے ہوئی۔ اللہ پاک آپ کی یہ قربانی امام حسینؑ اور آپ کی جد کا صدقہ قبول و مقبول فرمائے۔ آپ کی قبر مبارک محلہ کربلا دریا خان کے قبرستان میں واقع ہے۔ ہزاروں اشک بار آنکھوں سے اس نوجوان کو سپرد خاک کیا گیا۔ آج بھی شہید کی یاد تازہ ہے اور تازہ رہے گی۔ اللہ ظالموں کو نیست و نابود فرمائے اور تمام مومنین و مومنات کی جان، مال اور عزت کی حفاظت فرمائے اور امام زمانہؑ کی جلد تعجیل فرمائے۔ آمین

شہید سید انور عباس بخاری بن سید عباس علی شاہ بخاری

سید انور عباس بخاریؒ ۲۲ دسمبر ۱۹۴۵ء کو ڈیرہ اسماعیل خان کے محلہ جلال حسین شاہ کے سادات بخاری گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید علی عباس بخاری کے پانچ بیٹے ہیں۔ ان میں سید انور عباس بخاری سے دو بڑے اور دو چھوٹے ہیں۔ شہید انور عباس بخاری ابھی صرف دو ہفتے کے تھے کہ آپ کی والدہ سیدہ صغریٰ بی بی وفات پا گئیں۔ اب آپ کی پرورش کا ذمہ آپ کی پھوپھی سیدہ شہربانو نے اپنے ذمہ لیا اور آپ کو پالنے پوسنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ لیکن جب آپ ۶ سال کے ہوئے تو والد صاحب بھی دار فانی سے کوچ کر گئے۔

آپ بچپن ہی سے امن پسند اور ہر دل عزیز ہونے کے ساتھ ساتھ ہر فرد کا ادب و احترام کرتے تھے۔ ان کی خدا ترسی اور اہل بیتؑ کی محبت نے ہمیشہ ان کی رہنمائی کی۔ یوں وہ زندگی کی خوشیوں کے قریب آئے۔ کم عمری میں یتیم ہونا ان کی خود مختیاری کا باعث بنا۔ اللہ پر بھروسہ اور خداداد قابلیت کے جذبے سے سرشار ہو کر انہوں نے کاروبار قائم کیا۔ قلیل سرمائے کے باوجود عاجزانہ شروعات کی تھیں۔ اپنے والدین کی قبروں کے قریب اپنی ڈیلر شپ بنانے کے لیے زمین کا انتخاب کیا کیونکہ ہمیشہ والدین کو دل کے قریب محسوس کرتے تھے۔

اپنے بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت فرمائی، ۱۹۸۸ء میں حج اور عمرے ادا کرنے کی توفیق من اللہ ہوئی۔ دوسرے عمرے کی ادائیگی کے دوران کعبۃ اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا اور غلاف کعبہ کا ایک ٹکڑا جو تحفہ کے طور پر ملا گھر لائے۔

اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ وہ اس مقصد کے لیے اللہ کی راہ میں دینے کے لیے بہترین سامان خریدیں گے۔ ہر سال ماہ محرم میں سبیل امام حسینؑ کا اہتمام احاطہ سادات کوٹلی امام میں باقاعدگی سے کرتے تھے۔ محلہ بھورا شاہ میں تعزیہ امام حسنؑ (جنازہ) ۱۰ محرم کو اٹھانے والوں میں پیش پیش رہتے اور اس بات پر فخر محسوس کرتے تھے۔

وہ تمام رشتہ داروں کے بہت قریب تھے، خاندان کی جڑوں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے ثمرقند، بخارا کا سفر بھی کیا جہاں سے بخاری سادات کی ابتدا ہوئی تھی۔

یونیورسٹی کی تعلیم نہ ہونے کے باوجود ہمیشہ ان طالب علموں کی قدر کی اور مدد کی جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔

ڈیرہ اسماعیل خان میں آپ نے لائنز آئی ہاسپٹل کی تعمیر میں بانی کی حیثیت سے مدد کی اور چارٹرڈ صدر کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ جب کہ آپریشن تھیٹر اپنے بچوں کے ساتھ مل کر عطیہ کیا۔ چیریٹی کے ذریعے اس میراث کی حمایت جاری رکھی۔ وہ شیعہ اور سید برادری کے دل میں خاص مقام رکھتے تھے۔ اہل بیتؑ کے نام پر بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے۔ زندگی کے آخری سالوں میں شیعہ ہونے کی وجہ سے انہیں جان سے مارنے کی دھمکیاں ملتی رہیں لیکن ان کا ایمان متزلزل نہ ہوا اور شیعیت کو نہ چھوڑا۔

آپ قابلِ فخر شیعہ تھے۔ آپ کی شہادت اس خوبصورت زندگی کا ایک موزوں حصہ جو آپ نے ایک سچے مسلمان اور مومن کے طور پر بسر کی۔

آپ کے اہل وعیال میں ایک بیوہ، دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ دس نواسے، نواسیاں اور پوتے، پوتیاں ہیں۔ ۹ مارچ ۲۰۰۷ء کو ۶۲ سال کی عمر میں تکفیری دہشت گردوں نے ان کو آفس میں گھس کر بے جرم وخطا ظلم کا نشانہ بنایا اور آپ حب اہل بیتؑ میں شہید کر دیئے گئے۔ اللہ پاک آپ کو جنت الفردوس میں جوار محمدؐ وآل محمدؐ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

شہید سید مسرت حسین بخاری ابن سید علی اکبر بخاری

آپ 1942 کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پشاور اور ڈی آئی خان میں حاصل کی۔ بسلسلہ روزگار، لیبیا، ترکی، ایران، شام بھی گئے اور مشہد میں کافی عرصہ گزارا۔ لیبیا کے دارالحکومت طرابلس میں بھی رہے۔ آپ اعلیٰ پائے کے خطاط اور مصور تھے۔ مختلف اسلامی ممالک میں اپنی مہارت اور فن کا مظاہرہ کر چکے تھے۔ ایرانی رسم الخط میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے، عربی لکھائی بھی آپ کی شہرت کا باعث تھی۔ آپ نے اباسین آرٹس کونسل پشاور سے خطاطی کا مقابلہ بھی جیتا اور سرٹیفکیٹ حاصل کیا۔ مذہبی رجحان ہونے کی وجہ سے آپ پشاور اور مردان میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ زندگی کا کافی عرصہ مردان محلہ شام گنج میں اپنی زوجہ اور چار بیٹیوں کے ساتھ گزارا بعد میں کئی سال پشاور میں رہائش پزیر رہے اور خطاطی اور مصوری کا ادارہ بھی کھولا۔ آپ کے کئی شاگرد پشاور اور مردان میں موجود ہیں۔

آپ باقاعدہ ہر جمعرات حدیث کساء کی محافل کا انعقاد کرتے تھے۔ مجالس میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ اہل بیتؑ کی شان میں اشعار بھی پڑھا کرتے تھے۔ دینی موضوعات پر کتابوں کے مطالعہ کا بھی شوق تھا۔ آپ نے دینی تبلیغ کا سلسلہ بھی چلا رکھا تھا کہ جس سے آپ نے ایک قادیانی اور ایک ڈاکٹر کو دین محمدؐ وآل محمدؐ شیعہ اثنا عشریہ کی طرف راغب کیا۔

مسجد کوچہ رسالدار میں باقاعدگی سے نماز کے لیے جاتے۔ آپ کافی ضعیف تھے اس لیے بیٹھ کر نماز ادا کرتے۔ 4 مارچ 2022 بروز جمعہ بمقام مسجد کوچہ رسالدار پشاور میں نماز کی ادائیگی کے دوران آپ خودکش بم دھماکہ میں دیگر شہدا کے ساتھ 80 سال کی عمر میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہادت کے رتبہ سے سرفراز ہوئے۔ اللہ آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آپ کی قبر بمقام امام ضامن چوک سید سٹریٹ نمبر 2 شیعہ قبرستان میں ہے۔ آپ کی قبر جو کہ حال ہی میں سیاہ پتھر سے خوبصورت طریقہ سے بنائی گئی تھی اور مولا غازی عباس علمدارؑ کا علم مبارک آپ کی قبر پر نصب کیا گیا تھا، پنجتن پاک اور آئمہ معصومینؑ کے اسما مبارک بھی تحریر تھے۔ ناصبیوں نے آپ کی قبر پر پتھر مار کر توہین کی۔ اللہ ان ظالمین کو عذاب الیم دے۔

آمین یارب العالمین۔

شہید سید ثقلین بن سید شوکت علی شاہ بخاری

آپ ۱۱ فروری ۱۹۵۸ء کو ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ان کے بیٹے سید جنید عباس بخاری بیان کرتے ہیں کہ جب میں بہت چھوٹا تھا تو آپ مجھے محفلوں میں لے جاتے اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں سے میرا تعارف کرواتے اور بہت شفقت فرماتے۔ جیسے مجھے مستقبل کے لیے تیار کر رہے تھے۔ میری تربیت ایسے خطوط پر کی۔ آپ کی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ آپ مجالس اور نوحہ خوانی کی محفلوں اور جلوسوں میں شرکت نہایت ذوق وشوق سے کرتے۔ شہادت سے پہلے آپ کوٹلی امام حسینؑ روڈ پر ایک خودکش دھماکے میں شدید زخمی ہوئے۔ کچھ عرصہ زندہ رہے۔ آپ کی مرہم پٹی ہوتی رہی۔ کچھ چھرے جسم سے نکل آتے تو نکلوا دیئے جاتے۔ کچھ چھرے جسم کے اندر ہی رہے۔ اس کے باوجود آپ مجالس اور جلوسوں میں شرکت کرتے۔

اسی عادت کی بنا پر ۲۰ فروری ۲۰۰۸ء کا دن آپہنچا اور آپ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ میں جلوس میں

جانا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ پہلے ہی ایک خودکش حملے میں زخمی ہو چکے ہیں اور وہ زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے آپ نہ جائیں۔ تو آپ نے کہا کہ جلوس میں جانا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتا ہوں، شیعت کو زندہ رکھنے کے لیے اور حسینیت کی بقا کیلئے جلوس میں میرا جانا ضروری ہے۔ اگر میری جان بھی چلی جاتی ہے تو میں تیار ہوں اور پھر جلوس میں پہنچ گئے۔ پھر ایک اور بم دھماکا ہوا آپ بم دھماکے کے قریب والی جگہ پر تھے۔

آپ کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ امام حسینؑ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ گھر والوں کو شہادت پر بہت فخر ہے۔ ان کی بیٹیاں اور بیٹے اپنے سینوں میں ان کا غم تازہ رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بات بھی انہیں حوصلہ دیتی ہے کہ انہیں شہدائے کربلا کی ہمراہی حاصل ہو گئی اور ہم شہید کے اہل وعیال ہیں اور ہمیں لوگ شہید کے بچوں کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ یہ بات ہمارے لیے انتہائی قابل فخر ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاتے ہیں اللہ پاک ان کے درجات خود ہی بلند فرماتا ہے اور لواحقین کو صبر و تحمل عطا فرماتا ہے۔

اللہ سب مومنین کو راہ حسینی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

شہید سید جہانگیر حسن بخاری بن سید حسن رضا بخاری

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو اس دنیا میں آیا ہے اس نے واپس اس دنیا سے اگلے جہاں لوٹ کر بھی جانا ہے۔ موت وحیات کا یہ سلسلہ جاری رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور محشر لگے گا اور اعمال کے وزن کیے جائیں گے اور ظالموں سے مظلوموں کے بارے نہ صرف اللہ پوچھے گا بلکہ ظالموں کو سزا بھی دے گا۔ یوں تو موت کے کئی نام ہیں اور کئی صورتیں موت رکھتی ہے۔ مثلاً بیماری کی وجہ سے موت، ناگہانی موت، قتل وغارت کی وجہ سے موت وغیرہ ان تمام صورتوں میں موت، موت ہی کہلائے گی پر ایک ایسی موت بھی ہے کہ جس کا نام شہادت کی موت ہے۔ بظاہر بندہ دنیا سے کوچ کر جاتا ہے اور پھر دوبارہ دنیا میں لوٹ کر نہیں آتا لیکن وہ زندہ بھی ہوتا ہے اور اللہ پاک کے ہاں سے رزق بھی حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ سید جہانگیر حسن کو بھی اللہ پاک نے اسی رتبہ شہادت سے سرفراز کیا۔ ہر کسی کو ایسی شہادت کی موت نصیب نہیں ہوتی۔ اللہ یہ رتبہ اپنے پیارے بندوں کو ہی عطا کرتا ہے۔ آپ 4 اگست 1973ء کو سید حسن رضا بخاری کے گھر واقع شاہ سید منور شاہ ڈی آئی خان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم ڈی آئی خان سے اور باقی تعلیم کراچی سے حاصل کی۔ سی اے کراچی سے کرنے کے بعد وہیں کراچی میں ایک نجی بینک میں چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ کے عہدہ پر فائز ہوئے اور تقریباً 6 سال سروس کر کے بینک میں اپنی خدمات کا لوہا منوایا۔ آپ نہایت عبادت گزار تھے۔ وقت پر نماز کی ادائیگی کو ترجیح دیتے اور مسجد میں بھی نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے۔ علی رضا مسجد وامام بارگاہ میں اکثر نماز کی ادائیگی کے لیے آتے جاتے رہتے تھے۔ آپ بہن بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھے۔ نہایت شفیق بردبار بااخلاق اور نہایت مودب شخصیت کے مالک تھے۔ سوشل کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ فارغ وقت میں باغبانی اور قدیم سکے جمع کرنے اور مطالعہ کا بھی شوق رکھتے تھے۔ والدین کی خدمت میں پیش پیش رہتے۔ والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ کا خود خاص خیال رکھتے، سب گھر والوں کی ضروریات کا بھی خود خیال رکھتے۔ علی رضا مسجد وامام بارگاہ کراچی میں نماز مغربین کی ادائیگی کے بعد گھر کی طرف آتے ہوئے جب صدر پارکنگ پلازہ کے قریب پہنچے تو تکفیری دہشتگردوں نے روکا اور شناخت کرنے کے بعد جب انہیں یقین ہو گیا کہ آپ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اور سید ہیں۔ اسی بنا پر سر میں گولی مار کر شہید کر دیا گیا اور آپ محمد وآل محمد ﷺ کی حب میں شہید ہونے والوں کی صف میں شامل ہو گئے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ ایک بیٹی سیدہ طوبیٰ زہرا اور دو بیٹے سید محمد علی قاسم اور سید محمد طہٰ ہیں۔ شہدا کی ایک لمبی فہرست ڈی آئی خان میں مرتب ہو چکی ہے اور ڈی آئی خان کی سرزمین مومنین کے بے گناہ خون سے رنگین ہو چکی ہے۔ شہدا کے عزیز و اقارب قانون نافذ کرنے والے اداروں کی کارکردگی سے مطمئن نہیں ہیں اور ان کے لبوں پر صرف ایک ہی سوال ہے کہ مومنین کو آخر کیوں اور کس جرم میں شہید کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ اور پاکستان کے سکیورٹی ادارے اور دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیمیں کیوں خاموش ہیں؟ اب وقت آ گیا ہے کہ مومنین کو اپنی حفاظت کا ذمہ خود لینا ہوگا۔ اللہ سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کو قدیم قبرستان شاہ سید

منور شاہ بخاری میں ہزاروں اشک بار آنکھوں نے سپرد خاک کیا۔ اللہ شہید کے درجات میں مزید اضافہ فرمائے اور مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل اور بہتر اجر عطا فرمائے۔ تعجیل امام زمانہؑ کی دعا کے ساتھ آمین یا رب العالمین۔

مشاہیر خاندان

سادات نقوی البخاری

اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ

سید فاضل شاہ بخاریؒ ابن سید حامد شاہ بخاریؒ

برصغیر کے طول و عرض میں علما وسادات عظام نے دین اہل بیتؑ کی تبلیغ کے ذریعہ سے نہ صرف اسلام پھیلایا بلکہ ان بندگان خدا کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے دین آل محمد قبول کیا۔

آپ موضع انگراہ کے قریب 1260ء کی دہائی میں پیدا ہوئے۔ دریا خان اور موضع انگراہ اور اس سے ملحقہ آبادیوں کے مکینوں کے لیے آپ کی دینی و علمی وروحانی خدمات آپ کی شخصیت کی روشن دلیل ہیں۔ آپ کے کارناموں میں دینی درس گاہ کا قیام، لوگوں کی اخلاقی تربیت، دینی تعلیم کو فروغ دینا اپنے بڑوں کی طرح مسلمانوں میں بھائی چارہ اور صلہ رحمی شامل ہیں۔ آپ کی تبلیغی خدمات کی وجہ سے ہزاروں ہندو خاندان مشرف با سلام ہوئے۔ جن میں بھون، ڈھڈی، جوڑے، شیخ، کھرل، ٹوانے اور کھیلے وغیرہ اقوام کے لوگ دریا خان کے گردونواح میں آج بھی الحمد اللہ آباد ہیں۔ آپ عابد و زاہد شخصیت تھے۔ آپ سے منسوب کئی واقعات آج بھی زبان زد خاص و عام ہیں۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ اپنے کسی معتقد کی شادی میں شرکت کے لیے نور پور تھل گئے ہوئے تھے، موضع انگراہ کے قریب آپ کے گھر میں مٹری کی فصل آپ کی زمینوں سے کاٹ کر آپ کی حویلی میں جمع

کی ہوئی تھی اور اگلے دن اس مٹری کی فصل کے گٹھوں سے بیلوں کے ذریعہ گہائی کر کے مٹری کی دال نکالی جانی تھی۔ رات کے تیسرے پہر چوروں نے آپ کی حویلی کی کچی دیوار توڑ کر گھر میں نقب لگائی اور کافی گدھے بھی اندر لے آئے اور مٹری کے گٹھے اپنے گدھوں پر لادنا شروع کر دیے، جب کافی فصل چوری کر چکے اور گدھوں کو لے کر روانہ ہونے لگے تو اس وقت آپ کی زوجہ اور والدہ محترمہ بغرض نماز تہجد بیدار ہو چکی تھیں۔ ان مستورات نے چوروں کو دیکھ لیا اور پردے سے چوروں کو بددعا دی کہ سادات کے گھر چوری کرنے والوں اللہ تمہیں اندھا کر دے۔ بی بی نے بددعا دی اور ادھر چور اندھے ہو گئے اور گھر سے باہر نہ نکل سکے۔ صبح چوروں کو مال سمیت پکڑ لیا گیا جو کہ ابھی تک اندھے تھے۔ دو دن بعد پیر سید فاضل شاہ بخاریؒ نور پور سے گھر تشریف لے آئے۔ آپ کے ایک معتقد نے تمام واقعہ سنایا (اس معتقد کی قبر آپؒ کی قبر مبارک کے ساتھ ہے) آپ نے چوروں کے خاندان کی طرف سے منت سماجت کرنے پر دعا فرمائی تو اللہ کے فضل و کرم سے اندھے بینا ہو گئے۔

بالآخر یہ ہستی اپنے مولا و آقا حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا دیدار کرتے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئی۔ آپ قبرستان پیر فاضل شاہ بخاریؒ جو کہ آپ کے نام سے ہی منسوب ہے کے احاطہ میں اپنے اجداد اور اولاد کے ساتھ مدفون ہیں۔ قبرستان کلور کوٹ روڈ کے مغرب میں تقریباً 2 فرلانگ کے فاصلہ پر موجود ہے۔ احاطہ سادات بخاری کے باہر قبرستان دیگر اقوام کی قبروں سے اٹا ہوا ہے جبکہ قبرستان کا کل رقبہ 98 کنال پاس شدہ ہے۔ دور سے شہنشاہ وفا حضرت غازی عباس علمدار کا علم مبارک آپ کے مزار کا پتہ دیتا ہے۔ رب العالمین آپؒ کے درجات میں اضافہ فرمائے اور آپ کی اولاد میں برکت عطا فرمائے اور انہیں دین محمدؐ و آل محمدؐ پر قائم رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

سید فتح شاہ بخاریؒ المعروف پیر سید فتح دریا شاہ بخاریؒ

بارشوں کی زیادتی اور پہاڑوں پر برف کے پگھلنے سے دریائے سندھ پر طغیانی عروج پر تھی جبکہ سیلاب کی وجہ سے کچے گھروں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی آبادیاں اور فصلیں تباہی کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ ڈیرہ جات میں شامل (ڈیرہ اسماعیل خان) ضلع بھکر کے غیر معروف علاقہ دریا خان کے کچہ ڈھایا کا علاقہ بھی سیلاب سے کافی سارا تباہ ہو چکا تھا۔ حفاظتی انتظامات کا نہ ہونا، پشتوں، بندوں اور سپر کے نہ ہونے کی وجہ سے سیلابی ریلے کو وسیع بے رکاوٹ میدانی علاقہ میسر تھا۔

اب لوگ اس سیلابی مصیبت سے بچاؤ کیلئے صدقہ، خیرات، قرآن خوانی کراتے، گندم، آٹا اور دیگر مال و زر بھی دریا کے حوالے کیا جاتا۔ یہاں تک کہ قرآن پاک کے نسخے بھی سپرد دریا کر دیے جاتے۔ اس وقت لوگ اس بات پر ایمان رکھتے تھے کہ اس طرح سیلابی مصیبت سے اللہ پاک نجات دے گا۔

سید فتح دریا شاہ بخاریؒ ۱۷۸۰ء میں موضع انگرا، دریا خان ڈیرہ جات کے قریب پیدا ہوئے اور یہیں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ تادم مرگ رہائش پذیر رہے۔ یہ علاقہ آج بھی دریا خان کے شمال میں واقع ہے۔ آپ اس علاقہ کی نامی گرامی علمی، دینی، روحانی اور سماجی شخصیت تھے اور عبادت و ریاضت اور عمدہ اخلاق کے پیکر تھے۔ لوگ آپ سے کافی انس رکھتے تھے۔ آپ کا وجود علاقے کے لوگوں کے لیے زندگی کی علامت تھا۔

جب سیلاب آیا تو آپ ضلع جھنگ گئے ہوئے تھے۔ آپ کو کشف و کرامت کے ذریعے یہ بات معلوم ہوئی کہ سیلاب نے آپ کے علاقہ میں تباہی مچائی ہوئی ہے۔ آپ پریشان ہو گئے۔ آپ نے اپنے مریدوں کو اپنی پریشانی اور بے چینی سے آگاہ کیا تو جھنگ کے کافی مرید آپؒ کے ساتھ خوراک یعنی گندم اور چاول اونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر آپ کے علاقہ میں آپ کے ساتھ ہی آ گئے۔ مقامی لوگوں نے آپ کو سیلاب کی تباہ کاریوں سے آگاہ کیا، آپ نے اجڑی ہوئی بستیوں کا خود مشاہدہ کیا۔

پہلے تو آپ نے لوگوں کے دکھ درد بانٹے ،لوگوں میں گندم، چاول اور دیگر اشیائے خورد و نوش تقسیم کی۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں کو خشک اور بلند ہموار ٹیلے پر نماز آیات باجماعت پڑھائی۔ لوگوں نے دیکھا کہ یہ اللہ کا ولی ایک لمبی لکڑی لے کر دریا میں پانی پر چلنا شروع کرتا ہے اور لوگ حیران ہیں کہ جیسے جیسے یہ اللہ کا ولی دریا میں آگے بڑھتا ہے دریا کا پانی بھی آپ کے ساتھ آبادی چھوڑ کر آپ کے ساتھ ساتھ دور جا رہا ہے۔ تقریباً ۲ کلومیٹر آپ دریا میں چلتے رہے اور دریا کی اصل حدود میں داخل ہوئے اور لکڑی گاڑھ کر فرمایا کہ اے اللہ کے دریا پھر اس علاقہ کا رخ نہ کرنا۔ آج تک دریا دوبارہ اس علاقے میں نہیں آیا اور نہ ہی کوئی تباہی مچائی۔ جب لوگوں نے آپ کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کو فتح دریا کا لقب دیا۔ آج بھی آپ فتح دریا شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ ۱۸۷۰ء میں ۹۰ سال کی عمر میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کی قبر مبارک قبرستان پیر فاضل شاہ بخاری موضع انگراء کے احاطہ میں واقع ہے۔ اللہ آپ کے مزید درجات بلند فرمائے۔

سید انور شاہ بخاریؒ

مغل شہزادوں کی آپس میں جنگوں اور ہندو مسلم فسادات سے ہندوستان اقتصادی اور معاشی لحاظ سے کافی کمزور ہو چکا تھا اور کاروبار زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔ یہ سب حکمرانوں کی ریشہ دوانیوں اور ظلم و ستم اور عیاشیوں کا نتیجہ تھا۔ انگریز جو کہ عیار قوم تھے، ہندو مسلم فسادات کروا کے انہیں کمزور کر چکے تھے اور اب ملک ہندوستان پر قبضہ جما چکے تھے۔

میاں چنوں ضلع خانیوال میں جب ریلوے لائن بچھائی گئی تو مزار نور شاہ بخاریؒ جو کہ مٹی اور ریت کے تلے دب چکا تھا کے اوپر سے لائن گزار دی گئی۔ صبح جب انجینئرز کام پر دوبارہ آئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ لائن ٹوٹی ہوئی ہے۔ اور ریلوے لائن کا جو ہموار حصہ قبر کے اوپر تھا دور پڑا ملا۔ جب دو بارہ اور سہ بارہ پٹری کو بنایا گیا تو وہی پہلے والا حال ہوتا کہ پٹری ٹوٹی ہوئی اور دور پڑی ملتی۔ آخر کار انگریز اس علاقہ میں موجود ایک بزرگ کے پاس گئے جو کہ سید نور شاہ بخاریؒ کی اولاد میں سے ہی تھے انہیں سارا ماجرا سنایا۔ وہ سید اس جگہ گئے اور عبادت کرنے لگے نیند غالب آئی اور خواب میں اپنے جد سید نور شاہ بخاریؒ کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ جس جگہ یہ لوگ پٹری بنا رہے ہیں یہ میری قبر ہے۔ جب انگریزوں نے یہ خواب سنا تو یقین نہ کیا اور اس جگہ کی کھدائی شروع کر دی۔ کافی کھدائی کے بعد ایک تابوت برآمد ہوا انگریزوں کو یقین آ گیا اور احتراماً انہوں نے آپ کا مزار تعمیر کیا اور ریلوے لائن مزار سے کچھ دور فاصلہ پر بنائی۔ یہی ریلوے لائن اب آپ کے مزار پر آنے والے عقیدت مندوں کی آمد و رفت کا باعث بنی ہوئی ہے۔ آپ کے مزار کے اندر سے ٹرین آتی جاتی صاف نظر آتی ہے۔ ہر سال جنوری / ہاڑ کے مہینہ میں مسلسل تین دن تک آپ کا عرس منایا جاتا ہے قرآن خوانی اور حمد نعت کی محافل منعقد ہوتی ہیں۔ مرادیں منتیں اور دعائیں پوری ہوتی ہیں۔ تقریباً دو سو سال گزرنے کے باوجود بھی آپ کا مزار آج بھی سادات بخاری کی عظمت کی روشن دلیل ہے۔

سید علی شاہ بخاریؒ ابن سید فتح علی شاہ بخاریؒ

لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اپنے ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لیے نہایت بے چینی سے کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ نہایت ہی نیک ہستی تشریف لا رہی ہے۔ لوگ بار بار راستے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ شاید انہیں اپنی محبوب ہستی نظر آ جائے۔ یہ دور گھوڑوں اور تانگوں کا دور تھا۔ دور دراز آنے جانے کیلیے ، مسافروں کو کافی مشکلات سے گزرنا پڑتا تھا۔ لیکن جو ہستی تشریف لا رہی تھی وہ پاپیادہ حج کر کے مکہ اور مدینہ سے تشریف لا رہی تھی۔ لوگ ان کی چہرے کی زیارت کے لیے بے چین تھے کہ سید کے چہرے کی زیارت کریں بارگاہ رب العزت سے ثواب حاصل کریں۔ یہ ہستی حضرت سید علی شاہ بخاریؒ کی تھی جو کہ اپنے دور کے علمی، دینی، سماجی، اور روحانی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے عقیدت مند صوبہ پنجاب، سابقہ صوبہ سرحد اور موجودہ خیبر پختونخواہ میں ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اپنے آباؤ اجداد کی طرح آپ ایک علمی اور مذہبی شخصیت تھے۔

آپؒ 1850ء میں سابقہ ڈیرہ جات یعنی ڈیرہ اسماعیل خان کی حدود ضلع بھکر کی تحصیل دریا خان کے ایک چھوٹے سے گاؤں موضع انگراء کی ذیلی بستی "لنڈی نشیب" میں پیدا ہوئے۔ (لنڈی نشیب نام بعد میں رکھا گیا۔) ابتدائی دینی علوم اپنے والد بزرگوار جو کہ سادات گھرانے میں اس دور کی بڑی علمی شخصیت تھے سے حاصل کیے اور پھر دار العلوم دیوبند یعنی الجامعہ الاسلامیہ دار العلوم جو کہ انڈیا کے شہر اتر پردیش ضلع سہارنپور میں واقع ہے میں داخل ہوئے۔ آپ نے تقریباً 20 سال انڈیا کے طول و عرض دینی تعلیم نہ صرف حاصل کی بلکہ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ اپنے والد حضرت سید فتح علی شاہ بخاریؒ کے اسرار پر واپس ڈیرہ جات 1886ء میں تشریف لائے اور اپنے علاقہ دریا خان موضع شاہ عالم، کلور کوٹ، بھکر، جھنگ اور نور پور تھل کے مدارس میں خدمات سر انجام دیں۔ آپ اعلیٰ پائے کے واعظ اور مقرر تھے۔ حفظ قرآن کے ساتھ تفسیر اور علم حدیث پر عبور رکھتے تھے۔ آپ کے ذریعہ سینکڑوں لوگ دین اسلام میں داخل ہوئے۔

ایک مرتبہ آپ کہاوڑ کلاں دریا خان میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک گھڑ سوار زمیندار مجمع کو چیرتا ہوا پنڈال کے وسط میں آ کر کھڑا ہو اور کہنے لگا کہ سید علی شاہ! آپ اس مجمع کے سامنے حق بیان کریں! "کیا رسول اللہ ﷺ کی بیٹی دربار خلافت میں حق مانگنے گئی تھیں؟" آپؒ یہ سن کر رو پڑے اور فرمایا: ہاں میری جدہ گئیں تھیں لیکن حق نہ دیا گیا۔ تمام مجمع یہ سن کر حیران رہ گیا۔ پھر آپ نے تمام مجمع سے مخاطب ہو کر کہا" آج آپ سب سید علی شاہ کے عقیدہ سے آگاہ ہو گئے ہو، آج کے بعد سید علی شاہ کبھی وعظ نہیں کرے گا اور نہ کوئی بھرے پنڈال میں پاک بی بیؑ کا نام اٹھائے گا۔ اس واقعہ کے بعد اس علاقہ کی کافی آبادی شیعہ ہو گئی۔ علاقہ میں موجود امام بارگاہیں اور شیعہ مساجد اس بات کا ثبوت ہیں۔

آپ نے اپنی عمر کا آخری حصہ اپنے بڑے بیٹے سید علی اکبر بخاری کے ساتھ گزارا اور 1960ء میں 110 سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ دوران انتقال آپ کی زبان پر یہ آخری کلمات تھے کہ" حضور ﷺ اور مولا علیؑ مجھے لینے آئے ہیں"۔ اللہ پاک آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آمین۔

سید امیر حسین شاہ مجاہد ابن سید محمد غوث علی شاہؒ

سید امیر حسین شاہ مجاہد تحریک پاکستان کے نامور کارکن اور پاکستان کے بانیوں میں سے ایک تھے۔ آپ کی پیدائش یکم جنوری 1901 کو ڈیرہ اسماعیل خان میں ہوئی۔ آپ اپنے بزرگوں کی طرح تعلیم میں دلچسپی لیتے تھے۔ جب آپ جماعت نہم میں تھے، آپ کی پنجاب پولیس میں ملازمت ہو گئی، اس وقت ڈیرہ اسماعیل خان اور موجودہ صوبہ خیبر پختونخواہ پنجاب کا حصہ تھے۔ آپ نے دہرہ دون اور پھلور میں پولیس کی ٹریننگ حاصل کی جو اس وقت بھارت کا حصہ ہیں اور آج بھی پولیس کی ٹریننگ کا مرکز ہیں۔ دہرہ دون میں انڈین آرمی کا معروف ٹریننگ سینٹر ہے جیسا کہ پاکستان میں کاکول ملٹری اکیڈمی ہے۔ آپ دوران ملازمت پنجاب کے مختلف مقامات پر تعینات رہے۔ دوران ملازمت تحریک پاکستان ان دنوں زوروں پر تھی اور قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان میں اتنے زیادہ مگن ہو گئے کہ اپنے علاقے میں سرکاری ملازمت کے باوجود مسلم لیگ کو آپ نے منظم کیا اور تحریک پاکستان میں مکمل حصہ لیا یہاں تک کہ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں پر مظالم کی خبریں آئیں تو آپ نے آبادی کے انخلا کے لیے کلور کوٹ سے لے کر لیہ تک مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ اسی وجہ سے ان تمام علاقوں کے لوگ آپ کو مجاہد کہنے لگے اور گورنمنٹ سے بھی آپ کو اعزازات ملے۔ آپ سرکاری طور پر یوم آزادی کے موقع پر پرچم برداری کے فرائض انجام دیتے تھے۔ جب جلوس نکلتا تو آپ ہمیشہ پاکستانی پرچم تھامے رکھتے، کیونکہ تحریک پاکستان کے بانیوں کو ہی یہ موقع ملتا تھا۔ آپ نے یہ کام بخوبی انجام دیا۔ ملازمت کے بعد آپ نے دریا خان کو اپنا مسکن بنایا اور یہاں پر بھی آپ اپنی سرکاری سرگرمیوں کی وجہ سے بہت معروف ہوئے، یہاں تک کہ مسلم لیگ کی سازشوں اور فوج کی گود میں بیٹھنے جیسی پالیسیوں کی وجہ سے اختلاف کرتے ہوئے، آپ نے ذوالفقار علی بھٹو کی پاکستان پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی اور آپ مرتے دم تک پاکستان پیپلز پارٹی کے عہدے دار رہے۔ آپ پیپلز پارٹی کے بانی اراکین میں بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے علاقہ کے نوجوانوں اور

خصوصاً اپنے معتقدین کا خاص خیال رکھا۔ لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی آپ سے کوئی ملنے آتا تو آپ اپنے معتقدین کے جھگڑے میں ہوتے اور وہ لوگ اپنے مسائل کا حل دریافت کرتے تھے، آپ ان کے علاقوں میں دورے پر بھی جاتے تھے۔

1975ء میں جب پہلے شجرہ کے لیے سید بشیر حسین بخاری صاحب نے سرگودھا سے آکر اپنے رشتہ داروں اولاد حضرت ہمت اللہ شاہ موالی بخاریؒ کو اکٹھا کیا تو ان لوگوں میں سید محمد علی شاہ، سید شوکت علی شاہ اور آپ تھے، جنھوں نے سید بشیر حسین بخاری صاحب کی ڈیرہ اسماعیل خان، دریا خان اور ملتان کی شاخوں کے نام شجرہ میں شامل کرنے کے لیے اعانت کی، ان لوگوں کی محنت کی وجہ سے شجرہ مکمل ہوا۔

یکم ماہ رمضان مئی 1986ء کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی قبر مبارک دریا خان میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ اللہ رب العالمین آپ اور دیگر مومنین مرحومین کے جوار معصومینؑ میں درجات بلند فرمائے۔ الٰہی آمین۔

چند آراء

تاریخ جلالیہ مع اضافہ

سید جاوید مرتضیٰ بخاری ابن شہید سید بشیر حسین بخاریؒ

ہر حمد اس ذات کے لیے کہ جس کا کوئی شریک نہیں، جو خالق نور محمد ﷺ و علیؑ ہے۔ جس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے محمد ﷺ و علیؑ کے نور کو خلق کیا۔ تمام اولاد آدمؑ سے ان ہی کی محبت و مودت و ولایت کا عہد لیا۔ ان کے محب کو جنت اور ان کے مبغض کو جہنم کی وعید سنائی۔ ان کی نسل کو قائم رکھا اور ان کے دشمن کو ابتر بنا دیا۔ آج دنیا میں جہاں بھی سادات اولاد وجہ تخلیق کائنات ﷺ آباد ہیں وہ اپنے شجروں کو محفوظ کیے ہوئے ہیں۔ ایسے ہی میرے والد بزرگوار شہید سید بشیر حسین بخاریؒ کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ انھوں نے اولاد حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کے شجرہ کو مرتب کر کے محفوظ کر دیا اور سالوں سے بچھڑوں کو آپس میں ملا دیا۔ ان کی اس کاوش کی وجہ سے اس شجرہ میں شامل تمام افراد انھیں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے اب میرے بھتیجے حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری کو بھی یہ اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ وہ اپنے دادا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس شجرہ کو دوبارہ اور اضافہ کے ساتھ ترتیب دے چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ آمین!

سید جاوید مرتضیٰ بخاری

سید ذیشان مرتضیٰ بخاری ابن سید اعجاز مرتضیٰ بخاری

خداوند متعال نے حضرت انسان کو اپنی اس کائنات کی سب سے احسن تخلیق قرار دیا اور اس کی دنیا و آخرت کی کامیابی کے واسطے دستور اسلام کو منتخب فرمایا۔ آدمؑ سے خاتمؐ تک انبیاءؑ بھیج کر اس کے تمام قوانین کو حتمی کر دیا اور آخرت تک اسے مکمل کتاب قرآن مجید کی صورت میں زندہ معجزہ بنا کر سردار انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا۔ سلسلہ نبوت کا اختتام دینِ خدا پر اس کی مہر ہے اور صرف آل رسول ﷺ، آئمہ طاہرینؑ ہی منجانب اللہ اس مہر نبوت کے وارث ہیں۔ اس واسطے قیامت تک وارث کا ہونا ختم رسل ﷺ کے زندہ معجزے پر دلیل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اجر رسالت کا تقاضا بھی دراصل رسول اللہ ﷺ نے اس ذات بے نیاز کے کہنے پر ہی کیا جس کے سامنے اس کائنات کی ہر شے فانی ہے۔ یعنی فقط مودت آل رسول ﷺ وہ واحد عمل ہے جس کا سوالی خود خدائے بزرگ و برتر ہے۔ چنانچہ یہی وہ خالص عبادت ہے جس میں ذات لاشریک بھی شامل ہے (درود بر محمد ﷺ و آل محمد ﷺ)۔

بلاشبہ یہ بھی آپ ﷺ کے معجزے کا اعجاز ہے کہ آل محمد ﷺ کی لڑی سے اولیاء، اوصیا اور مقربین کی تبلیغ اور کاوشوں کے باعث دین حقہ دنیا کے ہر کونے میں پہنچا اور ہر دور میں حق و باطل کی تمیز ہوتی رہی۔ حق کی پہچان کے بغیر قرب الٰہی کا تصور بھی محال ہے۔ اسلام سلامتی کا مذہب ہے۔ ہمارے علم، غازی عباسؑ پر پنجہ امن ہی کی دلالت کرتا ہے۔ حق کا راستہ اخوت و بھائی چارے سے کبھی جدا نہیں۔ انسان کی باہمی صلہ رحمی اسی امن و سلامتی کی مرہون منت ہے۔ دراصل انسانی ارتقاء اور اسکی بقاء کا دارومدار اسی اجتماعیت میں پنہاں ہے۔ فرد واحد اپنے خاندان میں ذہنی نشوونما پاتا ہے اور اپنے قبیلے کی تہذیب کا نمائندہ اور اس کے بلافصل تسلسل کا ضامن بنتا ہے۔ یہ ذمہ داری آپس کی محبت و اخلاص اور ادب و لحاظ سے مستثنیٰ نہیں۔ لہذا انہوں کی پہچان کریم کی پہچان کا ذینہ ہے۔

ہم بطور نقوی سادات جہاں خوش نصیب قرار پائے وہیں دین کی تبلیغ کے اس سلسلے کو متواتر رکھنے کی ذمہ داری کے عہدے پر بھی فائز ہوئے۔ ہمارے بزرگ بخارا سے ہجرت کر کے جب اس سرزمین پر آباد ہوئے تو اپنی دینی خدمات اور حسب و نسب کی تاثیر کی کرامت کی بدولت بزرگان دین کہلائے۔ یہاں تک کہ سلاطین وقت بھی ان کے آستانوں سے فیض یاب ہوتے رہے۔ بزرگان و اولاد موج دریا بخاریؒ کے حوالے سے مفصل تحریر و تحقیق کا سہرا شہید سید بشیر حسین بخاریؒ اور ان کے رفیق مرحوم کرنل سید علی طاہر بخاری کے سر ہے (خداوند کریم ان کے درجات بلند فرمائے)

ہمارے برادر عزیز سید مہدی مرتضیٰ بخاری کی یہ کاوش با ثمر "تاریخ جلالیہ" کے سلسلے کو متواتر رکھنے کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے ہمارے دادا شہید سید بشیر حسین بخاریؒ کی گرانقدر تصنیف "تاریخ جلالیہ" کو عصر حاضر تک حتی الامکان مکمل کیا۔ خدا انہیں اجر کثیر عطا فرمائے۔

التماس دعا!

سید ذیشان مرتضیٰ بخاری

سید زین مرتضیٰ بخاری ابن سید رضی مرتضیٰ بخاری

میرے بھائی حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری کی یہ بہت بڑی کاوش ہے کہ انہوں نے اس شجرہ کو میرے شہید دادا سید بشیر حسین بخاریؒ اور کرنل سید علی طاہر بخاری صاحب مرحوم کے بعد اپنی بھرپور محنت سے کام کرتے ہوئے اسے مزید وسیع اور از سر نو ترتیب دیا۔ واقعی یہ بہت محنت طلب کام ہے مجھے معلوم ہے کہ اس کے لیے انہوں نے کس جذبے سے کام کیا اور اس کو اپنے دادا کی طرح مکمل کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ نئی نسل حضرت سید محمد شاہ موج دریا بخاریؒ کا شجرہ لکھا اور اس میں خواتین کو بھی شامل کیا جس سے اس شجرہ کو مزید تقویت ملی۔ ہمیں اپنے آباؤ اجداد میں اس شجرہ کی مدد سے مردوں کے نام تو معلوم ہو جاتے ہیں لیکن خواتین کے ناموں سے لاعلم تھے کہ ہماری پردادی کا کیا نام تھا۔ خاندان کے اکثر بزرگ تو اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ جو موجود ہیں ان سے خواتین کے متعلق جتنے نام معلوم ہو سکے انہوں نے شامل شجرہ کیے تا کہ آنے والی نسلیں اپنے دادا پردادا کے ناموں کے ساتھ ساتھ اپنی

دادی پردادی کے ناموں سے بھی واقف رہیں۔ شروع میں خاندان کے اکثر رشتے آپس میں ہی ہوئے ہیں اس لیے خواتین کے ناموں کے اندراج سے ان رشتوں کا بھی علم ہوا۔ اللہ تعالی کی طرف سے یہ سعادت حاصل ہوئی کہ حافظ صاحب نے اس کتاب میں جو اضافہ کیا اور حاشیہ جات شامل کیے، جس سے کتاب کی اہمیت اور واضح ہوتی گئی۔ اللہ تعالی انہیں اسی جذبہ کے ساتھ کام کرنے کی طاقت دے۔ محمدؐ آل محمدؐ ان سے راضی ہوں اور اللہ تعالی ان کو ایمان کے ساتھ لمبی زندگی عطا فرمائے۔

طالب دعا!

سید زین مرتضی بخاری

سید صفدر رضا بخاری ابن سید امیر حسین شاہ مجاہد بخاری

سادات جلالیہ بخاریہ کا پہلا شجرہ مرتب کرنے والے سید بشیر حسین بخاری کے پوتے، حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری شجرہ کا تیسرا ایڈیشن مرتب کرنے جا رہے ہیں۔ شجرہ کا پہلا ایڈیشن 1975ء کو شائع ہوا۔ سید بشیر حسین بخاری نے 1973ء میں اس کار خیر کا آغاز کیا تھا اور ڈیرہ اسماعیل خان دریا خان اور دیگر مقامات پر شجرہ مکمل کرنے کے سلسلے میں دورے کیے تھے اور تمام بزرگان سے مل کر آپ نے ایک منظم لائحہ عمل بنایا اور ان کاوشوں کے نتیجے میں 1975 میں پہلا شجرہ شائع ہو کر سب لوگوں کی پہنچ میں آ گیا۔ وہ صرف ایک شجرہ نہیں بلکہ لاہور، سرگودھا، ڈیرہ اسماعیل خان اور دریا خان کے بچھڑے ہوئے سادات کے لیے دوبارہ رابطہ کا ذریعہ تھا۔ سید بشیر حسین بخاری جب سرگودھا سے ڈیرہ اسماعیل خان شجرہ کی تشکیل کے دوران تشریف لائے تو آپ، سید محمد علی شاہ مرحوم اور دیگر احباب کے ساتھ میرے والد محترم سید امیر حسین شاہ مجاہد کے پاس آئے اور خواہش ظاہر کی کہ وہ مبہ جانا چاہتے ہیں، جہاں پر سید طلعہ زندہ نوریؒ، سید فاضل شاہؒ اور سید امیر شاہؒ اور ہمارے بزرگان کی قبور مبارکہ ہیں۔ جو کہ بٹالہ سے یہاں آئے تھے۔ مبہ موضع انگراہ دریا خان سے شمال کی جانب چند کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ میرے والد مرحوم سید امیر حسین شاہ مجاہد نے اپنے بڑے بیٹے سید کوثر علی شاہ مرحوم کو حکم دیا کہ وہ چند اونٹوں کا انتظام کریں، کیونکہ اس وقت لوگ پیدل یا گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ لیکن صحرائی علاقہ ہونے کی وجہ سے میرے برادر بزرگوار سید کوثر علی شاہ مرحوم اونٹ لے آئے اور یہ قافلہ مصنف کتاب سید بشیر حسین بخاری، سید امیر حسین شاہ مجاہد، سید محمد علی شاہ، سید مقبول حسین شاہ کے ساتھ قبرستان میں زیارت کے لیے گیا۔ مبہ کے اوپر سے دریا کے اس پار رات کو ڈیرہ اسماعیل خان کی روشنیاں دکھائیں۔ یہ ریت کا مبہ کافی بلند ہے اور انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں کیسے سادات نے اپنے آپ کو معروف کروایا اور یہاں پناہ لی اور کام کا آغاز کیا۔

شجرہ کا دوسرا ایڈیشن کرنل سید علی طاہر بخاری نے 2007ء میں شائع کیا، جو خاندان کے سادات نے تبرک کے طور پر ہاتھوں ہاتھ حاصل کیا اور بڑے فخر سے اپنے احباب سے شجرہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

سنہ 2022ء کے اختتام پر حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری نے اس کار خیر کا بیڑہ اٹھایا۔ آپ نے سید امجد علی شاہ اور دوسرے بزرگان سے مل کر طریقہ طے کیا کہ کیسے یہ کام مکمل کرنا ہے۔ سید مدثر حسن ولد سید اصغر علی شاہ نے رضا کارانہ طور پر شجرہ کی ترتیب و تدوین کے کام کو مکمل کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور انہوں نے یہ کام بخوبی سرانجام دیا۔ جو حضرات شروع میں حافظ سید مہدی مرتضی بخاری کے رابطے میں آئے انہوں نے آگے پیغامات پہنچائے کہ ہم یہ شجرہ بنانے جا رہے ہیں۔ ان افراد میں فتح شاہی، جلال شاہی، فضل شاہی، اور ہماری ملتان والی شاخ کے افراد شامل ہیں اور اس شجرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ پہلی بار ہمارے شجرہ میں خواتین کے نام بھی ظاہر ہو رہے ہیں ہمارے لیے یہ بات خوشی کا باعث تھی کہ خاندان کا متفقہ فیصلہ تھا کہ خواتین کے نام بھی شجرہ میں درج کروائے جائیں اگرچہ کچھ خاندانوں نے اپنی خواتین کے نام درج نہیں کروائے۔ خاندان کے 95 فیصد سے زائد افراد نے اپنی خواتین کے نام درج کروائے ہیں۔ یہ شجرہ ان چند شجروں میں شامل ہے جن میں خواتین کے نام درج ہیں۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ ترمذی سادات کا اور دیگر سادات کے شجروں میں بھی خواتین کے نام درج ہیں۔ قدیم عرب کے شجروں میں بالخصوص اہل بیتؑ کے شجروں میں ہمارے ائمہ معصومینؑ کی مستورات کے نام موجود ہیں۔ میں شکر گزار ہوں کہ خاندان کے افراد نے متحد ہو کر اس شجرہ نسب کی تکمیل میں دلچسپی لی۔ اس کے علاوہ بہت سارے لوگوں کا میں مشکور ہوں جن میں حافظ سید مہدی مرتضی بخاری جو اس

شجرہ کے مصنف ہیں۔ سید محمد علی شاہ صاحب کے فرزند سید امجد علی شاہ اور سید امیر حسین شاہ مجاہد کے وارثین میں سے مجھ حقیر کو خداوند تعالی نے اس خدمت کے لیے چنا ہے۔ سید اصغر علی شاہ صاحب کے بیٹے سید مدثر حسن شاہ اور دیگر احباب کی محنتوں کو خداوند تعالی قبول فرمائے۔ خداوند تعالی کے ہم مشکور ہیں کہ اس نے ہمیں توفیق دی کہ ہم سید مہدی مرتضی بخاری سے ملے اور لوگوں کو متحد کیا اور خاندان کے افراد کی آراء لی اور تمام بزرگان کی قیادت میں آگے بڑھے اور خداوند تعالی نے ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔ یہ شجرہ اب ہمارے ہاتھوں میں ہے اور آئندہ آنے والے شجروں کی ترتیب بن گئی ہے کہ اب شجرہ میں خواتین کے نام ضرور آئیں گے۔ ہمارے لیے یہ مسرت کا مقام ہے کہ ہم سب نے مل کر یہ ایک چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ خداوند تعالی اس خاندان کی اس سعیٔ جلیلہ کو حضرت امام زمانہؑ کے ظہور سے متصل کر دے اور ہم سب کو جن کا اس شجرہ میں ذکر ہے جب امام زمانہ تشریف لائیں تو ہم ان کی بیعت کے لیے جوق در جوق جائیں اور سرخرو ہوں اور اپنے مولا و آقا کی اطاعت میں اور آگے بڑھتے جائیں۔

سید صفدر رضا بخاری

قبرستان اور زیارت قبور

اس عنوان پر لکھنے کا خیال اس وقت آیا کہ جب میرے والدین کا انتقال ہوا۔ پہلے میری والدہ سیدہ کوثر پروین کا انتقال 19 فروری 2019ء کو ہوا اور پھر 16 مئی 2019ء کو والد صاحب سید رضی مرتضی بخاری بھی انتقال کر گئے۔ تب میری خواہش ہوئی کہ زیارت قبور کے متعلق آئمہ معصومینؑ کے فرامین پر مشتمل ایک رسالہ ترتیب دوں۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ لکھتا۔ میرے بہت ہی اچھے دوست اور عالم دین سید منظر حسین کاظمی نجفی صاحب جو کہ مدرسہ دارالعوم محمدیہ سرگودھا میں معلم کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے شہید ثانی زین الدین عاملی کی کتاب "مسکن الفوائد" کا ترجمہ شائع کیا تو میں نے ان سے اپنی خواہش بیان کی تو انہوں نے مجھے اس کے کئی نسخے بھی دیے کہ جنہیں میں نے اپنے خاندان کے مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے چند رشتہ داروں و عزیز و اقارب میں تقسیم کر دیا۔ کتاب "تاریخ جلالیہ" کی تدوین کے دوران معلومات حاصل کرتے وقت جب سادات کے آبائی قبرستانوں کا ذکر ہوا تو یہ خواہش دوبارہ جاگی کہ زیارت قبور پر چند روایات نقل کروں اور آبائی قبرستان کا ذکر بھی کروں۔ اوپر علماء و شہدا کی تحریروں میں ان کے آبائی قبرسان کا ذکر ہو چکا ہے اور ہمارے اجداد جو کہ بٹالہ میں سکونت پزیر تھے ان کی قبور وہاں ہی موجود ہیں۔ یہاں میں اپنے خاندان کے قبرستان کا ذکر مختصر بیان کرتا چلوں کہ 1965 میں جب میرے پردادا سید علی حسین بخاریؒ کا انتقال ہوا تو میرے دادا سید بشیر حسین بخاریؒ نے سرگودھا شہر کے بڑے قبرستان میں "خانقاہ جلالیہ" کے نام سے ایک احاطہ مختص کیا کہ جہاں شہید سید بشیر حسین بخاری اور میرے والدین اور کئی دوسرے بزرگان کی قبور موجود ہیں۔ اسی قبرستان کے درمیان ایک ہی جگہ پر میرے ننھیال جو کہ لدھیانہ کے کاظمی سادات ہیں کہ جن میں میرے ماموں ڈاکٹر علامہ سید طاہر علی کاظمیؒ جو کہ میری والدہ کے چچا زاد بھائی ہیں کی قبر بھی ہے۔ اسی طرح لاہور شہر میں واقع مومن پورہ کا قدیمی قبرستان جو کہ نواب قزلباش خاندان نے مومنین کی قبور کے لیے وقف کیا ہوا ہے۔ اس قبرستان کے متعلق انٹرنیٹ پر

ویب سائیٹ www.qizilbashwaqf.org بھی موجود ہے۔اس قبرستان میں میری دادی سیدہ امۃ الفاطمہ بخاری کے خاندان کی قبور ہیں جب کہ میری دادی کی قبر امام بارگاہ قصرِ زہرا سرگودھا جو کہ انہوں نے خواتین کے لیے تعمیر کروایا، میں موجود ہے۔مومن پورہ کی سب سے پہلی قبر سیدہ بی بی سائرہ کی ہے جو کہ میری دادی کی پھوپھی ہیں۔قبرستان کے ریکارڈ کے مطابق اس قبر کا نمبر A1 ہے۔اسی طرح شروع کی کوڈ فہرست کی قبور اولادِ موج دریا بخاریؒ کی ہی ہیں۔اس قبرستان میں ملک پاکستان کی مشہور شخصیات کی قبریں بھی موجود ہیں۔

مومن کا امتحان

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: مومن اس دنیا میں اپنے دین کے حساب سے امتحان میں مبتلا ہوتا ہے۔(یعنی جتنا دیندار ہوگا اتنا امتحان سخت ہوگا)

جزع کرنا مکروہ ہے سوائے حسین ابن علیؑ کے

جب کسی کا اپنا رشتہ دار انتقال کر جائے تو اسے صبر کرنا چاہیے اور جزع سے بچنا چاہیے یہ حکم احادیث معصومینؑ سے ملتا ہے۔

جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے اپنے صحابی مسمع سے فرمایا: کہ امام حسینؑ کے ساتھ جو ظلم کیا گیا کیا تم اسے یاد کرتے ہو؟ مسمع نے کہا: جی ہاں! آپؑ نے پوچھا: کیا تم جزع کرتے ہو(اظہارِ غم)؟ مسمع نے کہا: اللہ کی قسم میں جزع کرتا ہوں اور (امام حسینؑ کو یاد کرکے) آنسو بہاتا ہوں، یہاں تک کہ میرے اہل وعیال اس (غم) کا اثر مجھ پر دیکھتے ہیں، میں کھانا چھوڑ دیتا ہوں، یہاں تک کہ یہ بات میرے چہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے۔امامؑ نے فرمایا: اللہ تمہارے آنسوؤں پر رحمت کرے، بے شک تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو ہم پر جزع کرتے ہیں، جو ہمارے غم میں غمگین اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔

مومن کو چاہیے کہ جب اس پر کوئی امتحان ومصیبت آئے تو وہ صبر کرتے ہوئے حسین ابن علیؑ کو یاد کرے اور امام مظلوم کے مصائب پر گریہ کرے۔

ایصالِ ثواب

ہشام نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا میت تک دعاء، صدقہ، نماز، وغیرہ پہنچتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں (پہنچتے ہیں)۔ہشام نے پوچھا: کیا اسے پتہ چلتا ہے کہ کس نے یہ عمل (اس کے لیے) کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

زیارتِ قبور

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: کیا ہم مرنے والوں کی قبروں کی زیارت کریں؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں

میں نے پوچھا: جب ہم ان کے پاس جائیں تو انہیں ہمارے آنے کا علم ہوتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: بخدا انہیں تمہارے آنے کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے اور وہ تمہارے آنے سے خوش ہوتے ہیں اور تم سے مانوس ہوتے ہیں۔

امام موسیٰ الکاظمؑ نے فرمایا: جب قبرستان میں داخل ہو تو قبروں کو پاؤں کے نیچے روندو، پس اگر مومن کی قبر ہے تو اسے راحت حاصل ہوگی اور اگر منافق کی ہے تو وہ اس سے رنج والم محسوس کرے گا۔

امام علی الرضاؑ کی ایک روایت میں نقل ہوا ہے" کہ جب اپنے مومن بھائی کی قبر پر جاؤ تو اس کی قبر پر ہاتھ رکھ کر سات مرتبہ سورہ قدر کی تلاوت کرو۔

اہلِ قبور پر سلام کا طریقہ

عبداللہ بن سنان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: اہلِ قبور پر کس طرح سلام کیا جائے؟ آپؑ نے فرمایا: یہ کہو: "السلام علی اهل الدیار من المومنین و المسلمین انتم لنا فرط و نحن ان شاء الله بکم لاحقون"

مخالف کا افسوس

عبداللہ بن بکیر بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں ابوالخطاب (غالی) کا اور اس کے قتل ہونے کا جب ذکر کیا تو مجھ پر رقت طاری ہوگئی اور میں رو پڑا۔ امامؑ نے فرمایا: کیا تجھے اس (دشمن خدا) کا افسوس ہے؟ عرض کیا نہیں۔ لیکن میں نے آپؑ سے ہی سنا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے نہروان کے خارجیوں کو قتل کیا تھا تو آپؑ کے اصحاب ان پر رونے لگے تھے۔ آپ (مولا علیؑ) نے ان سے پوچھا کہ کیا ان پر افسوس کر رہے ہو؟ عرض کیا: نہیں۔ بلکہ ہم تو صرف اس رفاقت کو جو کبھی ان میں اور ہم میں تھی اور پھر وہ اس معصیت (گمراہی) میں گرفتار ہو گئے، یاد کر کے رو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپؑ نے فرمایا: پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

ا اس مطلب کی بہت سی احادیث کہ جن میں مخالف کی نماز جنازہ، جس کے عقیدے کا علم نا ہو اس کی نماز جنازہ وغیرہ کے پڑھنے کے احکام کتاب "وسائل الشیعہ" اردو ترجمہ جلد دوم میں موجود ہیں۔

قارئیں سے گزارش ہے کہ

مرحوم سادات ومومنین کے ایصال ثواب کے لیے
ایک مرتبہ سورہ الفاتحہ اور تین مرتبہ سورہ توحید کی تلاوت فرمائیں۔

احباب کا شکریہ

درج ذیل حضرات کہ جنہوں نے شجرہ جات اور اپنے خاندان کی دیگر معلومات مجھ تک پہنچانے میں تعاون کیا میں ان سب کا اس تعاون پر بے حد شکر گزار ہوں۔

1۔سید ذیشان مرتضیٰ بخاری ولد سید اعجاز مرتضیٰ بخاری	لاہور
2۔ سید صفدر رضا بخاری ولد سید امیر حسین بخاری	اسلام آباد
3۔سید امجد علی نقوی ولد سید محمد علی شاہ نقوی	اسلام آباد
4۔سید مدثر حسن بخاری ولد سید اصغر علی بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
5۔سید وقار اکبر بخاری ولد سید علی اکبر بخاری	دریاخان
6۔سید رمیض رضا بخاری ولد سید احسن رضا بخاری	سرگودھا
7۔سید مدثر حسین بخاری ولد سید اقبال حسین بخاری	دریاخان
8۔سید مبشر حسن بخاری ولد سید اقبال حسین بخاری	دریاخان
9۔سید شمشیر علی بخاری ولد سید فضل علی شاہ بخاری	ملتان
10۔سید تنویر حیدر ولد آغا سید رضا	کراچی
11۔سید شیراز حیدر شاہ ولد سید حسنین حیدر شاہ	ملتان
12۔سید حسن ذوالقرنین حیدت بخاری ولد سید ذوالفقار حیدر بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
13۔سید محمد مہدی رضا بخاری ولد سید ضمیر حسین بخاری	بھکر
14۔سید محمد علی بخاری ولد سید فاضل حسین بخاری	دریاخان
15۔سید عقیل عباس بخاری ولد سید عباس علی بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
16۔سید عامر ندیم عباس شاہ بخاری ولد سید ظفر عباس بخاری	برطانیہ
17۔سید صوبان عباس بخاری ولد سید محمود عباس بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان

18۔سید جہانزیب حسن بخاری ولد سید حسن رضا بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
19۔سید افتخار حسین بخاری ولد سید اورنگزیب شاہ بخاری	اسلام آباد
20۔سید جاوید قاسم بخاری ولد سید قاسم علی شاہ بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
21۔سید شبیر حسین بخاری ولد سید ظفر حسین بخاری	ڈیرہ اسماعیل خان
22۔سید توقیر شہباز بخاری ولد سید شاہد اسلام بخاری	سرگودھا
23۔سید باقر عاطف مرتضیٰ بخاری ولد سید عارف مرتضیٰ بخاری	سرگودھا
24۔سید مسعود الحسن بخاری ولد سید فقیر حسین بخاری	فیصل آباد
25۔سید عباس شوکت بخاری ولد سید شوکت حسین بخاری	لاہور

خاندان کی بزرگ خواتین کا بھی شکریہ جنہوں نے میری رہنمائی کی

1۔سیدہ نجمہ کوثر بخاری بنت شہید سید بشیر حسین بخاری	سرگودھا
2۔سیدہ نفیسہ کوثر بخاری بنت شہید سید بشیر حسین بخاری	سرگودھا
3۔سیدہ انور زہرا بخاری بنت سید محمد تقی بخاری	لاہور

آخری گزارش

اولاد سید محمد شاہ بخاریؒ المعروف موج دریا بخاری، سادات ومومنین، شیعہ اثنا عشریہ، کی خدمت میں گزارش ہے کہ بندہ حقیر کی کاوش آپ کے سامنے ہے۔اس کتاب کا مکمل مطالعہ کریں مزید فرامین معصومینؑ کا علم حاصل کرنے کے لیے کتب احادیث کی طرف رجوع کریں۔میں نے اس کتاب میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ بہت مختصر ہے۔اس اختصار کی کئی وجوہات ہیں جو میں یہاں ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔معہ اضافہ میں شامل کرنے کے لیے بہت سے چیزیں ہم نے مصلحت کے تحت چھوڑ دی ہیں۔ان شاءاللہ وعلی ابن ابی طالب مستقبل قریب میں کتاب کے وہ مندرجات جن کی تفصیل ضروری ہے، ان عنوانات پر الگ سے مضامین مومنین کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔کتاب ھذا میں ہماری جانب سے جو مواد قرآن وحدیث پر مشتمل ہے کہ جن کے حوالہ جات ہر جگہ ساتھ ہی موجود ہیں،کوئی بھی حوالہ کسی غیر معتبر یا غیر معروف کتاب سے نہیں دیا گیا۔بعض جگہوں پر خاندان کے علماء کی تحریروں سے بھی استدلال کیا گیا ہے۔ایک بات واضح کرتا چلوں کہ عامہ کی جانب سے اہل بیتؑ کے فضائل پر مشتمل جتنی بھی کتب منظر عام پر آ چکی ہیں اور جن میں اہل بیتؑ کے ایسے فضائل نقل کیے گئے ہیں کہ جنہیں شیعہ بھی فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں ان میں کی اکثر کتب اہل تصوف کی ہیں جو مولا علیؑ کی خلافت باطنیہ کے قائل ہیں جبکہ آئمہ اثنا عشر کے مطابق ایسی کوئی تقسیم نہیں ہے۔بلکہ یہ تو تقصیر ہے۔

اعلان

اس کتاب یعنی" تاریخ جلالیہ و (مع اضافہ)" کے جملہ حقوق قانونی طور پر ادارہ کے حق میں محفوظ ہیں۔اب کوئی صاحب اس کتاب کو اپنے نام سے یا اس میں کسی قسم کی کمی بیشی یا ردوبدل کر کے اسے شائع کرنے کا حق نہیں رکھتا اور نا ہی بغیر اجازت کے اس کا نیا ایڈیشن شائع کر سکتا ہے۔
تمام سادات اولاد حضرت سید محمد شاہ بخاریؒ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے طور پر بھی شجرہ کو اپڈیٹ کرتے ہوئے محفوظ کریں اور اپنی اولاد کا اندراج ہمارے پاس بھی کرادیں۔شکریہ

خاک پائے اسپ حسینؑ
خادم شریعۃ المطہرہ
خطیب آل محمدؐ
حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری
نبیرہ شہید سید بشیر حسین بخاری

دعائے مغفرت

روح بشیر کو میرے اللہ روزِ محشر میں جنت عطا ہو
صدقہ حسنین کا میرے اللہ باغ فردوس اُن کی جگہ ہو
تیری رحمت پہ سب کو بھروسہ تیری قدرت پہ ایمان سب کا
ذات تیری پہ سب کو یقین ہے میرے اللہ تو رحمٰن سب کا
تیری دہلیز پہ سجدہ زن ہوں ذات راضی تیری کبریا ہو
روح بشیر کو میرے اللہ روزِ محشر میں جنت عطا ہو
مصطفیٰ کے نواسوں کے صدقے جام کوثر کا حاصل انہیں ہو
گھر جنت کا ملتا اسی کو مصطفیٰؐ کی حمایت جنہیں ہو
بارانؑ چوداںؑ کے صدقے میں یارب میری منظور یہ التجا ہو
روح بشیر کو میرے اللہ روزِ محشر میں جنت عطا ہو
ان کی ہر ایک نیکی کے بدلے ان پہ راضی وہ ذاتِ خدا ہو
بن کے خادم رہا پنجتنؑ کا ان کی خدمت میں آپ وہ ہوا ہو
یہ رہے گھر ہمیشہ سلامت اس گھر کا محافظ خدا ہو
روح بشیر کو میرے اللہ روزِ محشر میں جنت عطا ہو
میں نبی بخش شاہد ملنگ ہوں میری تحصیل شاہ پور صدر ہے
ساتھ ہی اس کے بھکر ہے گاؤں سرائی گاؤں میں میرا گھر ہے
دعائے مغفرت ہے تحریر میری میری منظور یارب دعا ہو
روح بشیر کو میرے اللہ روزِ محشر میں جنت عطا ہو

دعا گو!
نبی بخش شاہد ملنگ بھکری

مآخذ

1- القرآن الحکیم مترجم	السید ابو محمد ابرار الحسنین فاطمی
2- اصول الکافی	ابو جعفر محمد یعقوب الکلینیؒ
3- من لا یحضرہ الفقیہ	ابو جعفر صدوق
4- الاستبصار	ابو جعفر طوسی
5- مجالس المومنین	سید نور اللہ شوستری
6- براہین الانصاف لدافعین بخل والاعتساف	سید زین العابدین نقوی البخاری الاچوی
7- عین الحیات	علامہ باقر مجلسیؒ
8- اسرار العبدیات	سید جعفر الزمان نقوی البخاری
9- وسائل الشیعہ	حر العاملی
10- رسالہ الاثنا عشریہ فی الرد علی الصوفیہ	حر العاملی
11- اولیائے پاکستان	عالم فقری
12- تذکرہ سادات بخاریہ	صفدر رضا قادری
13- السیف الجلی علی منکر ولایت علیؑ	طاہر القادری
14- خطہ پاک اوچ	مسعود الحسن شہاب
15- کفوے ازدواج	السید ابو محمد نقوی
16- غنیۃ الطالبین	عبد القادر جیلانی

ان کتب کے علاوہ دیگر کئی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا ذکر کتاب میں مختلف مقامات پر موجود ہے۔

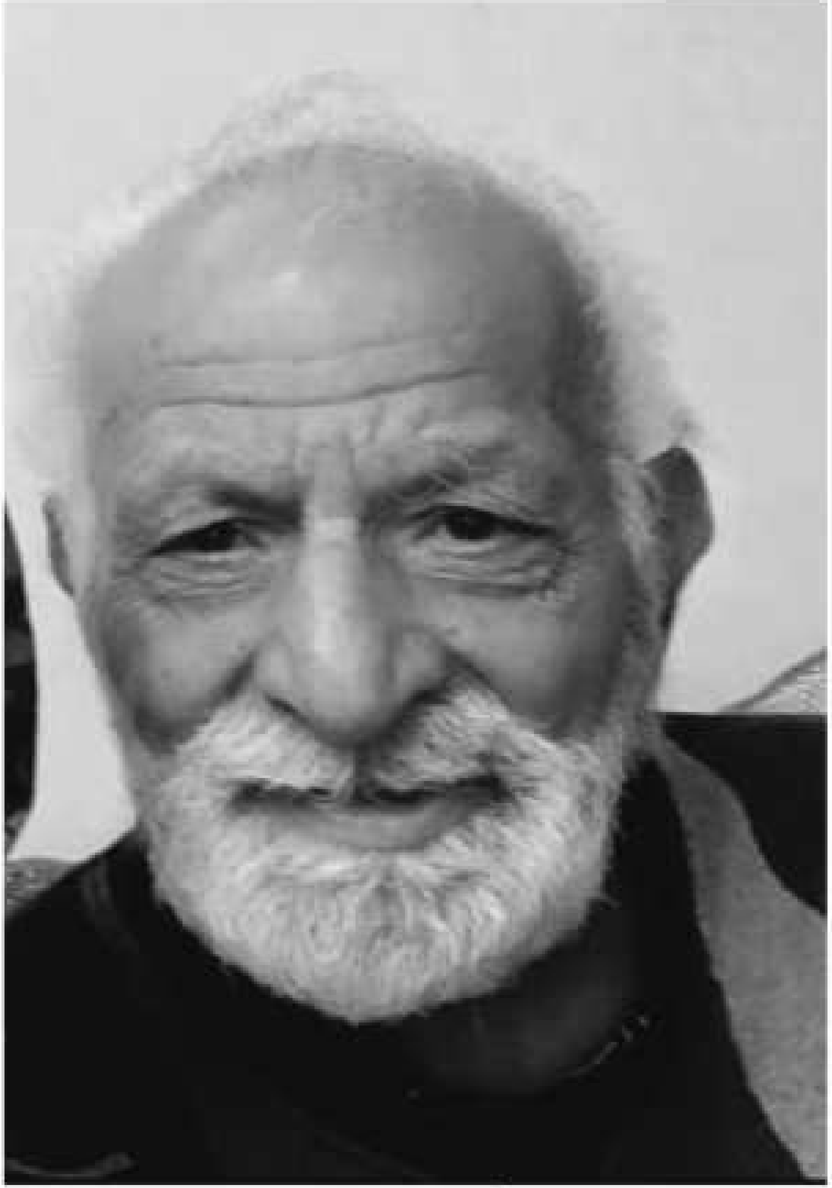

سید علی طاہر بخاری (کرنل ریٹائرڈ)

ناشر تاریخ جلالیہ ایڈیشن دوم 2007ء

سید مہدی مرتضیٰ بخاری

حواشی و اضافہ تاریخ جلالیہ

ادارہ

انٹرنیشنل مرکز تحقیقات اسلامیہ

کا مختصر تعارف

یہ ادارہ 1948 میں کتب خانہ المفید کے نام سے سرگودھا میں قائم ہوا کچھ عرصہ بعد ادارے کا نام قائد اعظم دارالمطالعہ رکھا گیا، بعد میں احقاق دارالمطالعہ نام ہوا اور 1958 میں مرکز تحقیقات اسلامیہ سرگودھا کے نام سے مشہور ہوا۔ 1961 سے تحریری طور پر دینی، مذہبی اور ملی خدمات انجام دیتا رہا۔ کوئی ایسا رسالہ یا جریدہ نہیں جس نے شیعہ اور مذہب شیعہ کے خلاف مضمون شائع کیا ہو تو مرکز کی جانب سے اس کا مکمل تعاقب نہ کیا گیا ہو۔ مختلف ادوار میں ادارہ کی جانب سے مختلف رسائل و جرائد شائع ہوتے رہے۔ ماہنامہ المفید، ماہنامہ احقاق الحق اور محرم الحرام میں تبصرہ نامہ کربلا جو کہ اردو، پشتو، سندھی اور گجراتی میں شائع ہوتا رہا قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سے علمی کارنامے اس ادارہ کی جانب سے انجام پاتے رہے۔ عزاداری سید الشہداؑ کے فروغ اور واعظین کے لیے فن خطابت کورس اور علمی منصوبہ کورس جو کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرز پر تھا، جس میں ملک کے طول و عرض سے طلباء و طالبات، سرکاری و غیر سرکاری دفاتر کے ملازمین، تعلیم یافتہ کاروباری نوجوان، نیز ہر قسم کے شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد علوم محمد و آل محمدؐ سے مستفید ہوتے رہے۔ ادارہ کی جانب سے مختلف مواقع پر مجالس مذاکرہ کا انعقاد بھی ہوتا رہا جس میں علماء و دانشور حضرات سے سوالات کیے جاتے۔ 22 رجب کی نیاز کے موقع پر یوم صادق آل محمدؐ کے عنوان سے علوم محمد و آل محمدؐ کے دروس قائم کیے۔ سید بشیر حسین بخاری ادارہ کے بانی تھے۔ بخاری صاحب کی شہادت کے بعد ادارے کا نظم و نسق شہید کے فرزند سید رضی مرتضیٰ بخاری نے سنبھالا۔ اسی دوران ادارہ کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر علامہ سید طاہر علی کاظمی رہے۔ علامہ صاحب دنیا کے مختلف ممالک میں دین محمد و آل محمدؐ کی نشر و اشاعت اور تبلیغ کرتے رہے تو ادارے کا نام مرکز تحقیقات اسلامیہ سرگودھا سے بدل کر انٹرنیشنل مرکز تحقیقات اسلامیہ رکھ دیا گیا۔ فی زمانہ ادارہ کی جانب سے ہفتہ وار بروشر شائع ہوتا ہے جو کہ ایام کی مناسبت سے مختلف مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ الیکٹرونک میڈیا یعنی فیس بک اور یوٹیوب وغیرہ پر علوم محمد و آل محمدؐ نشر کیے جاتے ہیں۔

حافظ سید مہدی مرتضیٰ بخاری
مہتمم انٹرنیشنل مرکز تحقیقات اسلامیہ
سرگودھا (پاکستان)

imtis imtis imtis imtis imtis